وصالِ باری

جسے

منشی لعل ایم۔ اے

سابق اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور

حال گورنمنٹ پنشنر لاہور نے

مسٹر رالف والڈو ٹرائنی صاحب کی انگریزی

کتاب موسومہ "اِنٹیون وِد دی اِنفنٹ" سے

اُردو میں ترجمہ کیا

سنہ ۱۹۱۱ء

لاہور

رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز

کے

مفید عام پریس میں باہتمام لالہ موتی رام مینجر طبع ہوئی

دفعہ دوم   تعداد جلد ۱۰۰۰   قیمت

فہرست مضامین

کامل امن - طاقت اور اِفراط

تمہید

دنیا میں دو طرح کے شخص ہوتے ہیں - ایک وہ لوگ ہیں - جو اس بات کے معتقد ہیں کہ دنیا کے تمام حوادث بہتری کے لئے ہیں - اور دوسرے وہ لوگ جن کا یہ اعتقاد ہے کہ دنیا کے تمام حوادث بتری کے لئے ہیں - پہلی قسم کے لوگوں کو ہم صواب جو اور دوسری قسم کے لوگوں کو عیب جو کہینگے - صواب جو بھی صحیح ہے - اور عیب جو بھی صحیح ہے - گو یہ ایک دوسرے سے اس قدر مختلف ہیں جیسے کہ روشنی تاریکی سے - لیکن دونو اپنے اپنے نقطۂ دید کے لحاظ سے راستی پر ہیں - اور اس لئے دونو کی زندگی کا دار و مدار اُن کے نقاطِ نظر پر ہے - اس سے یہ تحقیق ہو جاتا ہے کہ آیا اس شخص کی زندگی طاقت یا کمزوری کی ہے - امن یا دُکھ کی ہے - کامیابی یا ناکامیابی کی ہے ؎

صواب جو کو یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ چیزوں کو ہر پہلو سے کما حقہ طور پر دیکھ سکے اور ان کے صحیح صحیح تعلقات معلوم کر سکے - عیب جو صرف محدود اور یکطرفہ نظر سے دیکھتا ہے - اور اس لئے چیزوں کے پورے پورے حالات سے ناواقف رہتا ہے - صواب جو کی عقل بصیرت سے منوّر ہے - اور عیب جو کی عقل پر جہالت کا پردہ چھایا ہؤا ہے - ہر ایک شخص اپنی اپنی دنیا اپنے اندرونی خیالات کے موافق بنا رہا ہے - اور جیسے اُس کے خیالات ہوتے ہیں ویسی ہی عمارت بنا کر کھڑی کر دیتا ہے - صواب جو اپنی اعلےٰ دانائی اور واقفیت کے ذریعہ اپنی ہی بہشت بنا رہا ہے - اور جس درجہ کی وہ اپنی بہشت بناتا ہے باقی تمام دنیا کے لئے

بھی ویسی ہی بہشت بنانے میں مدد دیتا ہے۔ برعکس اس کے عیب جو اپنے محدود خیالات کے ذریعہ اپنی ہی دوزخ بنا رہا ہے۔ اور جس درجہ کی وہ اپنی دوزخ بناتا ہے باقی تمام انسان کے لئے بھی ویسی ہی دوزخ بنانے میں ممد و معاون ہے ؛
تم میں اور مجھ میں صواب جو یا عیب جو کے اوصاف غالب ہیں۔ پس ہم دونو ہر لمحہ اپنی اپنی بہشت یا دوزخ بنا رہے ہیں۔ اور جس درجہ کی ہم یہ بہشت یا دوزخ اپنے لئے بنا رہے ہیں۔ اُسی درجہ کی اور تمام دنیا کے لئے بھی بنانے میں سعی کر رہے ہیں ؛
یہاں پر بہشت کے مرادی معنے اتفاق کے لئے گئے ہیں اور دوزخ کے معنے نفاق کے۔ جہاں اتفاق ہے وہاں پر تمام چیزیں ایک دوسرے سے مربوط اور پیوستہ ہیں اور امن و امان کی حالت جاری ہے۔ جہاں نفاق ہے وہاں پر ہر ایک شے دوسری سے علحدہ ہے۔ اور بد نظمی کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا ؛

کائنات کی اصلی حقیقت

اس کائنات کی اصلی حقیقت وہ لا انتہا زندگی اور غیر محدود طاقت کی روح ہے جو سب کے ساتھ ساتھ ہے جو سب کو اُکساتی رہتی ہے۔ اور جس کا اظہار سب کے اندر ہے۔ یہ روح زندگی کا وہ قائم بالذّات اصول ہے جس سے اب تک سب کچھ ظہور میں آیا ہے اور آئندہ بھی متواتر ظہور میں آتا رہیگا۔ اگر ایک مفرد زندگی ہے۔ تو اس سے یہ لازم آیا کہ ایک لا انتہا زندگی بھی ضرور ہے۔ جس سے اس مفرد زندگی کا ظہور ہے۔ اگر عشق یا محبّت کی ایک صفت یا طاقت ہے تو اُس کے ماخذ کے لئے لا انتہا عشق یا محبّت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر بصیرت ہے تو اس کی پیدائش کے لئے کامل بصیرت یا عقلِ کل کا ہونا لازمی ہے۔ یہی حالت امن اور طاقت کی بھی ہے۔ الغرض کُل مادّی چیزوں کی نسبت یہ امر درست ہے ؛
پس یہ لا انتہا زندگی اور طاقت کی روح سب میں ہے اور سب کچھ اِسی کا ظہور ہے۔ بڑے بڑے غیر متغیّر قوانین اور قوتیں اِس

تمام کائنات میں رائج ہیں اور ہمارے چاروں طرف موجود ہیں - انہی قوانین اور قوتوں کے ذریعہ یہ غیر محدود طاقت اس کائنات میں ہر ایک شے پیدا کر رہی ہے - ہر طرح سے کام کر رہی ہے - اور سب پر حکومت کر رہی ہے - جو کام ہم روز مرّہ کرتے رہتے ہیں - انہی قوانین اور قوتوں کے ذریعہ عمل میں آتے ہیں - ہر ایک پھول جو سڑک کے کنارے اُگتا ہے - بعض بڑے بڑے اور اٹل قوانین کے مطابق پھوٹتا ہے بڑھتا ہے کھلتا ہے اور کُملا جاتا ہے - ہر ایک برف کا گالا جو زمین اور آسمان کے درمیان حرکت کرتا رہتا ہے خاص خاص غیر متغیرّ قوانین کے مطابق ہی بنتا ہے - گرتا ہے اور پگل جاتا ہے +

الغرض اس تمام کائنات میں سوائے قانون کے اور کچھ نہیں ہے - اگر یہ سچ ہے تو ضرور ان سب کی پشت پر ایک ایسی طاقت ہے - جس نے یہ سب قانون بنائے اور یہ طاقت ان سب بنے ہوئے قوانین سے ضرور برتر ہے - اس لا انتہا زندگی اور طاقت کی روح کو جو سب کے ساتھ موجود ہے خدا کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے - تم اس کا جو چاہو سو نام رکھ سکتے ہو - مثلاً نورِ کریمی - مسبب الاسباب - رُوح اعظم - قدرت مطلق - علی ہذ القیاس - لیکن یہ ضرور ہے کہ ان سب کے معنی وہی ہوں جو یہاں پر بیان کئے گئے ہیں +

پس خدا یہ لا انتہا رُوح ہے جو تمام کائنات میں پھیلی ہوئی ہے - یہاں تک کہ سب کچھ اُسی سے ہے اور اُسی میں سب کچھ ہے - اور کوئی چیز اُس کے باہر نہیں ہے - در حقیقت ہم اُسی میں رہتے ہیں - اُسی میں چلتے پھرتے ہیں اور ہمارا وجود اُسی میں ہے - وہی ہماری زندگی کی جان ہے اور وہی خود ہماری جان ہے - اُسی نے ہم کو زندگی عطا کی اور اُسی سے ہمیں زندگی عطا ہو رہی ہے - ہم خدا کی زندگی میں شریک ہیں - اور گو ہم اس سے مختلف ہیں - کیونکہ ہم علیحدہ علیحدہ مفرد روحیں ہیں اور وہ ایک لا انتہا رُوح ہے جس میں ہم اور باقی تمام چیزیں شامل ہیں - لیکن در اصل خدا کی زندگی اور انسان کی زندگی دونو بعینہٖ یکساں ہیں اور اس لئے ایک ہی ہیں - یہ دونو ماہیّت اور صفت میں جدا نہیں گو رُتبہ یا درجہ میں جُدا ہوں +

بڑے بڑے عالم اور صاحب کمال ہو چکے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔ جن کا یہ یقین ہے کہ ہماری زندگی کا سرچشمہ خدا ہے اور ہماری چھوٹی چھوٹی ندیاں اُس بحر زخّار سے نکلی ہیں۔ اور ایسے بھی لوگ ہو چکے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔ جن کا یہ یقین ہے ۔ کہ ہماری زندگی اور خداوند تعالےٰ کی زندگی دونو ایک ہی ہیں ۔ اور اس لئے خدا اور انسان ایک ہیں ۔ اِن میں کچھ فرق نہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ ان دونو میں کون صحیح ہے؟ اگر ٹھیک ٹھیک سوچا جائے اور غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ دونو صحیح ہیں ؛

پہلا اعتقاد لو۔ اگر خدا سب کی پشت پر زندگی کی لا انتہا روح موجود ہے اور اُسی سے سب کچھ ظہور میں آیا ہے تو پھر صاف ظاہر ہے کہ ہماری زندگی بحیثیت اِنفرادی اسی لا انتہا ماخذ سے متواتر عطا ہوتی رہتی ہے۔ اب دوسرا اعتقاد لو۔ اگر ہماری زندگی انفرادی روحوں کی طرح زندگی کی اس لا انتہا روح سے براہ راست عطا ہوئی ہیں۔ اور اسی کا جزو ہیں تو لا انتہا روح کا درجہ جو ہر ایک کی زندگی میں ظاہر ہوا ہے صفت میں بعینہٖ اپنے اُسی ماخذ کی مانند ہونا چاہئے۔ جیسے کہ سمندر کے پانی کے قطرہ میں بعینہٖ سمندر ہی کے اوصاف اور خاصیتیں پائی جاتی ہیں۔ درحقیقت اسی طرح ہونا چاہئے اور کسی طرح نہیں۔ مگر پچھلی حالت میں مندرجہ ذیل امر سے غلط فہمی ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ یعنی یہ کہ اگرچہ خدا کی زندگی اور انسان کی زندگی در اصل یکساں ہیں۔ لیکن خدا کی زندگی ہر فرد بشر کی زندگی سے اس قدر برتر ہے کہ اس میں اور سب کچھ شامل ہے۔ یا یہ کہو کہ زندگی کے اوصاف کے لحاظ سے تو وہ دونو در اصل یکساں ہیں۔ مگر زندگی کے درجہ کے لحاظ سے وہ دونو بہت ہی مختلف ہیں ؛

اس طرح سے کیا یہ صاف ظاہر نہیں ہے کہ یہ دونو قسم کے خیالات صحیح ہیں؟ بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ یہ دونو خیالات ایک ہی ہیں ۔ ان دونو خیالات کی تشریح ایک ہی تمثیل سے ہو سکتی ہے ؛

فرض کرو کہ وادی میں ایک حوض ہے اور اس میں پہاڑ کے اوپر کے حوض سے پانی آتا رہتا ہے اور اس پہاڑ کے حوض میں پانی

کا لا انتہا ذخیرہ موجود ہے۔ بس یہ سچ ہے کہ وادی کے حوض میں پہاڑ کے بڑے حوض میں سے پانی بہ بہ کر برابر آتا رہتا ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ اس چھوٹے حوض کا پانی باہیّت خوبی اور اوصاف کے کے لحاظ سے بعینہٖ بڑے حوض کے پانی جیسا ہے۔ مگر فرق صرف اتنا ہے کہ پہاڑ کا حوض اپنے پانی کی مقدار کے لحاظ سے وادی کے حوض سے اس قدر بڑھ کر ہے کہ وہ وادی جیسے بے شمار حوضوں کو پانی پہنچا سکتا ہے اور پھر بھی اُس کا پانی کا ذخیرہ ختم نہیں ہوتا ٭

یہی حال انسانی زندگی کا ہے۔ پس اگر یہ مان لیں۔ جیسا کہ ہم نے ابھی مان لیا ہے۔ اور اس میں اختلاف رائے کی کوئی گنجائش معلوم نہیں ہوتی کہ یہ زندگی کی لا انتہا روح سب کے ساتھ ہے۔ یہی سب کی زندگی ہے اور اسی سے سب کچھ ظہور میں آتا ہے۔ تو پھر ہر ایک فرد بشر کی زندگی مثلاً ہماری اور تمہاری زندگی سب اسی لا انتہا ماخذ سے ظہور میں آنی چاہئیں۔ اور اگر یہ سچ ہے تو جو زندگی انسان میں اس چشمہ سے آتی ہے وہ ضرور اصلیت اور ماہیّت کے لحاظ سے اسی زندگی کی لا انتہا روح سے ملتی جلتی ہے۔ اگر کچھ فرق ہے تو اصلیّت میں نہیں صرف مقدار یا درجہ میں ہے ٭

پس اگر یہ سچ ہے تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ انسان جس قدر اس چشمہ سے حاصل کرتا ہے اُسی قدر وہ قرب ایزدی حاصل کر لیتا ہے؟ اگر یہ درست ہے تو اس سے یہ ایک لازمی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ جس قدر انسان اس قرب ایزدی کو حاصل کرتا ہے۔ اُسی قدر اُس میں خدائی طاقتیں ظہور پاتی ہیں۔ اور اگر یہ خدائی طاقتیں بےحد ہیں تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ انسان اپنی اصلی حقیقت کو نہ جان کر اپنے لئے قیود قائم کر لیتا ہے۔ ورنہ انسان اگر کوشش کرے اور اپنی اصلیّت کو معلوم کرے تو قرب ایزدی کے ذریعہ بےحد طاقتیں حاصل کر سکتا ہے ٭

انسانی زندگی کی اصلی حقیقت

ہم کائنات کی اصلی حقیقت پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اور اس میں

ہمارا اتفاق ہے۔یعنی یہ لا انتہا زندگی کی روح سب کے ساتھ ہے اور اسی روح سے سب کی پیدائش ہے۔کائنات کی اس اصلی حقیقت سے ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ انسانی زندگی کی حقیقت اور ماہیت کیا ہے؟اس سوال کا جواب گزشتہ بیان سے مل سکتا ہے ❖

انسانی زندگی مثلاً تمہاری اور میری زندگی میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم اس امر کو بخوبی سمجھیں اور ذہن نشین کر لیں کہ ہم اور یہ لا انتہا زندگی دونو ایک ہی ہیں اور ہم اس ایزدی رَو کو اپنے میں آنے دیں۔انسانی زندگی میں یہ عظیم اور اعلےٰ ترین حقیقت ہے کیونکہ اَور تمام چیزیں اسی میں شامل ہیں اور اسی سے وقوع میں آتی ہیں۔جس قدر ہم اس یگانگت کو بخوبی سمجھینگے اور ایزدی رَو کو اپنے میں آنے دینگے اسی قدر ہم لا انتہا زندگی کے اوصاف اور طاقتوں کو اپنے اندر محسوس کر سکینگے ❖

اب سوال یہ ہے کہ اس سے کیا مراد ہے۔اس کے صرف یہ معنی ہیں کہ ہم اپنی اصلی اور حقیقی مطابقت پہچاننے لگتے ہیں اور اپنی زندگی کو اُن بڑے بڑے قوانین اور طاقتوں کے موافق بناتے جاتے ہیں۔ اور اس طرح سے وہ بڑے بڑے الہام ربّانی ہم پر منکشف ہونے ممکن ہیں۔جو دنیا کی گذشتہ تواریخ میں تمام نبیوں۔اولیاؤں۔رشی مُنی اور نجات دہندوں اور تمام بڑے بڑے اور طاقتور آدمیوں پر منکشف ہوئے ہیں۔کیونکہ جس قدر ہم اس بات کو بخوبی سمجھینگے اور اس لا انتہا ماخذ سے اپنا تعلق ظاہر کرینگے۔اسی قدر ہماری اعلےٰ تر طاقتیں ہمارے اندر حرکت کرینگی۔عمل کرینگی اور ظاہر ہونگی ❖

ممکن ہے کہ ہم اکثر لوگوں کی طرح جہالت کے باعث اِس ایزدی رَو اور ان اعلےٰ درجہ کی قوتوں اور طاقتوں کو اپنے اندر نہ آنے دیں یا ہم اراداتاً اِن کا عمل اپنے اوپر نہ ہونے دیں اور اس طرح ہم اُن طاقتوں سے محروم رہیں تو ہمیں اپنی ہستی کی ماہیّت کی وجہ سے ورثہ میں ملی ہیں۔اور جن کا حاصل کرنا ہمارا استحقاق ہے۔برعکس اس کے یہ بھی ممکن ہے کہ ہم اپنی اصلی زندگی اور اس لا انتہا زندگی کو ایک سمجھیں اور اِس ایزدی رَو کو ایسی پوری طرح سے

اپنے اندر آنے دیں اور ان اعلےٰ قوتوں۔ الہام اور طاقتوں کا عمل ایسے کما حقہٗ طور سے ہونے دیں کہ ہم در حقیقت اور در اصل قرب ایزدی اور لا انتہا طاقتیں حاصل کر کے گویا ایزدی انسان بن جائیں۔

ایزدی انسان کیا ہے؟ وہ شخص جس میں خداوند تعالےٰ کی طاقتوں کا اظہار ہے۔ گو وہ ابھی انسان ہے۔ کوئی شخص اس قسم کے مرد یا عورت کے لیئے کوئی قیود یا حدیں قائم نہیں کرسکتا۔ قیود صرف خودی کی یا اس مرد یا عورت کی اپنی ہی قیود ہو سکتی ہیں۔ اکثر لوگوں کی قیود کا جز اعظم جہالت ہے۔ اور اس لیئے بہت سے لوگ اپنی محدود تنگ اور ٹھٹھری ہوئی زندگی بسر کرتے ہیں۔ صرف اس سبب سے کہ وہ زیادہ وسیع زندگی کو جو اُن کو ورثہ میں ملی ہے۔ سمجھنے اور حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور اب تک اُن کو یہ معلوم نہیں کہ ہماری زندگی کی اصلیت کیا ہے اور کس سے مطابقت رکھتی ہے۔

بنی نوع انسان نے ابھی اس بات کو پورا پورا نہیں سمجھا ہے کہ انسان کا اصلی نفس اور خدا کی زندگی دونو ایک ہی ہیں۔ ابھی تک انسان نے ایزدی رَو کو جہالت کے باعث اپنے میں نہیں آنے دیا۔ اور اس لیئے اُس نے اپنے آپ کو لا انتہا طاقتوں اور قوتوں کے ظاہر ہونے کا ذریعہ نہیں بنایا۔ جب ہم اپنے تئیں صرف انسان خیال کرتے ہیں تو ہم ویسی ہی یعنی انسانی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور صرف انسانوں جیسی طاقتیں رکھتے ہیں۔ لیکن جب ہم اس حقیقت کو سمجھیں کہ ہم ایزدی انسان ہیں تو ہم ویسی ہی یعنی ایزدی یا خدائی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ہم میں ایزدی انسانوں جیسی طاقتیں ہوتی ہیں۔ جس قدر ہم اپنے اندر اس ایزدی رَو کو آنے دینگے۔ اسی قدر ہم صرف انسانوں کے رُتبہ کو چھوڑ کر ایزدی انسانوں کا رتبہ حاصل کرینگے۔

ہمارا ایک دوست ہے اُس کے قبضہ میں کنول کے پھولوں کا ایک خوشنما تالاب ہے۔ یہ اُس کی جائداد میں ایک چھوٹا سا قدرتی تالاب یا حوض ہے اور اُس کے مزروعہ میں کچھ فاصلہ پر دامن کوہ کے ایک بڑے حوض میں سے پانی آتا ہے اور حوض میں سے اس پانی

کے آنے کے لئے ایک دروازہ یا راستہ بنا ہوا ہے - یہ خطّہ نہایت ہی خوشنما ہے - یہاں پر عین موسم گرما کے دنوں میں پانی کے صاف شفاف سطح پر کنول کے پھول خوب کھلے ہوئے ہوتے ہیں - ماہ جون میں گلاب کے پھول اور اور خود رَو پھول برابر اُس کے کناروں پر کھلے رہتے ہیں - پرندے یہاں پر پانی پینے اور نہانے کے لئے آتے ہیں - اور ہر ایک شخص صبح سے شام تک ان خوش الحان پرندوں کی راگنیاں سُنکر محظوظ ہوتا ہے - اس خود رَو پھولوں کے باغ میں شہد کی مکھیاں متواتر کام کرتی رہتی ہیں - اور اس تالاب کے پیچھے جہاں تک نظر پہنچ سکتی ہے ایک خوشنما باغیچہ دکھائی دیتا ہے - جس میں مختلف طرح کے خود رَو پھل پھول اور کئی طرح کے گھاس اُگے ہوئے ہیں ؎

یہ ہمارا دوست ایک انسان ہے بلکہ انسان سے بڑھ کر ایک ایزدی انسان ہے - اور اسے اپنے ہمجنسوں سے بڑی الفت ہے - اور اسی وجہ سے اُس کی جائداد یا ملکیت کے دروازہ پر اس قسم کی عبارت نہیں لکھی ہوئی ہے - مثلاً "یہ ہماری ملکیت ہے - یہاں پر آنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے" "یہاں سے گزرنے والے گرفتار کئے جائینگے" جیسے کسی شخص کو یہاں آنے کی ممانعت یا کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہے - بلکہ ایک خوشنما پگ ڈنڈی کے اختتام پر جہاں سے کہ خود رَو جنگل میں ہو کر اِس دلفریب خطّہ میں پہنچ جاتے ہیں - یہ لفظ لکھے ہوئے ہیں "آیئے - کنولوں کے تالاب پر تشریف لایئے" سب لوگ ہمارے دوست سے محبّت کرتے ہیں - کیا وجہ؟ وہ اُس سے محبّت کئے بغیر نہیں رہ سکتے - وہ خود اُن سے بڑی محبّت کرتا ہے اور نفت سے پیش آتا ہے - اور جو کچھ اُس کا ہے - وہی اُن کا ہے ؎

یہاں پر اکثر بہت سے خوش مزاج اور چنچل بچّے کھیلتے رہتے ہیں - بہت [illegible] پژمردہ - تھکے ماندے مرد - عورت یہاں پر آتے ہیں اور یہاں پر ٹھیرنے اور آرام لینے کے بعد واپس جاتے وقت اُن کے چہرے بشّاش نظر آتے ہیں - گویا اُن کی کلفت دور ہو گئی اور اُن کے دلوں میں راحت آ گئی اور یہاں سے رخصت ہوتے ہوئے میں نے

کبھی کبھی ان کو آہستہ سے یہ کہتے ہوئے سُنا ہے "خدا ہمارے بھائی کو جنّت نصیب کرے - اُس کا بھلا ہو" بہت سے لوگ تو اس قطعہ کو "باغِ الٰہی" کہتے ہیں - میرے دوست نے اس کا نام "روح کا باغ" رکھ چھوڑا ہے اور وہ یہاں پر خلوت میں بہت سے گھنٹے گزار دیتا ہے - میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جب اور شخص چلے گئے ہیں تو وہ اکیلا اِدھر اُدھر ٹہلتا پھرتا ہے یا نرمل چاندنی میں ایک پُرانے سے گنواری بنچ پر بیٹھ کر خود رَو پھولوں کی خوشبو سونگھتا رہتا ہے - یہ شخص نہایت سیدھا سادا اور خوش وضع ہے - اس کا بیان ہے کہ یہاں پر اس کے لئے زندگی کی اصلی نعمتیں مہیّا ہو جاتی ہیں اور اس کو اکثر بڑی بڑی اور مفید تجویزیں یکایک گویا الہام کے ذریعہ سُوجھ جاتی ہیں ÷

اِس کے عین قرب و جوار میں ہر ایک شے سے شفقت - آسائش بہتری - بشاشت ٹپکتی ہے - نیز مواشی اور بھیڑ جب وہ باغیچہ کے کنارے کی پُرانی پتھر کی دیوار کے پاس آتے ہیں اور اس خوشنما قطعہ زمین پر نظر ڈالتے ہیں تو لوگوں کی طرح لطف اٹھاتے ہیں - وہاں پر وہ خوشی اور آنند حاصل کرکے گویا تبسّم سے بشاش نظر آتے ہیں - یا شائد دیکھنے والے یا تماشائی کو ایسا معلوم ہوتا ہے - کیونکہ وہ ان جانوروں میں صریح طور پر ہنسی خوشی کی علامت دیکھ کر تبسّم کئے بغیر نہیں رہ سکتا ÷

تالاب کا دروازہ ہمیشہ کُھلا رہتا ہے اور یہ دروازہ اتنا فراخ ہے کہ اس کے ذریعہ اُدپر کے حوض سے اس قدر کثیر پانی آتا رہتا ہے کہ وہ ایک نہر کے جاری رکھنے کے لئے بہت کافی ہوتا ہے - یہ نہر نیچے کے کھیتوں میں بہتی ہے اور اس سے پہاڑ کا خالص پانی وہاں پر چرنے والے مویشیوں اور بھیڑ بکریوں کو ملتا رہتا ہے - اور یہی نہر ہمسایوں کے کھیتوں کو بھی سرسبز کرتی ہے ÷

کچھ عرصہ پہلے ہمارا دوست ایک برس تک غیر حاضر رہا - اور اپنی جائداد اپنی غیر حاضری میں ایک شخص کو کرایہ دے گیا تھا - کہتے ہیں کہ اس شخص کی طبیعت عملی باتوں کی طرف بہت رجوع تھی - اور یہ اپنا وقت سوائے صریح اور عملی فائدہ کے اور کسی

کام میں خرچ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ جس راستہ سے حوض کا پانی تالاب میں آتا تھا وہ راستہ بند کر دیا گیا۔ اور اب یہ بلّور کی مانند صاف شفّاف پہاڑ کا پانی بہ کر اور کہیں نہیں جاتا تھا۔ ہمارے دوست نے جو یہ تختی لکھ کر لگا رکھی تھی کہ ہر ایک شخص کو اس تالاب میں آنے کی اجازت ہے ہٹا دی گئی۔ اور اب خوش مزاج بچّے۔ مرد اور عورت تالاب کے پاس نظر نہیں آتے تھے۔ ہر ایک شے میں بہت کچھ تبدیلی ہو گئی۔ زندگی بخش پانی کے نہ ہونے کے باعث تالاب کے پھول کُملا گئے۔ اور ان کی لمبی لمبی ڈنڈیاں گر کر نیچے کیچڑ میں دب گئیں۔ جو مچھلیاں پہلے اُس کے شفّاف پانی میں تیرتی پھرتی تھیں اب مردہ ہو گئیں اور پاس آنے والوں کو اُن کی بدبُو اور سڑاند آتی تھی۔ اب نہ اس تالاب کے کناروں پر پھول کھلتے تھے۔ اور نہ پرندے اُس کا پانی پینے اور اُس میں نہانے کے لئے آتے تھے۔ اور نہ وہ مکھیوں کی بھنبھناہٹ سُنائی دیتی تھی۔ اور جو قدرتی نہر نیچے کے کھیتوں میں بہتی تھی اب خشک ہو گئی۔ اور بیچارے مویشیوں اور بھیڑ بکریوں کو پہاڑ کا صاف پانی نہیں ملتا تھا۔

ہمارا دوست اس قطعۂ زمین اور کنول کے تالاب پر بڑی توجہ مبذول کیا کرتا تھا۔ اب جو ان میں فرق پڑا ہے اس کا باعث صریحاً یہی معلوم ہوتا ہے کہ تالاب میں حوض سے پانی آنے کا راستہ بند کر دیا گیا۔ اور اس لئے تالاب کی زندگی کا سوت بند ہو گیا۔ اور اس وجہ سے کنول کے تالاب کی ہی صورت نہیں بدل گئی بلکہ اُس پاس کے کھیتوں میں بھی پانی کی نہر جانی بند ہو گئی۔ جس کے کنارے مواشی اور گلّے پانی پینے آیا کرتے تھے +

کیا یہ تمثیل بعینہٖ انسانی زندگی پر صادق نہیں آ سکتی ؟ جس قدر ہم اُس لاانتہا اور غیر محدود روح سے جو کل انسان کی روح رواں ہے اپنا تعلّق اور یگانگت معلوم کرینگے۔ اور جس قدر ہم اس ایزدی رَو کو اپنے میں آنے دینگے۔ اُسی قدر ہم جا بجا نہائت اعلےٰ۔ نہائت طاقتور اور نہائت خوشنما روح سے موانست ظاہر کرینگے۔ اور جس قدر ہم میں یہ اعلےٰ سوت آئینگے اُسی قدر ہم میں سے

نکل کر اَوروں تک جائینگے - حتّٰی کہ جو شخص ہم سے وصل میں آئینگے - ہماری موافقت اور یگانگت ایزدی کا فائدہ اٹھائینگے - یہ ہمارے دوست کا کنول کا تالاب ہے - یہ ایسا شخص ہے جو اس کائنات میں کامل ترین اور بہترین شے سے الفت رکھتا ہے - اور جس قدر ہم اس لا انتہا اور غیر محدود منبع سے اپنی یگانگت کے معلوم کرنے میں قاصر رہینگے - اور اس لئے اس ایزدی رَو کو اپنے اندر آنے سے بند رکھینگے - اُسی قدر ہماری حالت ایسی ہو جائیگی کہ وہاں پر کسی قسم کی بہبودی خوبی یا خوشنمائی اور طاقت نظر نہ آئیگی - پس اس حالت میں جو شخص ہمارے پاس آئینگے اُنہیں فائدہ تو کہاں بلکہ نقصان پہنچیگا - یہ کنول کے تالاب کا وہ قطعہ ہے جبکہ مزرعہ ایک کرایہ دار کے قبضہ میں تھا ✣

کنول کے تالاب اور ہماری تمہاری زندگی میں ایک یہ فرق ہے - کہ تالاب میں اس قدر طاقت نہیں کہ وہ خود دروازے کو کھول دے - اور حوض میں سے اپنے اندر پانی آنے دے - اس امر میں وہ بے بس ہے اور بیرونی مدد کا محتاج ہے - لیکن ہم میں اور تم میں اندرونی طاقت موجود ہے جس کے ذریعہ ہم اپنی مرضی کے موافق اس ایزدی رَو کو اپنے میں آنے دیتے ہیں یا آنے سے روکتے ہیں - یہ اختیار ہم کو نفس کی طاقت یا خیال کے عمل کے ذریعہ حاصل ہے ✣

روحانی زندگی براہ راست خداوند تعالےٰ سے عطا ہوئی ہے - اسی کے ذریعہ ہم لا انتہا ذات باری سے وابستہ ہیں - پھر جسمانی زندگی بھی ہے - اسی کے ذریعہ ہم اپنے ارد گرد کی مادّی دنیا سے تعلّق رکھتے ہیں - خیال کی زندگی ایک کو دوسرے سے وصل کر دیتی ہے - یہی ان دونو کے درمیان حرکت کرتی اور کرشمے دکھاتی رہتی ہے ✣

اَور زیادہ بیان کرنے سے پہلے ہمیں خیال کی ماہیّت پر مختصراً غور کرنا لازم ہے - خیال صرف ایک غیر معیّن تجرید یا اسی قسم کی کوئی شے نہیں ہے جیسا کہ اکثر بار سمجھا گیا ہے - برعکس اس کے خیال ایک اصلی جیتی جاگتی زندہ طاقت ہے جو اس کائنات میں نہائت ہی مؤثر اور جاں بخش - تیز فہم اور زود رس اور غیر مغلوب ہے ✣

ہم اپنے علم کیمیا کے کار خانوں میں مختلف قسم کے تجربوں سے

یہ بڑی حقیقت ثابت کر رہے ہیں کہ خیالات بمنزلہ قانون کے ہیں۔اُن میں یعنی خیالات میں صورت۔صفت۔مادّہ اور طاقت ہوتی ہیں۔ اور ہم یہ امر معلوم کرنے لگے ہیں کہ ایک ایسی شے ہے جس کو ہم "سائنس آف تھوٹ" یا علمِ خیال کہہ سکتے ہیں۔ اور ہم یہ بھی معلوم کرنے لگے ہیں کہ ہم میں اپنے خیال کی قوتوں کے ذریعہ ہر ایک شے کے پیدا کرنے کی طاقت حاصل ہے اور یہ طاقت مجازی نہیں بلکہ حقیقی ہے +

ہمارے ارد گرد کی مادّی دنیا میں ہر ایک شے یا ہر ایک شے جو کبھی اس دنیا میں معلوم ہوئی ہے اوّل خیال میں پیدا ہوئی - اور یہیں سے اُس کی صورت بنی - مثلاً کیا قلعہ کیا بُت کیا تصویر کیا گھنٹہ ہر ایک شے مادّی صورت اختیار کرنے سے پہلے بنانے والے کے مرقع ذہن پر پیدا ہوئی اور وجود میں آئی - خاص دُنیا ہی جس میں ہم رہتے ہیں اُس لا انتہا اور غیر محدود رُوح یعنی خداوند تعالےٰ کے خیال کی طاقتوں کا نتیجہ ہے - اور اگر یہ سچ ہے جیسا کہ ہم نے معلوم کیا ہے کہ ہم اور رُوح اعظم در اصل ایک ہی ہیں اور ہماری زندگی اور اس لا انتہا رُوح کی زندگی میں بالکل مطابقت ہے تو کیا ہم اس سے یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ جس قدر ہم اس بڑی حقیقت کو بخوبی سمجھینگے اُسی قدر ہم میں بھی اپنی اندرونی روحانی خیال کی قوتوں کے عمل کے ذریعہ یہ پیدا کرنے کی طاقت یعنی قوت موجدہ مہیّا ہو گی +

ہر ایک شے پہلے غیر مرئی دنیا میں موجود ہوتی ہے - اور بعد میں مرئی دنیا میں ظہور پاتی ہے - اور اس معنے میں یہ بات سچ ہے کہ غیر مرئی چیزیں اصلی ہیں اور جو چیزیں مرئی ہیں وہ غیر اصلی یا نقلی ہیں - غیر مرئی چیزیں علّت ہیں اور مرئی چیزیں معلول ہیں - غیر مرئی چیزیں ابدی اور پائدار ہیں اور مرئی چیزیں بدلنے والی اور نا پائدار ہیں +

"کلمہ کی طاقت" (شبد شکتی) لفظاً و معناً ایک علمی صداقت ہے - ہم اپنے خیال کی قوتوں کے عمل کے ذریعہ قوّت موجدہ رکھتے ہیں - کلمہ یا کلام ان اندرونی قوتوں کے عمل کا صرف بیرونی اظہار ہے - پس کلمہ جو منہ سے نکلتا ہے گویا ایک ذریعہ ہے جس سے خیال

کی قوتیں کسی خاص سمت پر مرکوز ہوتی ہیں اور رہنما ہوتی ہیں یعنی کسی خاص بات پر جم کر رجوع کرتی ہیں اور اُس کی طرف اپنے آپ کو لگاتی ہیں۔اور اس طرح خیال کی قوتوں کا یکسو کرنا اور اُن کو ایک طرف لگانا ضروری ہے۔پیشتر اس کے کہ ان کی طاقت کسی خارجی یا مادّی صورت میں صریح طور پر ظہور میں آوے ؛

'ہوائی قلعے بنانا' یا 'خیالی پلاؤ پکانا' اس کی نسبت بہت کچھ کہا گیا ہے۔اور جو شخص اس قسم کی عمارت بنانے یا اس طرح کے پلاؤ پکانے کا عادی ہے اُسے لوگ اچھا نہیں سمجھتے۔لیکن رہنے کے لئے زمین پر عمارت بنانے سے پہلے یا کھانے کے لئے ظاہری طور پر پلاؤ پکانے سے پہلے ہوا میں عمارت کا بنانا یا خیال میں پلاؤ پکانے کی ترکیب سوچ لینا ہمیشہ ضروری ہے۔جو شخص ہوا میں قلعے بنانے یا خیالی پلاؤ پکانے کا عادی ہے اُسے یہ دقّت نہیں ہوتی۔کہ ان قلعوں کو پہلے ہوا میں بنانا پڑتا ہے یا پلاؤ بنانے کی ترکیب پہلے خیال میں سوچنی پڑتی ہے۔بلکہ دقّت یہ ہے کہ وہ یہیں بس کر جاتا ہے آگے نہیں چلتا اور اِن ہوائی قلعوں یا خیالی پلاؤ کو مادّی صورت میں لاکر نہیں دیکھتا۔یعنے اپنے خیالات کو عملی طور پر اپنی زندگی اور چال چلن میں نہیں برتتا۔وہ اس کام کا صرف ایک حصّہ بناتا ہے جو بہت ضروری حصّہ ہے۔لیکن دوسرا حصّہ جو اسی قدر ضروری ہے اُسے غیر مکمّل رہنے دیتا ہے ؛

خیال کی قوتوں کے تعلق میں ذہن یا نفس کی کشش کرنے والی طاقت ہے اور یہاں پر بھی قانون ثقل ہی عمل کرتا رہتا ہے یعنی یہ کہ ایک ہی جنس کی چیزیں آپس میں کشش کرتی ہیں۔اِس لئے ہم زندگی کی مرئی اور غیر مرئی طرفوں سے صرف اُن قوتوں اور صورتوں کو اپنی طرف متواتر کھینچتے رہتے ہیں۔جو ہمارے ہی خیالات سے مشابہت رکھتی ہیں ؛

یہ قانون اپنا عمل برابر کرتا رہتا ہے خواہ ہم اس کو جانیں یا نہ جانیں۔گویا ہم خیال کے ایک بڑے بھاری سمندر میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہمارے اردگرد کی ہوا میں متواتر وہ خیال کی

قوتیں بھری ہوئی ہیں جو لہروں کی صورت میں متواتر اٹھتی رہتی ہیں۔ اور اِدھر اُدھر پھرتی ہیں۔ ان خیال کی قوتوں کا اثر کم و بیش ہم سب پر ہوتا ہے خواہ ہم اُسے محسوس کریں یا نہ کریں۔ اور اس اثر کی مقدار ہمارے سریع الحس ہونے پر موقوف ہے۔ یعنی جس قدر کہ ہم منفی ہیں۔ اس صورت میں بیرونی چیزیں ہم پر بخوبی اثر کرسکتی ہیں اور ہم خود ان تاثیروں پر قادر ہیں۔ اور یہ تحقیق کرتے ہیں کہ ہم کونسی تاثیروں کو اپنے عالم خیال میں داخل ہونے دیں اور اپنی زندگی پر اثر کرنے دیں ؛

بعض ہم میں سے اَوروں کی نسبت زیادہ سریع الحس ہیں۔ بدن کی ساخت کے لحاظ سے ان کے جسم زیادہ نازک بنے ہوئے ہیں۔ اور زیادہ اثر پذیر ہوتے ہیں۔ یہ عموماً وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ اُن لوگوں کے ذہنی تاثرات سے کم و بیش مُتأثر ہو جاتے ہیں جن لوگوں سے انہیں ملنے کا اتفاق ہوتا ہے یا جن کے ساتھ وہ رہتے سہتے ہیں۔ ایک بڑے اخبار کا اڈیٹر ہمارا دوست ہے۔ یہ شخص اس قدر سریع الحس ہے کہ اگر وہ کسی ایک مجمع میں شریک ہو۔ اور بہت سے لوگوں سے ہاتھ ملائے اور گفتگو کرے تو ممکن نہیں کہ اُن کی مختلف ذہنی اور جسمانی حالتیں اس شخص میں اثر پذیر نہ ہو جائیں یہ حالتیں اُس پر اتنا اثر کرتی ہیں کہ وہ دو تین دن بعد تک اپنے آپے میں نہیں ہوتا اور اپنا کام بھی ٹھیک ٹھیک نہیں کرسکتا ؛

بعض شخص سریع الحس ہونا بُرا سمجھتے ہیں۔ لیکن ہماری رائے میں یہ ہرگز بُرا نہیں بلکہ اچھا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں وہ شخص اندرونی روح کی اعلےٰ تر محرکات پر زیادہ عمل کریگا اور اعلےٰ درجہ کی بیرونی یا خارجی قوتوں اور تاثیروں کا اُس پر بہت کچھ اثر ہوگا۔ مگر ہاں اس درجہ کا سریع الحس ہونا بُرا اور مضر ہے کہ وہ شخص اپنی طبیعت کو اِن بیرونی تاثیروں سے نہ ہٹا سکے اور تمام نقصان دہ اور ناپسندیدہ صورتوں سے اپنے تئیں محفوظ نہ رکھ سکے۔ ہر ایک شخص خواہ وہ کیسا ہی سریع الحس اور نازک مزاج کیوں نہ ہو یہ طاقت حاصل کرسکتا ہے ؛

یہ طاقت ذہنی عمل کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے - علاوہ ازیں ہر ایک شخص کے لئے خواہ وہ سریع الحس ہو یا نہ ہو - یہ عادت نہائت ہی عمدہ ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنی طبیعت پر ایسا ضابطہ ہو کہ یہ کہ سکے کہ اب مَیں گھٹ کے پٹ بند کرتا ہوں - اب میں مثبت ہوں - یعنی تمام سفلی باتوں کو طبیعت سے خارج کرتا ہوں - اور تمام عُلوی باتوں کو اپنی طبیعت میں راہ دینے کے لئے تیار ہوں - عمداً کبھی کبھی اس قسم کی ذہنی حالت اختیار کرنے سے عادت پڑ جاتی ہے - اور اگر کوئی شخص اِس حالت میں نہائت ہی سرگرمی سے مصروف ہے تو اس سے اس قدر طاقت پیدا ہو جاتی ہے - کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے سو ہو جاتا ہے - اس طرح زندگی کی مرئی اور غیر مرئی اطراف سے تمام ادنےٰ اور ناپسندیدہ تاثیریں آنی بند ہو جاتی ہیں اور تمام اعلےٰ درجہ کی تاثیریں آ جاتی ہیں - اور جس قدر ہم ان اعلےٰ درجہ کی تاثیروں کے طالب ہونگے - اُسی قدر یہ تاثیریں ہم میں آئینگی ؛

اب سوال یہ ہے کہ زندگی کی غیر مرئی طرف سے کیا مراد ہے؟ اول - وہ خیال کی قوتیں اور ہمارے اِرد گرد کے کُرۂ ہوائی میں وہ ذہنی حالتیں اور تاثرات جو مادّی اجسام کے ذریعہ مادّی دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں - دوم وہی قوتیں جو اُن لوگوں سے وقوع میں آتی ہیں جنہوں نے اِس مادّی جسم کو چھوڑ دیا ہے یا جن سے یہ جسم علیحدہ ہو گیا ہے - اور جو اب اَور قسم کے جسموں کے ذریعہ اِن قوتوں کو ظاہر کر رہے ہیں ؛

"بنی نوع انسان کے ہر ایک فرد بشر کی ہستی مادّی دنیا کے حسی طبقہ پر شروع ہوتی ہے - لیکن جُوں جُوں اُس کی ایزدی زندگی اور طاقتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں اُسی قدر بتدریج طبقات علوی سے گزر کر وہ ایسے اعلےٰ طبقہ پر پہنچ جاتا ہے جس کی شوکت و عظمت بیان سے باہر ہے - ہر ایک کثیف سیّارے کے اندر لیکن اُس کے ہی احاطہ کے اندر ویسا ہی ایک لطیف سیّارہ یا روحانی دنیا ہے - جیسا کہ ہر ایک مادّی جسم کے اندر اور اوپر ویسا ہی ایک لطیف یا روحانی

جسم ہے اور مادّی اس روحانی جسم کا صرف بیرونی مثنیٰ اور کثیف اظہار ہے۔ اِس لطیف روحانی سیّارے سے جو عالم علوی میں پہنچے ہوئے انسانوں کا خاص وطن ہے۔ اُوپر اور نیچے ہر دو حالت میں بے شمار طبقے ہیں جو روحانی ہستی کی اُس معراج تک پہنچتے ہیں۔ جو جسمی انسان کے خیال میں بھی نہیں آسکتی۔ چنانچہ قالب دو طرح کے ہوتے ہیں۔ جسمانی وجود لیکن یہ گویا ایک عارضی پوست ہے جس کے اندر اور جس کے ذریعہ اصلی اور مستقل لطیف جسم تعین و تکمیل پاتا ہے۔ جیسے کہ بال کا دانہ اپنے چھلکے یا پوست کے ذریعہ مکمل ہوتا ہے۔ اور اس پوست کا اور کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اس لازوال لطیف جسم اور ایسے ہی آس پاس کے لطیف کروں اور مختلف کروں کے تعلّقات کے ذریعہ شخصیت اور شخصی زندگی ہمیشہ کے لئے قائم رہتی ہے"۔

زندگی خواہ کسی صورت میں ہو اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ برابر جاری رہتی ہے۔ گو اُس کی صورت بدل جائے۔ زندگی دنیا کا ایک ابدی اصول ہے اور یہ اصول ہمیشہ جاری رہتا ہے گو جس کے ذریعہ یہ اصول ظاہر ہوتا ہے اُس کی صورت بدل جائے۔ "میرے باپ کے مکان میں بہت سے کمرے ہیں" اور اگر کوئی شخص مادّی جسم کو چھوڑ کر چلا جائے تو اِس سے یہ ثابت نہیں ہوتا اس کی ہستی برابر اپنے راستہ پر سیدھی نہیں چلی جا رہی ہے۔ اِس ہستی کا شروع ہونا نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ پہلے اِس کا کہیں ختم نہیں تھا۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ جہاں سے اُس نے اس طبقہ کو چھوڑا تھا۔ وہاں سے دوسری صورت میں شروع ہو گئی ہے۔ کیونکہ تمام زندگی سیڑھی بہ سیڑھی ایک کامل زینہ ہے جس میں اچھل یا کود کر چڑھنا ممکن نہیں ہے۔ یعنے یہ کہ زندگی رفتہ رفتہ نشو و نما پاتی ہے۔ اور عروج حاصل کرتی ہے۔ اور یہ نہیں کہ ادنےٰ حالتوں کو چھوڑ کر دفعتہً اعلےٰ ترین حالت کو پہنچ جائے۔

پھر دوسری صورت میں انفاس یا مختلف درجوں اور تاثیروں کی ایسی زندگیاں ہیں جیسی کہ مادّی شکل میں ہیں۔ پس اگر یہ بڑا

قانون کہ ہمجنس ہمجنس کو کشش کرتا ہے جاری ہے تو ہم متواتر اس قسم کی زندگی سے ایسی تاثیریں اور حالتیں اپنی طرف کھینچتے رہتے ہیں۔ جو ہمارے خیالات اور زندگیوں سے بہت کچھ ملتی جلتی ہیں۔ایک شخص کہتا ہے کہ اگر اس طرح پر ہم مؤثر ہوتے ہیں تو یہ ایک بڑا واہیات اور خوفناک خیال ہے۔اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں۔زندگی کا سلسلہ ایک ہی ہے۔ہم سب ایک ہی عام اور کلیۃً زندگی میں وابستہ ہیں۔اور خاص کر ہم اس طرح نہیں بھی بندھے ہوئے ہیں۔جب ہم اس امر پر غور کرتے ہیں کہ اس بات کا تصفیہ کرنا بالکل ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم کس قسم کے خیالات اپنے اندر آنے دینگے۔اور اس لئے کس قسم کی تاثیروں کو ہم اپنی طرف کشش کرینگے۔اور ہم بید مجنوں کی طرح واقعات کے بس میں نہیں ہیں یعنے جو طرف زبردست دیکھی اُسی کے ہو لئے۔ہاں اگر ہم خود واقعات کے بس میں ہونا چاہیں تو یہ اور بات ہے ✠

اپنی ذہنی زندگی میں یا تو ہم اپنی زندگی کے جہاز کی پتوار کو پکڑ کر ٹھیک ٹھیک تحقیق کر لیتے ہیں کہ کس راستہ سے چلنا ہے۔اور کن کن مقامات سے گزرنا ہے۔ یا ہم ایسا کرنے میں قاصر رہتے ہیں اور اس قصور کے باعث ہم بے اختیار سے پھرتے ہیں۔اور ہر ایک آنے والا ہوا کا جھوکا ہمیں ادھر اُدھر اُڑا لیجاتا ہے۔اِس لئے برعکس اِس کے کوئی خاص خیال ہمارے لئے مبارکبادی اور خوشی کا باعث ہوگا۔کیونکہ اس طرح سے جو بڑے بڑے نہائت شریف اور عمدہ لوگ اس صفحۂ دنیا پر خواہ کسی وقت میں خواہ کسی جگہ پر ہو چکے ہیں اُن کی مدد اور تاثیر سے کام لے سکتے ہیں ✠

عقل کی رُو سے ہم یہی یقین کر سکتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس دنیا میں نہائت محبّت اور جوش سے محنت کی ہے اب بھی وہ اُسی طرح پر محنت کر رہے ہیں۔ اور غالباً اور بھی زیادہ سرگرمی اور جوش سے محنت کر رہے ہیں ✠

"اور الایشا نے دعا مانگی اور کہا۔ اے خدا میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ اس شخص کی آنکھیں کھول دے تاکہ یہ دیکھ سکے۔

اور خداوند تعالےٰ نے اس نوجوان مرد کی آنکھیں کھول دیں۔ اور اُس نے دیکھا۔ اور تعجب ہے کہ اُس پہاڑ پر الائیشا کے گرد آتشی گھوڑے اور رتھ آ کھڑے ہوئے"۔

چند روز ہوئے جبکہ مَیں اور میرا ایک دوست گھوڑوں پر سوار ہو کر جا رہے تھے۔ ہم یہ ذکر کر رہے تھے کہ دیکھو آج کل کے لوگ جا بجا زندگی کی بڑی بڑی باتوں میں زیادہ شوق لے رہے ہیں۔ اندرونی قوتوں کا علم بڑے جوش سے حاصل کر رہے ہیں۔ اور ان میں ہمیشہ یہ خواہش بڑھتی جاتی ہے کہ وہ اپنی ماہیّت معلوم کریں اور لا انتہا ذات باری سے اپنے اصلی تعلقات دریافت کریں اور جب اس بات کا ذکر تھا کہ تمام دنیا روحانی علم کی طرف رجوع کر رہی ہے اور بڑی بڑی باتیں معلوم کر رہی ہے۔ جس علم کا آغاز اس صدی کے پچھلے سالوں میں صاف صاف نظر آ رہا تھا اور جس کی روز افزوں ترقّی ہم آئندہ صدی کے ابتدائی سالوں میں دیکھینگے۔ اُس وقت میں نے یہ کہا "ایمرسن جس نے اپنے زمانہ میں اُس سے بڑھ کر ترقّی کی تھی جو نہائت ہی باکمال اور عالم فاضل شخص تھا اور جس نے اِن بہترین روحانی ترقّی کی صورتوں کے پیدا کرنے میں ایسی وفاداری اور بے باکی سے محنت کی تھی۔ کاش آج اس حالت کو دیکھنے کے لئے ہمارے پاس موجود ہوتا اور وہ یہ حالت دیکھ کر کیسا خوش ہوتا"۔ اِس کا جواب یہ ملا "ہمیں کس طرح معلوم کہ اب وہ اِس حالت کو نہیں دیکھ رہا ہے۔ علاوہ ازیں یہ کس طرح معلوم کہ اس حالت میں اُس کا دخل نہیں ہے۔ شائد پہلے سے بھی زیادہ اب اُس کا دخل ہو تو کیا تعجّب ہے؟" اِس امر کے یاد دلانے پر مَیں نے اپنے دوست کا شکریہ ادا کیا اور فی الحقیقت درست ہے۔ "کیا وہ تمام فائدہ پہنچانے والی روحیں اِس لئے نہیں بھیجی گئی ہیں کہ وہ اُن کو فائدہ پہنچائیں جو آئندہ کے لئے نجات کے وارث ہونگے"؟

چونکہ یہ بات سائنس سے آج کل بخوبی ثابت ہے کہ جو چیزیں ہم دیکھتے ہیں موجودہ چیزوں کا بہت ہی تھوڑا جُزو ہیں۔ ہماری زندگیوں میں اور ہمارے آس پاس کی دنیا میں جو اصلی اور جاں بخش قوتیں

کام کر رہی ہیں اُن کو معمولی جسمانی آنکھ نہیں دیکھ سکتی - مگر یہ قوتیں در اصل علت ہیں اور جو تمام چیزیں کہ ہم دیکھتے ہیں وہ اِن کے معلول ہیں - خیالات قوتیں ہیں - ہمجنس ہمجنس کو بناتی ہے - اور ہمجنس ہمجنس کو کشش کرتی ہے - پس جو شخص اپنے خیالات پر قادر ہے وہ اپنی زندگی پر قادر ہے - یعنی اُس کی زندگی اُس کے خیالات کے مطابق اچھا یا بُرا رنگ پکڑتی ہے +

ایک صاحب بصیرت یہ کہتا ہے "روحانی اور مادی چیزوں کے درمیان مطابقت کا قانون نہایت ہی ٹھیک طور سے کام کرتا رہتا ہے ماتمی صورت لوگوں کے پاس ماتمی چیزیں ہی آتی ہیں - مثل مشہور ہے "روتے گئے مُوئے کی خبر لائے" ہمیشہ کم ہمت اور مایوس لوگ کسی چیز میں کامیاب نہیں ہوتے - اور صرف کسی اور کے سر کھاتے ہیں اور اُس کے لئے وبال جان ہو جاتے ہیں - پُر از امید بھروسے والے اور بشاش لوگوں کو خود بخود کامیابی حاصل ہوتی ہے - کسی شخص کے گھر کے آنگن اور پچھواڑے کی صورت ہی سے اُس کی طبیعت کا حال صاف ظاہر ہو جاتا ہے - گھر میں بیٹھی ہوئی عورت کی پوشاک سے اُس کے دل کا حال کُھل جاتا ہے - پھوہڑ اور غلیظ سے نا اُمیدی - بے پروائی اور بد انتظامی یا بے ترتیبی ٹپکتی ہے - چیتھڑے - پھٹے پُرانے کپڑے اور خاک دھول یہ چیزیں جسم پر ہونے سے پہلے ہمیشہ ذہن میں ہوا کرتی ہیں - جیسا خیال ہوگا ضرور اُسی کے مطابق ظاہری سامان مہیا کئے جائینگے - جیسے کہ ایک سولیوشن میں تانبے کا مرئی ٹکڑا اسی سولیوشن میں تانبے کے غیر مرئی ٹکڑوں کو اپنے پر کشش کر لیتا ہے - جس شخص کی طبیعت ہمیشہ پُر از امید بھروسے والی اور دلیر ہوتی ہے - اور اپنے ارادہ پر مستقل ہو کر اُسی پر قائم رہتی ہے وہ اپنے اس ارادے کے حسب حال اس کے پورا کرنے والی چیزوں اور طاقتوں کو بہم پہنچاتی ہے +

"تمہارا ہر ایک خیال ہر طرح سے تمہارے لئے در اصل ایک قیمتی شے ہے - تمہارے جسم کی طاقت - تمہارے ذہن کی تقویت - کسی کام میں تمہارا کامیاب ہونا - تمہاری صحت سے دوسروں کو خوشی کا

میسّر ہونا۔ یہ سب باتیں تمہارے خیالات کی خاصیت پر موقوف ہیں۔۔۔
جس حالت میں تم اپنے نفس کو لگاؤ گے اُسی حالت کے مطابق تمہاری
روح غیر مرئی چیز کی حالت کو تسلیم کریگی۔ جیسا کیمیائی قانون ہے۔
ویسا ہی روحانی قانون ہے۔ علم کیمیا صرف اُن عناصر پر محدود نہیں
جن کو ہم دیکھتے ہیں۔ جن عنصروں کو ہم جسمانی آنکھ کے ذریعہ نہیں
دیکھتے وہ مرئی عنصروں سے ہزاروں گنا زیادہ ہیں۔ حضرت عیسے
کا یہ حکم کہ "جو لوگ تمہارے ساتھ بُرائی کرتے ہیں اور نفرت سے
پیش آتے ہیں تم اُن کے ساتھ بھلائی کرو" ایک علمی حقیقت اور قدرتی
قانون پر مبنی ہے۔ پس نیکی کرنا کیا ہے؟ گویا قدرت میں جتنے طاقتور
اور عمدہ اجزاء موجود ہیں۔ اُن سب کو اپنی طرف رجوع کرنا ہے۔
اور بُرائی کرنا کیا ہے؟ گویا قدرت کے تمام مخالف اور غارتگر اجزاؤں
کو اپنی طرف رجوع کرنا ہے۔ جب ہماری آنکھیں کُھل جاتی ہیں اور
ہمیں صاف صاف نظر آنے لگتا ہے تو ہم اپنی حفاظت کی غرض سے
تمام بدی کے خیالات کو اپنے اندر نہ آنے دینگے۔ جو لوگ نفرت اور
کراہیت میں زندگی کو بسر کرتے ہیں۔ وہ اسی حالت میں مرجائینگے۔
یعنی "جو لوگ تلوار کے جوہر دکھا کر روزی کماتے ہیں۔ آخر تلوار ہی
کھاکر مرینگے"۔ ہر ایک بدی کا خیال بمنزلہ ایک تلوار کے ہے۔ جو
دوسرے شخص کو نشانہ بنا کر اُس پر کھینچی گئی ہے۔ اگر اس کے
بدلے میں دوسرا شخص بھی تلوار نکال لے تو یہ دونو کے لیئے مضر
ہے"+

ایک اور شخص ہے جو جس شے کا ذکر کرتا ہے اُس کی ماہیت
سے بخوبی واقف ہے۔ اُس کا بیان ہے "قانونِ کشش عملیات کے
ہر طبقے میں جاری ہے۔ اور جس چیز کی ہم خواہش یا توقع کرتے
ہیں اُسی کو ہم کشش کرتے ہیں۔ اگر ہم خواہش ایک چیز کی کریں۔
اور توقع دُوسری چیز کی رکھیں۔ تو ہم مثل ایسے خاندانوں کے ہیں۔
جہاں آپس میں پھوٹ پڑی ہوئی ہے اور جو جلدی ہی غارت ہو
جاتے ہیں۔ سچ ہے۔ ع

ہر آنکہ تخم بدی کِشت و چشم نیکی داشت + دماغ بیہودہ بخت و خیال باطل بست

جو کچھ تم چاہتے ہو مستقل طور سے اُسی بات کی پختہ توقع رکھو۔ اور پھر جو تم چاہتے ہو وہی تم کو مل جائیگا"۔۔۔۔ چاہے کوئی خیال تمہارے دل میں ہو جب تک تم اُس خیال پر جمے رہو گے۔ خواہ تم خشکی پر جاؤ۔ خواہ تری میں پھرو۔ تم دانستہ یا نا دانستہ طور سے متواتر اپنی طرف بعینہٖ اُسی چیز کو کشش کرو گے۔ جو تمہارے خیال کی غالب خاصیّت سے مطابقت رکھتی ہے۔ خیالات ہمارے اپنے ہیں اور ہم ثابت قدمی سے اُن کو اپنی طبیعت اور مذاق کے موافق ترتیب دے سکتے ہیں اور راہ راست پر لا سکتے ہیں +

ہم نے ابھی نفس یا ذہن کی کشش کرنے والی طاقت کا ذکر کیا ہے۔ اعتقاد یا یقین بھی خیالی قوتوں ہی کا ایک عمل ہے۔ جو ایک سرگرم یا پرُ جوش خواہش کی صورت میں ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ توقع ہوتی ہے کہ یہ خواہش پوری ہو جائیگی۔ اور جس قدر یہ یقین یا یہ پُر جوش خواہش قوی اُمید کے ذریعہ برابر قائم اور تر و تازہ رہتی ہے۔ اُسی قدر وہ اُمید بر آتی ہے۔ یا مطلوبہ شے حاصل ہو جاتی ہے۔ یا غیر مرئی سے مرئی حالت میں مبدّل ہو جاتی ہے یا روحانی سے مادّی صورت اختیار کر لیتی ہے +

لیکن اگر اس میں ذرا بھی شک و شبہ یا اندیشے کو دخل ہو جائے تو جو شے کہ پہلے نہایت ہی طاقتور تھی۔ اب اس قدر کمزور اور نیست و نابود ہو جائیگی کہ وہ ہرگز نہیں مل سکتی۔ مضبوط توقع کے ذریعہ قائم اور تر و تازہ رکھنے سے وہ شے ایک قوت بن جاتی ہے اور ایک کشش کرنے والی غیر مغلوب اور مطلق طاقت ہو جاتی ہے۔ اور جس قدر یہ غیر محدود طاقت ہو گی۔ اُسی قدر غیر محدود نتائج بھی ظہور میں آئینگے +

ہم معلوم کرینگے۔ جیسا کہ ہم آج کل جلدی سے معلوم کرنے لگے ہیں کہ اعتقاد یا یقین کے بارے میں جو بڑی بڑی باتیں کہی گئی ہیں اور جو بڑے بڑے قول و قرار کئے گئے ہیں وہ نرے بیہودہ خیالات نہیں ہیں بلکہ تمام بڑے بڑے علمی واقعات یا حقیقتیں ہیں۔ اور بڑے بڑے غیر متغیر قانون پر مبنی ہیں۔ ہم اپنے کیمیائی

تجربوں میں بھی وہ قوانین دریافت کرنے لگے ہیں جو ان قوتوں پر حاوی ہیں اور اب عرصہ سے ہم ان میں سے بعض قوانین کو بے سوچے سمجھے نہیں بلکہ سوچ سمجھ کر استعمال میں لانے لگے ہیں۔ جیسا کہ اکثر دیکھا گیا ہے +

آج کل ارادت کے بارے میں بھی بہت کچھ قیل و قال ہے۔ بہت دفعہ یہ ذکر کرتے ہیں کہ ارادت گویا خود ایک قوت ہے۔ لیکن ارادت ایک قوت یا طاقت صرف اُس حالت میں ہے۔ جبکہ وہ خیال کی قوتوں کے اظہار کی ایک خاص صورت ہو۔ کیونکہ اِس "ارادت" ہی کے ذریعہ خیال جمتا ہے اور کسی خاص طرف منتقل ہوتا ہے۔ اور جس قدر یہ خیال اِس طرح جم کر کسی خاص طرف لگ جاتا ہے۔ اسی قدر ارادت اپنا مقررہ اور مفوضہ کام کرنے میں کامیاب ہوتی ہے +

ایک طرح سے دو قسم کی ارادت ہیں۔ ایک انسانی۔ دوسری ایزدی۔ انسانی قوت ارادت کو ہم آسانی کے لئے اپنے ادنےٰ نفس کی ارادت کہہ سکتے ہیں۔ یہ وہ ارادت ہے جو صرف ذہنی اور جسمانی دنیا میں نشو و نما پاتی ہے۔ اِسے حِسی ارادت بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ اُس شخص کی ارادت ہے۔ جسے ابھی تک یہ معلوم نہیں ہے کہ صرف عقل اور طبعی حواس کی زندگی سے برتر بھی ایک زندگی ہے۔ اور جب ہم اِس اعلےٰ زندگی کو سمجھ لیتے ہیں اور اُس کے مطابق عمل کرنے لگتے ہیں۔ تو اِس سے یہ عقل اور حواس نہ زائل ہوتے ہیں نہ کم ہوتے ہیں بلکہ برعکس اِس کے نہائت کمال کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور نہائت اعلےٰ درجہ کا حظ اٹھانے کے لائق ہوجاتے ہیں۔ ایزدی ارادت اعلےٰ نفس کی ارادت ہے۔ ایسے شخص کی ارادت ہے جو ذات باری سے اپنی یگانگت پہچانتا ہے۔ اور جو اسی وجہ سے ہر ایک کام میں اپنی ارادت کو ایزدی ارادت کے تابع رکھتا ہے۔ "تیرا مالک خداوند تعالےٰ جو تیرے اندر ہے قادر مطلق ہے" +

انسانی ارادت کی ایک حد ہے۔ قانون کہتا ہے کہ یہاں تک

جا سکتی ہے اس سے آگے نہیں - ایزدی ارادت کے لئے کوئی حد
نہیں - یہ سب سے برتر ہے - قانون کا حکم ہے کہ تمام چیزیں تم
پر عیاں ہیں اور تمہارے تابع ہیں اور اس لئے جس قدر انسانی
ارادت ایزدی ارادت میں مبدّل ہوگی - اور جس قدر ایزدی ارادت
کے مطابق کام کریگی اُسی قدر اعلےٰ تزین ہو جائیگی - اُس وقت یہ
ہوگا کہ جس چیز کے لئے تو حکم کریگا وہی تجھ کو مل جائیگی - پس
زندگی اور طاقت کا بڑا راز یہ ہے کہ ہر ایک شخص اس لا انتہا
ذات باری سے اپنا تعلق سمجھ کر قائم رکھے ؞

ہر ایک زندگی کی طاقت بلکہ خاص زندگی جس شے سے تعلق
رکھتی ہے اُس کے مطابق ہوتی ہے - خداوند تعالےٰ ہمارے اندر
موجود ہے - اور نیز ہمارے باہر بھی جو ان حواس سے پرے
اعلےٰ درجہ کی ہستی ہے - وہ یعنے خداوند تعالےٰ اس دنیا میں اور
ہماری تمہاری زندگی میں آج اس طرح پیدا کر رہا ہے - کام کر
رہا ہے اور حکومت کر رہا ہے - بعینہ جس طرح کہ وہ ہمیشہ سے
کرتا چلا آیا ہے - ممکن ہے کہ ہم اُسے ایک پردیسی مالک کی
طرح خیال کریں - یعنے وہ جو اس بڑی کائنات کی قوتوں کو عمل
میں لاکر متحرک کر گیا اور پھر خود چلا گیا ؞

مگر جس قدر ہم اُس کو باطن میں اور ظاہر میں موجود تسلیم
کرینگے - اُسی قدر ہم اُس کی زندگی اور طاقت میں شریک ہو سکینگے -
کیونکہ جس قدر ہم اُسے زندگی اور طاقت کی غیر محدود روح تسلیم
کرینگے - جو آج خاص اِس وقت سب میں اور سب کے اندر کام
کر رہی ہے - اور ظاہر ہو رہی ہے - اور پھر جس قدر ہم اپنی
زندگی اور اُس اعلےٰ زندگی کو ایک سمجھینگے - اسی قدر ہم اُس کی
زندگی کے اوصاف میں شریک ہونگے - اور اپنے میں اُن اوصاف
کو عملاً قائم کرینگے - جس قدر ہم اس اندرونی اور بیرونی زندگی کی
سرائت کرنے والی رَو کو اپنے اندر آنے دینگے - اُسی قدر ہم اِس
بات کا ذریعہ بنینگے کہ غیر محدود عقل اور طاقت ہمارے اندر کام
کر سکے ؞

ذہن کے ذریعہ ہی ہم اصلی روحانی زندگی کو جسمانی زندگی سے تعلق دے سکتے ہیں اور اس طرح روحانی زندگی کو جسمانی زندگی کے ذریعہ ظاہر ہونے اور کام کرنے دیتے ہیں - خیال کی زندگی کا ہمیشہ اندر سے الہام کے طور پر منوّر ہونا ضروری ہے - یہ الہامی روشنی اس قدر آ سکتی ہے جس قدر کہ ہم ذہن کے ذریعہ ذات باری کے ساتھ اپنی یگانگت کا ادراک و اقرار کریں - کیونکہ ہر ایک روح اُسی ذات باری کو حالت انفرادی میں ظاہر کرتی ہے +

اِس سے ہمارے لئے اندرونی ہدایت موجود ہے - جس کو ہم "اِن ٹوئیشن" یا ضمیر یا الہام کہتے ہیں یہ روحانی طبیعت اور روحانی عقل کے لئے الہام عملاً وہی کام دیتا ہے جو کچھ کہ ادراک خارجی حسی طبیعت اور معمولی عقل کے لئے - یہ ایک اندرونی روحانی حس ہے - جس کے ذریعہ انسان پر خداوند تعالےٰ کا علم اور قدرت اور زندگی کے بھید کھل جاتے ہیں اور جس کے باعث انسان سمجھ کر خدا تعالےٰ سے یگانگت اور رفاقت معلوم کرتا ہے - اور اپنی ایزدی خاصیّت اور اعلےٰ ہستی کو سمجھنے لگتا ہے کہ در اصل وہ خداوند تعالےٰ کا بیٹا ہے - الہام ربّانی کے ذریعہ اس اندرونی ضمیر کو مکمّل کرنے سے روحانی عظمت اور نور حقیقی حاصل ہو جاتا ہے - اور اس کے باعث جن چیزوں پر انسان غور کرتا ہے - اُن کی اصلیت - خاصیت اور مُدّعا کو بخوبی سمجھ لیتا ہے . . . . ہم کہہ سکتے ہیں کہ روحانی حِس ہے جس کا رُخ اندر کی طرف ہے - جیسے کہ جسمانی حس کا رُخ باہر کی طرف ہے - اور چونکہ اس میں اصلی حقیقت کو بذات خود معلوم کرنے اور جاننے کی طاقت حاصل ہے اور واقفیت کے بیرونی ماخذ سے اس کو کچھ تعلق نہیں ہے - اِس لئے ہم اِس کو پاک ضمیر یا الہام اندرونی کہتے ہیں - تمام الہامی تلقین اور روحانی انکشاف اس بات پر مبنی ہیں کہ ہم روح کی اس روحانی قوت کی موجودگی کو تسلیم کریں اور یہ بھی مانیں کہ اُس میں ان انکشافات کے قبول کرنے اور سمجھنے کی طاقت ہے . . . . جو شخص اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ وہ اور اُس کا حقیقی باپ یعنے خدا

روح کے لحاظ سے ایک ہیں۔ اس سے اس کی روح میں اندرونی حواس کے ذریعہ عالم الغیب خداوند تعالےٰ کی طرف سے الہام اور روشنی ہونے لگتی ہے۔ اور ایزادی طاقت مطلق کا ظہور بھی اُس میں ہونے لگتا ہے۔ اور اس کے باعث وہ صاحب کشف اور صاحب کرامت بن جاتا ہے۔

"روحانی زندگی کے اس اعلےٰ میدان پر ذہن غیر شخصی حالت ظاہر کرتا ہے اور بلا رُو رعایت۔ آزادی سے کام کرتا ہے۔ اصل حقیقت کو بذات خود سمجھ لیتا ہے۔ اور بیرونی وسائل علم کی کچھ ضرورت نہیں رہتی۔ چونکہ الہام ایزدی ہوتا ہے۔ اس لئے ہر ایک شے اعلےٰ درجہ کی عقلِ کُل کی روشنی میں صاف صاف نظر آتی ہے۔ ہر ایک شے کا مُدعا اور اس کی اصلی حقیقت اِس روحانی حِس کے ذریعہ بخوبی کھل جاتی ہے"۔ بعض لوگ اس کو لسان الغیب کہتے ہیں۔ بعض اِسے خدا کا کلام بولتے ہیں۔ اور بعض اِسے چھٹی حس کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ ہماری اندرونی روحانی حس ہے۔

جس قدر ہم اپنی اصلی حقیقت کو معلوم کریں۔ اور اپنا لا انتہا ذات باری کی زندگی سے یگانگت کا تعلق سمجھیں۔ اور جس قدر ہم اس ایزدی رَو کو اپنے اندر آنے دیں اُسی قدر یہ کلام ضمیری یہ روحانی آواز یہ ربانی کلام صاف صاف ہدایت کرتا ہے۔ اور جس قدر ہم اس کی موجودگی کو تسلیم کریں۔ اِس کو غور سے سُنیں اور اس کی تعمیل کریں۔ اُسی قدر یہ ہمیشہ زیادہ صفائی سے ہدایت کریگا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ ایک ایسا وقت آئیگا جبکہ اِس کی ہدایت بے خطا اور بالکل صائب ہوگی۔

کمال زندگی۔ جسمانی صحت اور طاقت

خداوند تعالےٰ غیر محدود زندگی کی روح ہے۔ اگر ہم اس زندگی میں شریک ہیں اور اس زندگی کی ایزدی رَو کو اپنے اندر آنے دینے کی طاقت رکھتے ہیں تو جہانتک جسمانی زندگی کا تعلق ہے۔ اِس کے کچھ اور معنی ہیں جو بادی النظر میں ہمارے خیال میں نہیں آسکتے۔ کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ غیر محدود زندگی کی روح فی نفسہٖ ایسی ہے کہ اِس میں کسی بیماری کو دخل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ امر درست ہے۔ تو جس جسم میں یہ روح داخل ہے۔ اور جس کے اندر آزادی سے سرایت کرتی رہتی ہے۔ اُس میں

کسی قسم کی بیماری نہیں رہ سکتی +

شروع میں ہمیں یہ جاننا چاہیئے کہ جہاں تک جسمانی زندگی کا تعلق ہے تمام زندگی اندر سے باہر کی طرف ظہور میں آتی ہے۔ ایک غیر متغیر قانون ہے جس کا یہ مطلب ہے۔ "جیسے اندر ویسے ہی باہر۔ جیسی علت ویسا معمول" یعنے خیال کی قوتیں۔ مختلف ذہنی حالتیں اور جذبات۔ سب کے سب رفتہ رفتہ اپنا اثر جسم پر ظاہر کرتے ہیں +

کسی شخص کا یہ قول ہے "آج کل اس بات کا بڑا چرچا سننے میں آتا ہے کہ ذہن یا نفس جسم پر بہت کچھ اثر رکھتا ہے۔ لیکن میں اس امر میں چنداں یقین نہیں کرتا" یقین نہ کرنے کی کیا وجہ ہے ؟ دیکھو ایک شخص تمہیں اچانک کوئی بری خبر سنائے۔ تمہارا چہرہ زرد پڑ جاتا ہے۔ تم کانپنے لگتے ہو۔ یا شائد تمہیں غشی آجاتی ہے۔ مگر یہ خبر تمہیں تمہارے ذہن کے ذریعہ ہی دی گئی ہے۔ مثلاً تمہارا کوئی دوست تمہیں کھانے کے وقت کوئی ایسی بات کہے جو ناخوشگوار معلوم ہو۔ یہ سن کر تم آزردہ ہو گئے۔ ابھی تک تو تم کھانا مزے سے کھا رہے تھے۔ مگر یہ بات سنتے ہی بھوک جاتی رہی۔ لیکن جو کچھ کھا گیا تھا وہ تمہارے ذہن میں کھپ گیا۔ اور ذہن کے سبب سے تم پر اثر پیدا ہوا +

اور تمثیل لو۔ دیکھو ایک نوجوان شخص پاؤں رگڑتا ہوا جا رہا ہے۔ اور راستہ میں ذرا ذرا سی روک پر بھی ٹھوکریں کھاتا جاتا ہے۔ کیا وجہ ؟ صرف یہ کہ وہ شخص ضعیف العقل اور مخبوط الحواس ہے۔ یا یہ کہو کہ ذہن کی لغزاں حالت سے جسم کی لغزاں حالت پیدا ہوتی ہے۔ پختہ طبیعت والے کا پاؤں جم کر پڑتا ہے۔ اور بیقرار طبیعت والے کا پاؤں قدم قدم پر لڑکھڑاتا رہتا ہے +

اور لو۔ مثلاً ایک ناگہانی آفت آن پڑتی ہے۔ تم کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہو۔ کانپنے لگتے ہو۔ اور ڈر کے مارے بے قرار ہو۔ تم کیوں نہیں ہل جل سکتے اور تمہارے کانپنے کی کیا وجہ ہے ؟ اس پر بھی تم یہ یقین کرتے ہو کہ ذہن کا جسم پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ فرض کرو کہ ایک لمحہ تک تم پر غصے کی حالت طاری ہے۔ اس کے چند گھنٹے بعد تک تم شکایت کرتے رہتے ہو کہ ہلے سخت دردِ سر ہو گیا۔ اور پھر بھی تم یہ نہیں سمجھتے کہ خیالات اور جذبے جسم پر کیا اثر رکھتے ہیں +

ایک دو روز کی بات ہے کہ ایک دوست سے باتیں کرتے ہوئے ہم پریشانی

یا تشتت خاطر کا ذکر کر رہے تھے۔ اُس نے کہا کہ "میرے والد میں تردد و تفکر کی بڑی عادت ہے" میں نے جواب دیا کہ "تمہارے والد تندرست نہیں ہیں۔ اور نہ وہ مضبوط۔ توانا قوی اور چست و چالاک ہیں۔ پھر میں اُس کے سامنے اُس کے والد کی حالت زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کرنے لگا۔ اور اُن تکلیفوں کا ذکر کیا۔ جو اُسے ستاتی رہتی ہیں۔ وہ حیران ہو کر میری طرف دیکھنے لگا اور کہنے لگا۔ "آپ تو میرے والد کو نہیں جانتے" میں نے جواب دیا۔ "نہیں میں نہیں جانتا" "تو پھر جس مرض میں وہ مبتلا ہیں آپ اُس کو اِس طرح ٹھیک کیونکر بیان کر سکتے ہیں؟" تم نے مجھ سے ابھی کہا تھا کہ تمہارے والد میں تردد و تفکر کی بڑی عادت ہے۔ جب تم نے مجھ سے یہ کہا تو مجھے اس کا سبب معلوم ہو گیا۔ تمہارے والد کی حالت بیان کرنے میں میں نے صرف یہ کیا ہے کہ اُس سبب کے مخصوص نتائج دکھا دیئے +

خوف اور پریشانی سے جسم کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ زندگی کی طاقتیں سُستی اور آہستگی سے کام کرتی ہیں۔ برعکس اس کے اُمید اور آسودگی سے جسم کے راستے کُھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ زندگی کی طاقتیں جسم کے اندر اس طرح اُچھلتی اور جوش مارتی ہیں کہ بیماری شاذو نادر ہی آسکے اور اپنا تسلط کر سکے +

بہت دن کا عرصہ نہیں ہؤا کہ ایک عورت میرے ایک دوست سے اپنی ایک سخت جسمانی تکلیف کا ذکر کر رہی تھی۔ میرا دوست اتفاق سے یہ جانتا تھا کہ اس عورت اور اس کی بہن کے درمیان رشتۂ اتحاد نہیں ہے۔ جو تکلیفیں اس عورت نے بیان کیں اُس نے اُن کو بغور سُنا اور پھر ٹھیک اُس کے چہرے کی طرف دیکھ کر ایک کراری لیکن محبت بھری آواز سے یہ کہا "اپنی بہن کا قصور معاف کر دو" اس عورت نے اُس کی طرف حیران ہو کر دیکھا۔ اور یہ کہا "میں اپنی بہن کو معاف نہیں کر سکتی" اُس نے اُس کے جواب میں یہ کہا "تو پھر اچھا۔ وجع مفاصل اور ریح کی قسم سے تکلیفیں بھگتے جاؤ" +

چند ہفتوں کے بعد وہ عورت پھر اُسے ملی۔ وہ اُس کی طرف بڑھے قدموں آئی اور کہنے لگی "میں نے تمہاری نصیحت مان لی۔ میں اپنی بہن سے ملی اور میں نے اُسے معاف کر دیا۔ اب ہم میں پھر پوری پوری صفائی اور محبت ہو گئی ہے۔ اور مجھے یاد ہے کہ جس دن ہمارا دونو کا ملاپ ہؤا۔ اُسی دن سے

میری تکلیفیں کم ہوتی گئیں۔ اور آج اُن تکلیفوں کا نشان تک بھی نہیں رہا۔ معلوم نہیں کیا سبب۔ اور درحقیقت ہم دونو بہنوں میں اس قدر گہری دوستی ہوگئی ہے کہ اب ہم ایک دوسری کے بنا مشکل سے رہ سکتی ہیں؟ اس سے علّت و معلول کا تعلق ثابت ہے +

مندرجہ ذیل قسم کے کئی واقعات سُننے میں آئے ہیں۔ جن کی پوری پوری تصدیق ہوچکی ہے۔ چند لمحہ کے لئے ایک بچّے کی ماں پر نہایت ہی غصہ کی حالت طاری رہی۔ اور دُودھ پیتا بچّہ ایک گھنٹے کے اندر اندر مرگیا۔ گویا اس تھوڑی دیر کے عرصے میں اُس کی ماں کے سارے بدن میں زہر سرایت کرگیا اور یہ زہر اُس کے دودھ میں مل گیا۔ اِسی قسم کی اَور حالتوں میں اس سے سخت بیماری اور تشنّج کی علامتیں پیدا ہوئی ہیں +

ایک مشہور سائنس دان نے مندرجہ ذیل تجربہ کئی بار آزمایا۔ ایک کمرے کو گرمی پہنچانے کے بعد اُس میں کئی آدمی رکھے گئے۔ ہر ایک آدمی پر ایک لمحہ کے لئے کسی نہ کسی قسم کا خاص جذبہ غالب تھا۔ ایک شخص سخت غصّہ میں بھرا ہوا تھا۔ اور دوسرے لوگوں میں دیگر مختلف قسم کے جذبے بھرے ہوئے تھے۔ تجربہ کرنے والے نے اِن میں سے ہر ایک آدمی کے جسم سے پسینہ کا قطرہ لیا۔ اَور نہایت احتیاط سے کیمیائی تجزّی کے ذریعہ اُس نے ہر ایک آدمی پر جو خاص خاص جذبہ طاری تھا معلوم کر لیا۔ اور جب اُن آدمیوں کے تھوک کی علیحدہ علیحدہ کیمیائی تجزّی کی گئی۔ تب بھی عملاً وہی نتائج ظہور میں آئے +

مندرجہ ذیل بیان امریکہ کے ایک مشہور مصنّف کا ہے۔ یہ ہمارے ایک بہت بڑے طب کے مدرسہ کا لائق ڈگری یافتہ ہے۔ اور جو طاقتیں جسم کی بنانے والی ہیں۔ اور جو طاقتیں جسم کی بگاڑنے والی ہیں۔ اُس نے ان دونو طاقتوں کا بغور مطالعہ کیا ہے " ذہن یا نفس جسم کا قدرتی محافظ ہے . . ہر ایک خیال اپنا اثر پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور بیماری کی بھیانک ذہنی تصویریں عیاشی اور تمام قسم کی بُرائیاں روح کے اندر کنٹھ مالا (خنازیر) اور کوڑھ (جزام) پیدا کرتی ہیں اور روح کے ذریعہ ان کا اثر جسم پر نمایاں ہوتا ہے۔ غصہ کے سبب تھوک کی کیمیائی خاصیتیں زہر میں مبدّل ہو جاتی ہیں۔ اور یہ زہر زندگی کے لئے خطرناک اور مہلک ہوتا ہے۔ یہ تو سب جانتے ہیں۔ کہ یکایک آنے والے اور سخت جذبوں سے انسان کا دل چند گھنٹوں میں

کمزور ہی نہیں ہو گیا۔ بلکہ یہ جذبے اُس کی موت اور دیوانگی کا باعث ہوئے ہیں۔ سائنس دانوں نے دریافت کیا ہے کہ جو شخص ارتکاب گناہ کی سخت پشیمانی کے باعث یکایک ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ اور عرق عرق ہو جاتا ہے اس کے پسینہ اور معمولی پسینہ میں کیمیائی اختلاف ہے۔ اور بعض وقت ایک مجرم کے ذہن کی حالت اُس کے پسینہ کی کیمیائی تجزیّہ کرنے سے ٹھیک ٹھیک معلوم ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جب اس مجرم کا پسینہ سلینک ایسڈ (ایک قسم کا تیز آب) کے ساتھ ملایا جاتا ہے۔ تو اُس کا رنگ ایک خاص قسم کا نافرمانی ہو جاتا ہے۔ یہ بات مشہور ہے۔ کہ صرف دہشت یا ڈر کے باعث ہزاروں شخص قربان ہو گئے۔ اور برعکس اس کے دلیری یا جرأت نے بہتوں کو حوصلہ اور طاقت بخشی ہے:۔

ماں میں غصّہ ہونے سے دودھ پینے بچّے کو زہر چڑھ جاتا ہے۔ دیری جو ایک مشہور شخص گھوڑوں کا سدھانے والا تھا بیان کرتا ہے۔ کہ ایک غصّے کا کلمہ کہنے سے بعض اوقات ایک گھوڑے کی نبض ایک منٹ میں دس دفعہ زیادہ بھڑکنے لگتی ہے۔ اگر یہ بات ایک جانور کی نسبت درست ہے۔ تو پھر انسانی ہستی پر خصوصاً بچّے پر اس کی طاقت کا کیا کہنا ہے۔ یعنے غصّہ بچّے پر تو بہت ہی زیادہ اثر پیدا کریگا جب کوئی ذہنی جذبہ بہت تیزی پر ہوتا ہے تو اُس سے اکثر غشی آنے لگتی ہے۔ سخت غصّہ یا ڈر سے یرقان (پیلیا) ہو جانے کا احتمال ہے۔ سخت غصّے کی حالت سے مرگی (سکتہ) اور موت سرزد ہوئی ہیں۔ بلا شک کئی بار ایسا دیکھنے میں آیا ہے کہ ذہنی تکلیف یا سخت پریشانی کی حالت ایک رات تک رہنے کے باعث ایک شخص کی زندگی تباہ ہو گئی ہے۔ رنج۔ ڈر یا حسد یا جلن۔ متواتر فکر اور اندر ہی اندر کھانے والا اور کمزور کرنے والا تردّد۔ ان سب باتوں سے بعض وقت دیوانگی کی حالت ظہور میں آتی ہے۔ اور جس شخص میں یہ جذبے غالب ہیں وہ اکثر دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اُداسی کے خیالات اور مزاج کی تقبیض یا ناموافق حالتوں سے بیماری خود بخود پیدا ہوتی ہے اور ذہن کے خراب ہو جانے سے اُس کی آلودہ اور وبائی سطح پر جرم پیدا ہوتا ہے اور بڑھتا ہے۔ مثلاً سچ کہا ہے:۔ **بیت**

حسد کا زہر دل میں گر جاوے رم   خیالات و الفت کو کر دے بھسم

اِن سب باتوں سے ہم وہ بڑی حقیقت معلوم کرتے ہیں۔ جس کو ہم

آج سائنس کے رو سے ثابت کر رہے ہیں۔ یعنے یہ کہ مختلف ذہنی حالتیں۔ تاثرات اور جذبے جسم پر اپنا خاص خاص جُداگانہ اثر پیدا کرتے ہیں۔ اور اگر ان میں سے کسی کو آزاد کر دیا جائے یا دخل دیا جائے تو وہ باری باری بیماری کی نرالی صورتیں پیدا کر دیگا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد یہ نرالی قسم کی بیماریاں کہنہ ہو جائینگی +

اب ہم اُن کے عمل کے طرز کی نسبت کچھ بیان کرتے ہیں۔ مثلاً اگر ایک شخص پر کچھ عرصہ تک غصہ کی حالت طاری رہی ہے تو اس کی جسمانی ساخت میں گویا ایک جسمانی گرج کا طوفان قائم ہو گیا جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ بدن کی باقاعدہ صحیح و سالم اور زندگی بخش رطوبتیں خراب ہو جاتی ہیں یا کمزور ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے قدرتی عمل کرنے کی بجائے وہ رطوبتیں زہر آلودہ اور مضر ہو جاتی ہیں۔ اور اگر یہی حالت کچھ عرصہ تک برابر جاری رہے تو مجموعی اثر ہونے سے ان سے ایک خاص قسم کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بیماری رفتہ رفتہ پرانی پڑ جاتی ہے۔ پس اس کے برعکس تاثر یا جذبہ مثلاً مہربانی۔ محبّت۔ نیک نیتی۔ خیر خواہی ان سے تمام جسمانی رطوبتوں میں صحیح و سالم۔ پاک و صاف اور زندگی بخش اثر پیدا ہوتا رہتا ہے جسم کے تمام راستے آزاد اور کھلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ زندگی کی طاقتیں اُن کے اندر اچھلتی۔ کودتی اور بڑے جوش و خروش سے داخل ہوتی رہتی ہیں۔ اور یہی طاقتیں جوش میں آکر اور متحرک ہوکر بتدریج اپنی مخالف طاقتوں کی زہریلی اور مرض پیدا کرنے والی تاثیروں کو دور کر دینگی اور نیست و نابود کر دینگی +

ایک طبیب ایک مریض کو دیکھنے جاتا ہے۔ گو آج صبح اُس نے کچھ دوائی نہیں دی۔ تاہم اُس کے جاتے ہی سے مریض کی تشفّی ہو گئی اور پہلے سے بہتر ہو گیا۔ طبیب کا آنا کیا تھا۔ گویا وہ اپنے ساتھ صحت و تندرستی کی روح خندہ پیشانی اور عمدہ طبیعت اور مزاج کی شگفتگی اور اُمید مریض کے کمرے میں لایا تھا اور ان سب باتوں کو وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔ درحقیقت اس اُمید اور شگفتہ مزاجی نے مریض کے دل پر بہت کچھ اثر پیدا کیا اور طبیب کے باعث مریض کی یہ ذہنی حالت ہونے سے اس کا اثر مریض کے جسم پر ہوا اور اس ذہنی اثر یا تغیّر کے باعث مریض کی حالت روز بروز اچھی ہوتی جاتی

ہے۔ سچ کہا ہے۔ ایک دم ہزار اُمید " اگر آسرا نہ ہوتا تو کیا حال ہوتا۔ جب تک سانس ہے تب تک، آس ہے"۔

جس شخص کی صحت اچھی نہیں ہے۔ ہم نے بعض وقت اُسے دوسرے شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے "آپ کے آنے سے میں ہمیشہ بہتر ہو جاتا ہوں"۔ اس بیان میں بہت کچھ علمی راز پنہاں ہے۔ عقلمند کی زبان ہی معجونِ مفرح کا کام دیتی ہے۔ ذہنی ایما یا اتقائے کا انسان کی طبیعت پر بہت کچھ اثر ہوتا ہے۔ یہ بات نہائت قابل غور ہے۔ اور اس کے مطالعہ کرنے میں بہت کچھ لطف حاصل ہوتا ہے۔ دنیا میں ایک شخص نہایت مشہور سائنس داں ہے۔ اور وہ علم بدن سے واقف اور نہایت مشہور تشریح داں بھی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ 'تجربوں سے میں نے ثابت کیا ہے کہ انسان کے بدن کی کل ساخت ایک برس سے کم میں بالکل بدل جا سکتی ہے۔ اور بدن کے بعض حصّے چند ہفتوں کے اندر ہی اندر بالکل نئے ہو سکتے ہیں۔

مجھ سے لوگ یہ سوال کرتے ہیں "کیا تم یہ کہتے ہو کہ اندرونی طاقتوں کے عمل کے ذریعہ جسم بیماری کی حالت سے صحیح و سالم حالت میں تبدیل ہو سکتا ہے؟" ہاں فی الحقیقت ایسا ہی ہوتا ہے۔ علاوہ بریں علاج کا قدرتی طریقہ یہی ہے۔ اور جس طریقہ میں بوٹیوں دوائیوں اور بیرونی چیزوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ تو مصنوعی طریقہ ہے۔ بوٹی یا دوائی صرف اتنا کر سکتی ہے کہ روک یا مزاحمتوں کو دُور کر دے۔ تاکہ زندگی کی طاقتیں زیادہ اچھی طرح سے کارروائی کر سکیں۔ شفا یابی کی اصلی ترکیب تو زندگی کی اندرونی طاقتوں ہی کو عمل میں لانے سے شروع ہوتی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ ایک نہایت مشہور سرجن اور طبیب نے اپنے ہم پیشہ رفیقوں کے سامنے اس طرح بیان کیا۔ طبابت کے پیشے میں مدت مدید تک یہ بات نامعلوم رہی کہ زندگی کے اصول یا غذائیت پر کونسی شے ضروری اثر رکھتی ہے۔ اور اکثر غور و مطالعہ سے یہ بات قرار پائی ہے کہ مادی شے کا ذہن پر بہت کچھ عمل یا اثر ہوتا ہے۔ اس سے علم طبابت میں بہت کچھ ترقی نہیں ہوئی۔ اور یہی وجہ ہے کہ معالجہ میں روحانی یا ذہنی اثر سے چنداں کام نہیں لیا گیا۔ لیکن اب انیسویں صدی کی روشنی چمکی ہے اور اس لئے بنی نوع انسان نے قدرت کی پوشیدہ طاقتوں کی طرف قدم بڑھایا ہے۔ طبیبوں کو اب علم النفس و القوا کا مطالعہ

مجبوراً کرنا پڑتا ہے۔اور ذہنی ادویات دافع امراض کے وسیع میدان میں تحقیقات کرنی پڑتی ہیں۔اب سستی کرنے۔شک و شبہ دل میں لانے یا تامل کرنے کا وقت نہیں ہے۔جو شخص اس امر کی جستجو میں سستی کرتا ہے وہ گمراہ ہے۔کیونکہ تمام عالم اسی تحریک میں ساعی اور سرگرم ہے"*

میں اس امر سے واقف ہوں کہ جس معاملہ کا ہم اب ذکر کر رہے ہیں اس کے متعلق پچھلے چند سالوں میں بہت کچھ بے وقوفی ہوئی ہے۔لوگوں نے بہت بیہودہ باتیں اور دعوے کئے ہیں۔لیکن اس سے قدرت کے بڑے بڑے مخفی قوانین کی تردید نہیں ہو سکتی۔اور نہ اس بات کو ان خاص قوانین سے مطلق سروکار ہے۔علم اخلاق۔فلسفہ یا الہیات کی تحقیقات میں بھی شروع شروع میں ایسی بیہودگیاں ہوتی رہی ہیں۔لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے یہ بیوقوفی اور بیہودگی کی باتیں جاتی رہی ہیں۔اور بڑے بڑے دائمی اصول ہمیشہ کے لئے زیادہ تشریح و توضیح کے ساتھ قائم ہوگئے ہیں*

میں خود ایسے بہت سے واقعات سے واقف ہوں کہ جہاں ان طاقتوں کے عمل کے ذریعہ پوری پوری اور مستقل شفا یابی ظہور میں آئی ہے۔ بعض حالتوں میں تو بہت ہی تھوڑے عرصہ میں پورا پورا اور مستقل علاج ہوگیا ہے۔بعض ان میں سے ایسے واقعات یا حالتیں ہیں کہ ان میں دوائی کے برابر استعمال سے کچھ بھی نہیں ہوا اور طبیبوں نے لاچار ہو کر جواب دے دیا اور کہا کہ یہ مرض لاعلاج ہے۔ہر زمانہ اور ہر مذہب میں کثرت سے اس قسم کے حالات ملتے ہیں۔اور ایسے علاج کرنے کی طاقت آج کل ہم میں کیوں نہیں موجود ہونی چاہیئے؟ طاقت تو موجود ہے۔پر جس قدر ہم ان بڑے قوانین کو جانینگے جو زمانہ سابق میں تسلیم کئے گئے تھے۔اسی قدر ہم اس طاقت کو کام میں لا سکینگے*

ایک شخص دوسرے شخص کو بہت کچھ شفا پہنچا سکتا ہے لیکن اس میں یہ ضروری ہے کہ جس شخص کا علاج کیا جائے وہ بھی دلی اعتقاد رکھتا ہو اور اس کام میں ممد ہو۔حضرت عیسےٰ نے جن بیماروں کو شفا دی اُن سے کہا کرتے تھے کہ تم اعتقاد رکھو اور اس معاملے میں میرے ممد رہو۔مریض سے اُن کا سوال ہمیشہ یہ ہوتا تھا کیا تجھے اعتقاد ہے؟ اس طرح سے حضرت عیسےٰ نے جس شخص کا علاج کیا گویا اُس میں جان بخش طاقتیں پھونکدیں

اگر کوئی شخص بہت کمزوری کی حالت میں ہے یا اُس کا انتظام عصبی بالکل درہم برہم ہو گیا ہے یا اُس کا ذہن بیماری کے غلبہ کے باعث ٹھیک ٹھیک کام نہیں کرتا تو اُس شخص کے لئے کچھ عرصہ تک یہ بہتر ہوگا کہ دوسرے شخص کی مدد اور اتحاد کا متلاشی رہے۔ لیکن ایسے شخص کے لئے یہ بہت ہی بہتر ہوگا کہ وہ یہ جان لے کہ میری اندرونی طاقتیں ہی میری شفا کے لئے کافی ہیں۔ ایک شخص دوسرے شخص کا علاج کر سکتا ہے۔ لیکن مستقل طور پر شفایابی حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر ایک شخص اپنا علاج آپ کرے۔ اس طرح سے ایک شخص کے لئے دوسرا شخص معلم یا ہادی کا کام دے سکتا ہے تا کہ وہ اپنی اندرونی قوتوں کی طاقت کو بخوبی سمجھ سکے لیکن دائمی شفا حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر شخص اپنے دل کا زور لگائے۔ حضرت عیسے کی نصیحت ہمیشہ یہ ہوتی تھی "جا اور آئندہ سے گناہ نہ کر" یا یہ کہ "جا تیرے گناہ بخش دئے گئے"۔ اس سے یہ ایک ابدی اور غیر تغیر حقیقت جتائی گئی ہے۔ کہ تمام قسم کے گناہ اور اس کی منتج مصیبت قانون کی خلاف ورزی کا براہ راست یا ضمنی نتیجہ ہے خواہ ہم اس قانون کے خلاف دانستہ عمل کریں یا دانستہ خواہ ارادتاً عمل کریں یا غیر ارادتاً۔

یہ منشا ہے کہ مصیبت صرف اس وقت تک رہے جب تک کہ گناہ رہے یہ ضرور نہیں کہ گناہ مذہبی معنوں میں ہو۔ بلکہ ہمیشہ فلسفی معنوں میں ہو۔ گو اکثر بار دونو معنوں میں بھی ہو۔ جس وقت کہ قانون کے خلاف ورزی کرنا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور جس وقت کوئی شخص قانون کے عین مطابق عمل کرنے لگتا ہے۔ اسی وقت مصیبت یا تکلیف کا باعث دُور ہو جاتا ہے۔ اور اگرچہ پچھلے گناہ یا قانون کے خلاف ورزی کرنے کا مجموعی اثر روح کے اندر کچھ باقی ہو۔ لیکن سبب دور ہو جاتا ہے۔ اور اس لئے جو گناہ کا پچھلا اثر باقی ہے اس میں کچھ اضافہ نہیں ہونے پاتا اور جب راست اور درست قوتیں اپنا کام کرنے لگینگی تو پچھلے گناہ کے باعث جو بیماری باقی رہ گئی ہے وہ بھی جاتی رہیگی۔

اِنسان کو چاہیئے کہ اس بات کو بخوبی سمجھے اور ذہن نشین کر لے۔ کہ میں اور وہ غیر محدود روح جو کل جانداروں کی زندگی ہے۔ دونو در اصل ایک ہی ہیں۔ یہی ایک بات ہے جس کے باعث انسان قوانین کی پوری پوری مطابقت کرنے لگیگا۔ اِس کے سوا اور کوئی بات نہیں۔ اس حالت میں کسی قسم

کی بیماری نہیں رہ سکتی۔اور اسی بات کو بخوبی سمجھنے اور اس ایزدی رَو کو اپنے اندر آنے دینے سے ہی ہر قسم کی باقیماندہ بیماری یا متعدی مرض فوراً دُور ہو جاتا ہے۔ مثلاً اس لا انتہا ذات باری نے فرمایا ہے ”میں اپنی رُوح تم میں ڈالونگا۔ اور تم جی اُٹھو گے اور زندہ رہو گے“۔

جونہیں کوئی انسان اپنا تعلق یا یگانگت اُس غیر محدود روح سے بخوبی سمجھ لیتا ہے وہ اپنے تئیں نرا مٹی کا پتلا نہیں سمجھتا بلکہ روحانی ہستی سمجھنے لگتا ہے۔پھر وہ اس قسم کی غلطی نہیں کرتا کہ اپنے تئیں ایک جسم خیال کرے۔جو بیماریوں۔ برائیوں اور مرضوں میں مبتلا رہتا ہے۔بلکہ اب وہ یہ امر ذہن نشین کر لیتا ہے کہ ”میں روح ہوں۔اور اب بھی اسی قدر روح ہوں جس قدر روح کہ میں آئندہ ہونگا یا ہو سکتا ہوں اور جسم جس میں کہ میں رہتا ہوں میرا مکان یا گھر ہے۔اِسے خود میں نے بنایا ہے۔اور میں اس پر قابض ہوں“ اور جونہیں وہ خود مالک ہونے کی طاقت کو تسلیم کرنے لگتا ہے اسیوقت سے وہ جسم کو اپنے اوپر غالب نہیں ہونے دیتا۔آئندہ سے وہ اُن اصولوں یا طاقتوں کا اندیشہ نہیں کرتا جن کو وہ اپنی ناواقفیت سے جسم پر غالب یا مؤثر ہونے دیتا ہے۔جونہیں وہ اپنی عظمت اور طاقت کو بخوبی سمجھ لیتا ہے۔وہ اب ان طاقتوں سے بالکل نہیں ڈرتا۔ بلکہ وہ ان سے محبت کرنے لگتا ہے۔اِس طرح پر وہ ان طاقتوں کے مطابق عمل کرنے لگتا ہے۔یا یہ کہو کہ ان طاقتوں کو اس طرح ترتیب دیتا ہے اور اس طرح قابو میں رکھتا ہے۔کہ وہ خود اس کے مطابق ہو جاتی ہیں۔ جو پہلے ان طاقتوں کا غلام بنا ہوا تھا۔اب وہ اُن کا آقا بن جاتا ہے۔ جونہیں ہم کسی چیز کو چاہیں یا اُس سے پیار کرنے لگتے ہیں تو وہ چیز ہمیں آئندہ سے تکلیف نہیں پہنچاتی ؛

آج کل تقریباً بہت سے لوگ ایسے ہیں جو جسم کے کمزور ہیں اور مختلف بیماریوں میں مبتلا ہیں یہ لوگ ضرور تندرست اور قوی ہو جائیں۔ اگر یہ خدا تعالٰے کو اپنا کام کرنے کا موقع دیں۔ایسے لوگوں سے میں یہ کہتا ہوں کہ وہ ایزدی رَو کو اپنے اندر آنے سے نہ روکیں اور کچھ ہی کرو مگر ایزدی رَو کو بند نہ ہونے دو۔اسے اپنے اندر برابر آنے دو۔اسے خود اپنی طرف کھینچو۔جس قدر تم اس ایزدی رَو کو اپنے اندر آنے دو گے۔اُس کے اندر آنے

والی رَو تمہارے جسم کے اندر ایک ایسی جان بخش طاقت پیدا کر دیگی کہ جو کچھ پُرانی روک یا بیماری جسم میں غالب ہے۔وہ سب اِس طاقت کے سامنے دُور ہو جائیگی۔خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے "جو لوگ میرے کلموں کی تلاش میں ہیں وہ کلمے ان لوگوں کے لئے بمنزلہ جان کے ہیں۔اور اُن کے گوشت یا جسم کے لئے صحت کا باعث ہیں"۔

ایک جوَ بچّا ہے جس میں سے گدلے پانی کی نہر یا دھار بہت دنوں سے جاری ہے۔رفتہ رفتہ اس چوَبچّے کی اطراف اور تہ میں مٹّی جمع ہو گئی ہے۔اور یہ مٹّی برابر جمع ہوتی رہیگی۔جب تک کہ گدلا پانی چوَبچے میں سے بہ کر جاتا ہے۔اِسے بدل ڈالو۔چوَبچّے میں بلّور کی مانند صاف شفاف پانی کی جلد جلد بہنے والی دھار آنے دو۔اور بہت تھوڑے عرصہ میں جو مٹّی اس کی اطراف اور تہ میں جمع ہو گئی ہے وہ بھی بہ جائیگی۔چوبچّا بالکل صاف ہو جائیگا۔اب وہ خوشنما دکھائی دینے لگیگا بدنما نہیں۔علاوہ بریں جو پانی کہ اب اس میں سے بہتا ہے نہایت قیمتی ہوگا۔جو لوگ اس پانی کو کام میں لائینگے۔اُن کے لئے یہ پانی تازگی بخش ہوگا۔اور صحت اور طاقت کا ذریعہ ہوگا۔

بلاشک جس قدر تم اپنی یگانگت۔زندگی کی اس لا انتہا روح سے بخوبی سمجھو گے اَور اس طرح اپنی پوشیدہ طاقتوں اور قوّتوں سے در اصل کام لوگے۔تمہاری بیماری آرام میں۔نا اتفاقی اتفاق میں۔تکلیف اور رنج وافر صحت اَور تقویت میں مبدّل ہو جائینگے۔اور جس قدر تم اس کامل حقیقت اور اس وافر صحت اور تقویت کو اپنے اندر محسوس کروگے۔اُسی قدر اس کا اثر ان لوگوں پر بھی ہوگا۔جو تم سے ملتے جلتے ہیں۔کیونکہ یہ یاد رہے کہ بیماری کی طرح صحت بھی اُڑ کر اَوروں کو چمٹ جاتی ہے اور جلدی اپنا اثر کرتی ہے۔

اب لوگ مجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ ان مسئلوں کے عملی استعمال کی نسبت مجمل طور پر کیا کہ سکتے ہو۔جس سے کہ ہم کامل جسمانی صحت حاصل کر سکیں اور موجودہ بیماری سے شفایاب ہو سکیں۔اس کے جواب میں یہ کہ سکتے ہیں کہ بڑی بات یہ ہے کہ اوّل بڑے بنیادی اصول کی طرف توجہ دلائی جائے۔اَور یہ ضرور ہے کہ ہر ایک شخص بطور خود اس اصول پر عمل کرنا اور مشق کرنا سیکھے۔کوئی شخص دوسرے شخص کے لئے یہ کام بخوبی نہیں کر سکتا۔بلکہ اُس شخص کو خود ہی کرنا چاہئے۔

اذیل یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہر ایک شخص میں کامل صحت کا خیال ہونے سے
اُس کی اصلی اور جاں بخش طاقتیں اپنا اپنا عمل کرینگی - اور اس سے
رفتہ رفتہ مطلوبہ نتیجہ کم و بیش ظہور میں آئیگا یعنی کامل صحت حاصل ہوگی
پھر جب ہم اس بڑے اصول کی نسبت براہ راست ذکر کرتے ہیں - تو اس
اصول کی خاصیت سے یہ صاف ظاہر ہے کہ عمل اظہار کی بجائے عملِ تحصیل
سے بہت کچھ ہو سکتا ہے - گو بعض شخصوں کو اس اصول کے صاف صاف
اظہار اور بیان سے بہت کچھ مدد مل سکتی ہے - اور یہی اظہار اُن کے لئے
اس اصول کے بخوبی سمجھنے اور حاصل کرنے کا ذریعہ ہے *

چونکہ تمام زندگی علیحدہ علیحدہ اُس اعلےٰ زندگی کی لاانتہا روح سے ظہور
میں آئی ہے اور متواتر آتی رہتی ہے - اِس لئے جس قدر تم زندگی کی اس
لاانتہا روح کو بخوبی سمجھو گے اور حاصل کرو گے - اور جس قدر تم اس بات
کو بخوبی سمجھ کر ایزدی رَو کو اپنے اندر آنے دو گے - اسی قدر تم ان طاقتوں
کو عمل میں لاؤ گے جو کبھی نہ کبھی تمہارے جسم میں وافر صحت اور توانائی
کی حالت پیدا کر دینگی - کیونکہ جب تم اس امر کو بخوبی سمجھو گے کہ زندگی کی اس لاانتہا
روح میں بذات خود کسی قسم کی بیماری عائد ہو نہیں سکتی - اور پھر جب تم
اس زندگی کے ساتھ اپنی یگانگت سمجھ کر یہ اچھی طرح جان لو گے کہ یہی
زندگی تم میں موجود ہے تو تم اسے اپنے اندر اس قدر کثرت سے سرائت
کرنے دو گے کہ جسم کی خراب اور مرض آلودہ حالتیں اُس روح کی کامل
طاقت کے بس میں ہونگی یعنی یہ سب خراب حالتیں صحت اور تندرستی
میں مبدّل ہو جائینگی - لیکن اس امر کا جلد یا دیر سے ظہور میں آنا بالکل
تم پر ہی منحصر ہے *

ایسے بھی لوگ ہوئے ہیں جنہوں نے اِس بات کو بخوبی سمجھ لیا ہے - اور
ایزدی رَو کو اپنے اندر آنے دیا ہے - یہاں تک کہ انہوں نے بہت جلد
اور مستقل طور پر صحت حاصل کی ہے - جس قدر زیادہ تیزی یا قیام ہوگا
اُسی قدر وقت کم لگیگا - مگر یہ تیزی یا قیام آسودہ اور چپ چاپ طور پر ہو
اور اُس کے آنے کی برابر اُمید ہو نہ کہ ایسی تیزی یا قیام ہو جس میں
اندیشہ اور خلل واقع ہوں - اور جس کے برابر آنے کی اُمید نہ ہو - علاوہ اس
کے ایسے بھی لوگ ہیں جنہوں نے اِس بات کو بتدریج سمجھا اور حاصل کیا

ہے۔

جو عمل ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔اِس سے بہت سے شخصوں کو بڑی مدد ملیگی اور بہت سوں کو صحت کلی حاصل ہوگی سوہ عمل یہ ہے۔نفس میں اطمینان ہو۔یعنی طبیعت میں شانتی ہو۔ اور دل میں سب لوگوں کے لئے محبّت بھری ہوئی ہو۔ایسی حالت میں ہوکر اندرونی نفس کے امن اور خلوت پسند حجرے میں داخل ہو جاؤ۔اور یہ دھیان کرو کہ میں اور زندگی کی لا انتہا روح دونو ایک ہی ہیں۔اور یہ لا انتہا روح میری زندگی کی زندگی ہے۔پھر میں چونکہ روح ہوں اور میری روحانی ہستی ہے۔اس لئے میری خاص اصلی ذات میں کسی طرح کی بیماری نہیں آ سکتی۔چونکہ میرے جسم میں بیماری نے گھر کر لیا ہے۔اب میں اپنے جسم کے اندر اس لا انتہا زندگی کی سرائت کرنے والی رَو کو اس کے سارے حصّوں میں بخوبی بہنے دیتا ہوں اور اب بھی یہ رو میرے جسم میں برابر جاری ہے اور جا بجا حرکت کر رہی ہے اور شفا یابی کا عمل ہو رہا ہے۔اِس بات کو ایسی پوری طرح ذہن نشین کرو کہ تم اپنے جسم میں جوش۔حرکت اور تیزی معلوم کرنے لگو۔گویا جاں بخش طاقتیں خوب زور شور سے عمل کر رہی ہیں۔اور یہ یقین کرو کہ شفا یابی کا کام برابر جاری ہے اور اس یقین پر متواتر جمے رہو۔بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ چاہتے کچھ ہیں لیکن اُمید کچھ اور کرتے ہیں۔اُن کا بھلائی کی طاقت میں اتنا ایمان نہیں ہوتا جتنا کہ بُرائی کی طاقت میں ہوتا ہے۔اور اِسی وجہ سے وہ مریض رہتے ہیں۔

اگر کوئی شخص مقررہ اوقات میں جتنی دفعہ اُس سے ہو سکے اپنے تئیں اس دھیان میں لگائے یا اس امر کو بخوبی سمجھے یا اس بات کو معالج سمجھ کر اپنی شفا یابی کا ذریعہ بنائے اور پھر اپنے نفس کو متواتر اسی حالت میں رہنے دے تاکہ یہ قوّت یا طاقت برابر کام کرتی رہے تو یہ شخص تعجب کریگا۔اور حیران ہوگا کہ اُس کا جسم بہت جلد بیماری اور بے اعتدالی کی حالت کو چھوڑ کر صحت اور اعتدال اختیار کریگا۔مگر اس تعجب اور حیرانی کی کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔کیونکہ اس طریقہ پر چلنے سے وہ شخص صرف قادر مطلق کی طاقت ایزدی کو اپنا عمل کرنے دیتا ہے۔اور یہ طاقت اپنا عمل آخر کار ہر حالت میں کریگی۔

اگر کوئی خاص مقامی شکل یا تکلیف ہے۔اور وہ شخص یہ چاہتا ہے کہ کل جسم کے علاوہ اس خاص حصّہ پر اس لا انتہا روح کا اثر ہو تو وہ اس خاص حصّہ کا خیال اپنے نفس میں باندھ سکتا ہے۔کیونکہ اِس طرح پر خیال کو جسم کے کسی خاص حصّہ پر جمانے سے جاں بخش طاقتوں کا اثر اس حصّہ میں زیادہ ہوتا رہتا ہے۔مگر ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس طرح سے جس قدر شفا یابی ظہور میں آئیگی اُس کے نتائج مستقل طور پر دور نہ ہونگے۔جب تک کہ بواعث یا ان نتائج کے پیدا کرنے والے اسباب دُور نہ ہوجائیں یا یہ کہو کہ جب تک قانون کے خلاف ورزی کیا جائیگا تب تک تکلیف اور بیماری برابر جاری رہیگی۔

جس امر پر ہم غور کر رہے ہیں اُس کو بخوبی سمجھنے سے جسم کی مریض حالت پر ہی اثر نہ ہوگا۔بلکہ جہاں کہیں یہ خراب حالت نہیں ہے وہاں پر جسم میں زیادہ تقویت۔تیزی اور طاقت حاصل ہوگی۔

تمام زبانوں میں اور تمام ملکوں میں اندرونی طاقتوں کے عمل کے ذریعہ بہت سے لوگ شفایاب ہوئے ہیں۔اور ان کی شفا یابی میں بیرونی ذریعوں سے کچھ بھی کام نہیں لیا گیا ہے۔مختلف طریقے کام میں لائے گئے ہیں۔یا یہ کہو کہ اُن کو مختلف نام دئے گئے ہیں۔لیکن بڑا قانون جو کل کی بنیاد ہے ایک ہی ہے۔اور آج کل بھی وہی قانون جاری ہے جب حضرت عیسٰے نے اپنے حواریوں کو باہر بھیجا تو اُن کی یہ ہدائت تھی کہ بیماروں اور مصیبت زدوں کو شفا بخشو اور نیز لوگوں کو تلقین کرو۔عیسائی مذہب کے آغاز میں جو بڑے بڑے ولی اور اُسقف ہوئے ہیں۔اُن کو شفا دینے کی طاقت حاصل تھی اور شفا دینا بھی اُن کا ایک فرض تھا۔

جیسی طاقت لوگوں کو پہلے زمانہ میں حاصل تھی۔آج کل ہم میں بھی ویسی طاقت کیوں نہیں حاصل ہو سکتی؟ کیا کچھ قانون بدل گئے ہیں؟ بدلنے کا کیا کام وہ تو بالکل ویسے ہی ہیں۔تو پھر کیوں یہ طاقت حاصل نہیں ہو سکتی؟ صرف اس لئے کہ چند مستثنیٰ لوگوں کے سوا جو کہیں کہیں شاذ و نادر پائے جاتے ہیں۔ہم قانون کی ماہیت اور اصلیت کو نہیں پہنچ سکتے اور اس قانون کی تہ کو پہنچنے کی بجائے صرف بالائی کارروائی کرتے ہیں۔جب تک ہم اس قانون کے نرے لفظوں پر غور کرتے ہیں تب تک ہم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔

لیکن اس قانون کے اصلی مطلب اور ماہیئت کو ہی سمجھنے سے ہم میں جان اور طاقت آ سکتی ہے۔ جو شخص اس قانون کے ظاہری اور لفظی معنوں کو چھوڑ کر اس کے معنوی اور اصلی مطلب پر غور کریگا اور اس اصلیت کو بخوبی سمجھیگا۔ اُس میں پہلے زمانے کے لوگوں کی طرح طاقت ایزدی سرائت کریگی۔ اور یہ شخص دوسروں کو بھی یہ طاقت عطا کر سکیگا۔ کیونکہ یہ شخص ایک متحرک طاقت ہے۔ اور دوسروں کے ساتھ مستند کلام یا گفتگو کرتا ہے۔

آج کل ہم جلدی اس بات کو معلوم کرتے جاتے ہیں اور جُوں جُوں زمانہ گزرتا جائیگا ہم اور بھی زیادہ تر اس بات کو معلوم کرینگے کہ عملی طور پر تمام قسم کی بیماری اور تکلیف جو اُس کے باعث ہوتی ہے اُس کی اصلیت ذہن کی اور تاثرات کی خراب حالتیں ہیں۔ جس طرح ہم کسی چیز کو ذہن میں خیال کرتے ہیں اُسی طرح اُس کے نتیجے اچھے یا بُرے کم و بیش ہم پر مرتب ہوتے ہیں۔ اگر ہم اُس چیز سے ڈرتے ہیں یا اگر ہم اُسے اپنے بر خلاف سمجھتے ہیں تو غالباً وہ چیز ہم پر نقصان دہ یا نیز منحوس نتائج پیدا کریگی۔ لیکن اگر ہم اس چیز کے ساتھ موانست ظاہر کریں یعنے چپکے چپکے اُس کا علم حاصل کریں اور دل میں اپنی برتری اُس پر جتائیں تو جس قدر ہم یہ بات کامیابی سے کر سکینگے اسی قدر وہ چیز ہمیں نقصان نہیں پہنچائیگی۔

کوئی بیماری ہماری ہمارے جسم میں داخل نہیں ہو سکتی اور نہ وہ ہمارے جسم پر حاوی ہو سکتی ہے اِلا وہ ہمارے جسم کے اندر اپنے مطابق کوئی شے معلوم کرلے جس کے باعث وہ بیماری راہ پا سکتی ہے۔ علیٰ ہٰذا لقیاس کوئی بُرائی یا کسی قسم کی ناپسندیدہ حالت ہماری زندگی میں نہیں آ سکتی اِلّا ہماری زندگی میں کوئی شے اُس کو اپنی طرف کھینچنے والی ہو جس سے کہ وہ برائی یا ناپسندیدہ حالت آ سکے۔ جس قدر جلدی ہم اپنے پر آنے والی چیزوں کے باعث کو اپنے ہی اندر ڈھونڈینگے اُسی قدر بہتر ہوگا کیونکہ اس طرح کرنے سے ہم اپنے اندر جلدی ایسی حالتیں پیدا کر سکینگے جن سے کہ نیکی یا بھلائی ہی ہمارے اندر داخل ہو سکے۔

ہمیں خود ہی اپنی خاصیتوں کے رُو سے تمام حالتوں پر غالب ہونا چاہئے لیکن ہماری جہالت کے باعث ہر ایک قسم کی بے شمار حالتیں ہم پر غالب آکر ہمیں مغلوب کر لیتی ہیں اور ہم اُن کے بس میں ہو جاتے ہیں۔

کیا میں ہوا کے ٹھنڈے جھوکے سے ڈرتا ہوں؟ اس جھوکے میں کوئی
ایسی بات نہیں جس سے مجھے تکلیف ہو اور جس سے مجھے زکام یا شاید کسی
قسم کی بیماری پیدا ہو۔ یہ خداوند تعالٰے کی پاک و صاف ہوا کا ایک چھوٹا سا
پاک کرنے والا جھوکا ہے۔ اس جھوکے کا مجھ پر اتنا ہی اثر ہو سکتا ہے جتنا
کہ میں چاہوں کہ اس کا اثر مجھ پر ہو۔ ہمیں بواعث اور موقعوں یا حالتوں
میں تمیز کرنی چاہیئے۔ جھوکا باعث نہیں ہے اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی
باعث شامل ہے ؛

مثلاً فرض کرو دو شخص ایک ہی ہوا کے جھوکے میں بیٹھے ہوئے ہیں ایک
شخص کو تو اُس سے "تکلیف وہ اثر پیدا ہؤا اور دوسرا اُس سے کچھ بھی تکلیف
نہیں معلوم کرتا بلکہ لطف اُٹھاتا ہے۔ پس ایک شخص تو حادثات کے بس
میں ہے۔ وہ جھوکے سے ڈرتا ہے اُس کے آگے سکڑ جاتا ہے اور ہمیشہ
یہ خیال کرتا رہتا ہے کہ مجھے اس سے نقصان یا تکلیف پہنچتی ہے یا یہ کہو
کہ یہ شخص اس جھوکے کو اپنے اوپر غالب ہونے دیتا ہے اور اس کو ہر
ایک راستہ سے اپنے میں داخل ہونے دیتا ہے اور اس طرح وہ جھوکا طاقتور
ہو کر اس شخص میں اپنا زور دکھاتا ہے اور یہ طاقت خود اسی شخص نے اس
جھوکے میں آنے دی۔ ورنہ یہ جھوکا بذات خود بے ضرر اور مفید ہے برعکس اس
کے دوسرا شخص اپنے آپ کو حادثات پر غالب سمجھتا ہے نہ کہ ان کا غلام۔
اُسے جھوکے کا کچھ بھی فکر نہیں۔ یہ شخص اُس سے اپنی موانست ظاہر کرتا ہے۔
خود اُس پر غالب آجاتا ہے اور تکلیف اُٹھانے کی بجائے اُس سے لطف
حاصل کرتا ہے۔ اور اس جھوکے سے اس شخص کو یہی فائدہ نہیں پہنچتا کہ باہر
سے تازی اور خالص ہوا اُس کے اندر آجائے۔ بلکہ یہ شخص آئندہ بھی اسی قسم
کی تازی اور خالص ہوا کھانے کے لئے مستعد اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ لیکن
اگر ہوا کا جھوکا بذات خود بیماری کا باعث ہوتا تو دونو شخصوں کے لئے ایک ہی
سے نتیجے ظہور میں آتے۔ چونکہ ایک ہی سے نتیجے وقوع میں نہیں آتے اس سے
ثابت ہے کہ یہ جھوکا باعث نہیں ہے بلکہ ایک موقع ہے جو ہر ایک شخص کے
لئے اس کی اندرونی حالت کے مطابق نتیجے پیدا کرتا ہے :۔

بیچارا ہوا کا جھوکا! جو لوگ اپنی کمزوری ٹھیک ٹھیک نہیں معلوم کر سکتے
اور جو مالک بننے کی بجائے سدا غلامی کی حالت میں رہنا چاہتے ہیں۔ وہ

ہزاروں بار کیا بلکہ لاکھوں بار اس ہوا کے جھوکے کو صدقہ کا بکرا بناتے ہیں
اسی پر الزام لگاتے ہیں کہ اس سے ہمیں فلاں تکلیف پیدا ہوئی۔ ذرا اس کو
سوچو۔اس کے کیا معنی ہیں! ایک انسان جو ابدی خداوند تعالےٰ کی شبیہ ہے
جو خدا کی زندگی اور طاقت میں شراکت رکھتا ہے اور جو حکومت کرنے کے لئے
پیدا ہوا ہے پھر کیا وجہ کہ وہ ایک جھونکے سے زندگی بخش اور خالص ہوا کے
جھوکے سے ڈرے اور اُس کے سامنے کانپے اور گر جائے۔ لیکن یہ صدقے کے
بکرے سینتے مل گئے ہیں اور کچھ نہیں تو یہ تو ہے کہ ہمارا نفس ہمیشہ طرح
طرح کے دھوکوں میں پڑا رہتا ہے اور کہیں کسی کو جھوٹا دوش دیتا ہے اور
کہیں کسی کو۔

ہوا کے جھوکے سے جو کسی شخص پر بُرا اثر پیدا ہوتا ہے اُس کے دور
کرنے کا سب سے عمدہ طریقہ یہ ہے کہ اول انسان اپنے اندر خالص اور صحت
بخش عوارض پیدا کرے اور پھر اس جھوکے کی نسبت اپنا خیال بدل لے۔
اِس امر کو مان لو کہ ہوا کے جھوکے میں بذات خود کچھ بھی طاقت نہیں ہے
اُس میں جو کچھ طاقت ہے وہ سب تمہاری ہی دی ہوئی ہے۔اس طرح سے
تم اُس کے ساتھ موانست پیدا کروگے اور آئندہ اُس سے ڈروگے نہیں۔
پھر چند بار ہوا کے جھوکے میں بیٹھو اور اُس کے عادی ہو جاؤ۔کیونکہ ہر ایک
شخص اگر ہوا کے جھوکے کا ہوشیاری سے مقابلہ کرے تو اُس کے برداشت
کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔" لیکن فرض کرو کہ ایک شخص صحت کے لحاظ سے نازک
حالت میں ہے یا خاصکر ہوا کے جھوکوں سے اُسے تکلیف پہنچی ہے۔" اس
کا علاج یہ ہے کہ شروع میں کسی قدر احتیاط سے کام لینا چاہئے۔بہت سخت
ہوا کے جھوکے سے بچو۔خصوصاً اُس حالت میں جبکہ تم اپنے تئیں اُس کی
سختی جھیلنے کے قابل نہ خیال کرو۔کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم ابھی
ہوا کے جھوکے سے ڈرتے ہو۔عقل سلیم زندگی کے تمام کاروبار میں ایک
بڑی معتبر رہنما ہے۔اسی کی ہدایت پر یہاں بھی عمل کرو۔یعنی اپنی عقل سے کام
لو اور جیسا مناسب سمجھو اُس طرح کرو۔

اگر ہم حکومت کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور یہ امر مسلّم ہے کیونکہ بعض
شخصوں نے یہ رتبہ حاصل کیا ہے۔اور جو بات کہ ایک شخص نے کر دکھائی ہے
تو کبھی نہ کبھی سب لوگ اس بات کو کر سکینگے۔اس لئے یہ ضرور نہیں کہ

ہم کسی مادّی شے کے بس میں ہوں۔ جس قدر ہم اپنی اندرونی طاقتوں کو سمجھینگے اُسی قدر ہم تحکّم اَور تسلط کر سکینگے۔ اور جس قدر ہم اپنی اندرونی طاقتوں کو سمجھنے میں قاصر رہینگے اُسی قدر ہم غلام بنینگے اور دوسروں کے زیر حکم ہونگے۔ جو کچھ ہمارے اندر ہے وہ سب اپنا بنایا ہوًا ہے اَور جو شے ہمارے پاس آتی ہے وہ ہماری بُلائی ہوئی آتی ہے اور یہ سب کام روحانی قانون کے بموجب ہوتا ہے کیونکہ تمام قدرتی قانون روحانی قانون ہے ٭

تمام انسانی زندگی علت و معلول کے سلسلے میں مسلسل ہے اِس زندگی میں کیا بلکہ تمام کائنات میں کوئی ایسی شے نہیں ہے جسے اتفاق کہتے ہیں یعنی کوئی بات اتفاق سے ظہور میں نہیں آتی بلکہ اُس کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔ پس جو کچھ ہماری زندگی میں وقوع میں آتا ہے کیا ہم اُس پر قناعت نہیں کرتے؟ اصل میں یہ بات کرنی چاہئے کہ ہمیں اپنا وقت تقدیر کو بُرا کہنے یا اُس پر الزام لگانے میں صرف نہیں کرنا چاہئے۔ یہ تقدیر ایک صرف ایک خیالی ہے اور ہماری ہی من گھڑت شے ہے۔ بلکہ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے اندر غور کریں اور جو اسباب وہاں پر کام کر رہے ہیں اُن کو تبدیل کریں تاکہ اَور طرح کی چیزیں میسّر ہوں کیونکہ جس قسم کی چیزیں ہم چاہینگے بعینہ ویسی ہی ہمیں مہیّا ہونگی۔ یہ بات صرف مادی جسم کی حالت میں ہی صحیح نہیں ہے بلکہ یہ بات زندگی کی تمام صورتوں اَور شرائط پر عائد ہو سکتی ہے۔ جو کچھ ہم دل سے چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے اور اگر ہم دانستہ یا نادانستہ طور پر جس شے کو نہیں چاہتے وہ شے نہ آسکتی ہے اور نہ آئیگی۔ اس میں شک نہیں کہ بعض شخص شروع میں اس امر پر یقین نہیں کرینگے اور نہ اس کو بخوبی سمجھینگے لیکن جس قدر کوئی شخص سچے اور صاف دل سے اس امر پر غور کرے۔ اَور پھر خیال کی طاقتوں کے پوشیدہ لیکن تیز اور مطلق العنان عملوں کا مطالعہ کرے اَور جبکہ وہ اپنے اندر اور اپنے اردگرد اُن کے نتائج کے سلسلہ کا پتا لگائیگا تو یہ امر اُس پر بخوبی روشن ہو جائیگا اور اسے آسانی سے سمجھ سکیگا ٭

علاوہ بریں جو کچھ کسی شخص کو ملتا ہے یا جو واقعہ اُس کو پیش آتا ہے اَور اس سے جو اثر اس شخص پر ہوتا ہے یہ اثر بالکل اس امر پر موقوف ہے کہ وہ اس واقعہ یا شے کی نسبت کیا خیال کرتا ہے۔ کیا فلاں واقعہ یا حالت سے تمہیں تکلیف پہنچتی ہے؟ بہت خوب۔ اُس سے تمہیں تکلیف پہنچتی

ہے اور وہ تمہارے امن و امان میں خلل انداز ہوتا ہے یا رنگ میں بھنگ ڈالتا ہے اس لئے کہ تم اُسے خود اپنی تکلیف رہی کا باعث سمجھتے ہو۔ تم اس لئے پیدا ہوئے ہو کہ اپنی خاص قلمرو پر مطلق العنان یا پورا پورا اختیار رکھو لیکن اگر تم خود ہی اپنی مرضی سے یہ اختیار یا حکومت۔ گو تھوڑے عرصہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔ کسی دوسرے شخص کو یا کسی اور شئے کو سونپ دوگے تو پھر بلا شک تم اُس کے غلام بن جاؤگے اور بالکل اُسی کے قابو میں رہوگے۔

اگر تم چاہتے ہو کہ گزرنے والے واقعات تم پر کسی طرح خلل انداز نہ ہوں اور تم کو اپنی جگہ سے نہ ہلائیں تو یہ ضروری ہے کہ تم پہلے اپنا مرکز دریافت کرو۔ پھر تمہیں چاہیئے کہ اپنے اس مرکز پر مستقل طور سے جمے بیٹھے رہو اور اس مرکز سے کل دنیا پر حکومت کرو۔ جو شخص خود واقعات کو بس میں نہیں کرتا اُس کے لئے برعکس معاملہ ہو جاتا ہے یعنے وہ شخص خود واقعات کے بس میں ہو جاتا ہے۔ اپنا مرکز معلوم کرو اور اُس میں مستحکم ہو کر بیٹھ جاؤ۔ کسی دوسرے شخص یا شئے کو اُس میں داخل نہ ہونے دو۔ جس قدر تم ایسا کروگے تم اپنی نسبت یہ معلوم کروگے کہ ہم اس مرکز میں روز بروز زیادہ مستحکم ہوتے جاتے ہیں اب سوال یہ ہے کہ یہ ایک شخص اپنا مرکز کس طرح معلوم کر سکتا ہے یہ مرکز اس امر کو بخوبی سمجھنے اور حاصل کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مجھ میں اور لا انتہا ذات باری میں کچھ بھید نہیں ہے۔ دونو ایک ہیں۔ اور ہمیشہ اور ہر حالت میں اس بات پر عمل کرتا رہے۔

لیکن اگر تم اپنے ہی مرکز سے حکومت نہ کرو اور اگر تم فلاں شخص یا شئے کو یہ سمجھ لو کہ اس سے تمہیں تکلیف بُرائی یا نقصان پہنچتا ہے یعنے اس میں تمہیں نقصان وغیرہ پہنچانیکی طاقت ہے تو پھر جو کچھ اُس شخص یا شئے سے ظہور میں آئے اُسے بھگتو۔ مثل مشہور ہے "خود کردہ را چہ علاج"! لیکن پھر تم تمام چیزوں کو بُرا نہ کہو اور اُن پر الزام نہ لگاؤ کہ اُن میں نیکی اور رحمت کا سلسلہ نہیں ہے۔ در اصل ہر ایک شئے اور واقعہ میں خداوند تعالےٰ کی طرف سے ابدی نیکی اور رحمت کا سلسلہ عطا کیا ہؤا ہے اور سب کچھ انسان کے فائدہ کے لئے ہے۔ اس کے برعکس خیال کرنا انسان کی بھول ہے اور اُس کی سمجھ کا پھیر ہے۔

اگر تمہاری روح کی کھڑکیاں میلی ہیں اور اُن پر میل جما ہؤا ہے تو ان

کھڑکیوں میں سے دنیا تمہیں میلی اَور بے ترتیب نظر آئیگی۔ مگر اپنی شکایتیں بند کرو اور اپنی حالت پر حسرت اور افسوس کرنا چھوڑ دو۔ کیونکہ ان باتوں سے تو صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمہاری کھڑکیوں کے آئینے صفائی چاہتے ہیں۔ لیکن یہ جان لو کہ جو تمہارا دوست اپنی کھڑکیوں کو صاف رکھتا ہے اس غرض سے کہ ابدی سورج کی شعاعیں اندر کی سب چیزوں کو منوّر کر دیں اَور باہر کی تمام چیزوں کو صاف صاف دکھا دیں۔ وہ دوست تم سے مختلف دنیا میں زندگی بسر کرتا ہے ؛

بس جاؤ اور اپنی کھڑکیوں کے آئینوں کو دھو ڈالو اَور کسی اَور دنیا کی خواہش کرنیکی بجائے تم اِسی دنیا میں عجیب عجیب خوشنما چیزیں دیکھوگے۔ اَور اگر تمہیں اس دنیا میں ہر طرف اعلےٰ درجہ کی خوشنما اَور خوبصورت چیزیں نہ ملیں تو اغلب ہے کہ ایسی چیزیں اَور کسی جگہ بھی تم کو نہیں ملینگی ؛

"چشم بینا کے لئے کانٹے دار جھاڑی کے ہر پتے پر جو اُس کا قطرہ ہے ایک دُرِّ شہوار ہے اَور شیکسپیئر جیسے صاحب بصیرت کے لئے ہر گلی کوچہ سانگ تماشوں سے بھرا ہؤا ہے" ؛ شعر

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا   موسےٰ نہیں کہ سیر کروں کوہ طور کا

در دیوار ہرین بیٹھے بت دیکھوں تب تو وہ   کانگر یا ٹھکر ٹھیکری بیٹھے آر سی موہ

شیکسپیئر انگریزی زبان میں ایک بڑا شاعر اور ناٹک نویس ہؤا ہے۔ اور اگر اسے ملک الشعرا کہیں تو بھی بجا ہے۔ اُس نے ایک جگہ یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ "اے پیارے دوست ہم جو پستی کی حالت میں ہیں یہ ہماری قسمت کا قصور نہیں ہے بلکہ ہمارا ہی قصور ہے۔" اور شیکسپیئر نے اپنی زندگی میں جو نہایت عُمدہ تصنیف کی ہے وہ اس امر کی کافی شہادت ہے کہ جن باتوں پر ہم غور کر رہے ہیں وہ اُن کی اصلیّت کو بخوبی سمجھتا تھا۔ علاوہ بریں جس بارہ میں ہم غور کر رہے ہیں اُس کی تائید میں اُس نے ایک بڑا مسئلہ بیان کیا ہے۔ وہ یہ ہے "ہمارے شک و شبہ ہی ہمیں ڈبونے والے آستین کے سانپ ہیں اور جس منفعت کا حاصل کرنا ہماری قدرت میں ہے اُس کے لئے کوشش کرنے سے ہم کو ڈرا دیتے ہیں" ؛

غالباً دنیا میں ہمارے لئے بُری صورتیں پیدا کرنیوالی شئے خوف سے زیادہ کوئی نہیں ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم کسی چیز سے نہ ڈریں۔ اور جب ہم اپنے آپ کو بخوبی جان لینگے تو ہم کسی چیز سے نہ ڈرینگے۔ اُردو زبان میں ایک مثل مشہور ہے "ڈرا سو مرا"۔ اور ایک فرانسیسی کہتا ہے "تم نے بعض رنجوں

کا تو وقبیہ کر دیا ہے اور سخت سے سخت رنج جو تمہیں پیش آئے اُن سے بچکر تم ابھی تک زندہ ہو۔ لیکن تم نے نہ آنے والی مصیبتوں سے یعنی صرف ڈر کے مارے کہ وہ مصیبتیں آئینگی اور اصل میں آئیں نہیں۔ کس قدر سخت تکلیفیں سہیں"+

خوف اور بے اعتقادی دونو ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ خوف بے اعتقادی سے پیدا ہوتا ہے اور بے اعتقادی خوف سے۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص کس قدر خوف کھانے یا ڈرنے کا عادی ہے۔ تو میں یہ بتا سکتا ہوں کہ وہ شخص کس قدر بے اعتقاد ہے۔ پریشانی یا تردد کی طرح خوف بھی ایک ایسا مہمان ہے جس کی خاطر تواضع میں بہت کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ یہ دونو یعنی پریشانی اور خوف اتنے گراں ہیں اور ان کی خاطر تواضع میں اسقدر صرف کثیر ہوتا ہے کہ کوئی شخص ان کی مہمان نوازی کا مقدور نہیں رکھتا جس شے سے ہم ڈرتے ہیں اُسی کو ہم منگاتے ہیں جس طرح کہ نفس کی مختلف حالت سے ہم مرغوب یا پسندیدہ تاثیرات یا حالتوں کو طلب کرتے ہیں۔ اور کشش کرتے ہیں۔ جس نفس پر خوف طاری ہے وہ جن چیزوں سے ڈرتا ہے اُنہیں کو اپنے اندر آنے دیتا ہے اور جن حالتوں سے خوف کھاتا ہے۔ وہی اُس پر طاری ہو جاتی ہیں+

ایک دن طاعون کی بیماری ایک مشرقی جاتری کو راستہ میں ملی۔ جاتری نے اُس سے پوچھا۔ "تم کہاں جا رہی ہو؟" اُس نے جواب دیا "میں پانچ ہزار لوگوں کی جان ہلاک کرنے کے لئے بغداد کی طرف جا رہی ہوں"۔ چند دنوں بعد جب طاعون واپس آ رہی تھی وہی جاتری اُس سے پھر ملا۔ جاتری نے کہا "تم نے تو مجھ سے یہ کہا تھا کہ میں بغداد میں پانچ ہزار لوگوں کو مار ڈالنے کے لئے جا رہی ہوں۔ اب تو تم نے پانچ کی جگہ پچاس ہزار مار ڈالے"۔ طاعون نے کہا "پچاس ہزار نہیں۔ میں نے تو صرف پانچ ہزار کو ہلاک کیا ہے جیسا کہ میں نے تم سے کہا تھا۔ باقی سب لوگ اپنے ڈر سے مرے ہیں +

خوف کے مارے بدن کے سب رگ پٹھے مارے جلتے ہیں۔ خوف کے باعث خون چلنا چلتا بند ہو جاتا ہے۔ نیز تمام زندگی کی طاقتیں باقاعدہ اور صحیح حرکت کرنے سے رہ جاتی ہیں۔ خوف سے جسم سخت اور بے حس و حرکت ہو جاتا ہے +

جن چیزوں سے ہم ڈرتے ہیں وہی ہماری طرف کھنچ آتی ہیں۔ بلکہ جن

لوگوں کی نسبت ہمارا یہ خیال ہے کہ یہ لوگ فلاں حالتوں سے ڈرتے ہیں اُن لوگوں کو بھی ہم انہی حالتوں میں گرفتار کرا دیتے ہیں۔اور جس قدر ہمارا اپنا خیال مضبوط ہوگا اور جس قدر اُن لوگوں پر ہمارے خیال کا اثر ہوگا۔ اُسی قدر ہم اَور یہ لوگ ان حالتوں کو اپنی طرف کشش کرینگے اور یہ کشش برابر جاری رہیگی گو ہم اَور دوسرے لوگ اس کے عمل سے واقف بھی نہ ہوں +

عموماً بچوں پر خاصکر جب وہ بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔بڑے لوگوں کی نسبت اِرد گِرد کی باتوں کا بہت کچھ اثر ہوتا ہے۔بعض تو عکسی تصویر کی تختی کی مانند تاثیر پذیر اور سریع الحس ہوتے ہیں۔ان پر اُس پاس کی چیزوں کا نقش بہت جلد پڑتا ہے اَور جُوں جُوں وہ زیادہ عمر کے ہوتے ہیں یہ نقش زیادہ گہرا ہوتا چلا جاتا ہے۔پس جن شخصوں کی نگرانی میں یہ بچے ہیں اُن شخصوں کو اپنی ذہنی حالتوں کے ٹھیک کرنے میں ہوشیار رہنا چاہئے۔ اور خاصکر والدہ کو حمل کی حالت میں بہت ہوشیار رہنا چاہیئے جبکہ بچہؔ اُس کے پیٹ میں ہوتا ہے۔کیونکہ اس وقت ہر ایک خیال اَور ہر ایک ذہنی حالت نا زائیدہ بچےؔ کی زندگی پر بہت کچھ صریح اثر رکھتی ہے۔والدین کو احتیاط رکھنی چاہیئے کہ وہ بچےؔ میں خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑی عمر کا ہو ناجائز خوف نہ پیدا کریں۔ والدین اکثر یا تو فکر کے مارے ایسا کرتے ہیں یا بعض اوقات حد سے زیادہ احتیاط کے تقاضے سے۔لیکن احتیاط کی زیادتی ایسی بُری ہے جیسی احتیاط کی کمی +

مجھے کئی ایسی مثالیں معلوم ہیں کہ بچےؔ کو اس قدر متواتر ڈرایا گیا۔ اس خیال سے کہ فلاں حالت اُس پر غلبہ نہ پائے۔کہ جن باتوں کا ڈر تھا وہی اُس میں آگئیں اَور اگر اس بچےؔ کو اس قدر نہ ڈرایا جاتا تو غالباً وہ باتیں اُس پر غلبہ نہ پاتیں۔بسا اوقات تو خوف کی کوئی کافی وجہ نہیں ہوتی اَور جس حالت میں کوئی وجہ ہے تو اس صورت میں یہ بہتر ہوگا کہ اس کے برعکس حالت خیال کیجائے تاکہ جو قوت اپنا کام یا اثر کر رہی ہے وہ زائل ہوکر اُس کا اثر جاتا رہے اَور پھر بچےؔ کو عقلمندی اور طاقت کا خیال دلایا جائے تاکہ بچہؔ اُس حالت کا مقابلہ کر سکے اَور اس پر غالب آجائے نہ کہ اُس سے مغلوب ہو جائے +

ایک ہی دو روز کی بات ہے کہ ایک دوست مجھے اس بارہ میں اپنی زندگی

کے تجربہ کا حال بتا رہا تھا۔ایسے وقت میں جبکہ وہ ایک خاص عادت کا بہت سخت مقابلہ کر رہا تھا۔اُس کی ماں اَور وہ نوجوان عورت جس سے اُس کی شادی ہونیوالی تھی لیکن اس شادی کے لئے ایک خاص میعاد معین تھی اور یہ شرط تھی کہ اس عرصہ میں وہ شخص اپنی عادت پر غالب آ جائے۔ان دونو نے اُس کو اس قدر ڈرایا کہ وہ اُن کے خوف دلانیوالے خیالات کے بس میں ہو گیا اور پست حوصلہ اور کم ہمت ہو کر اپنی عادت پر غالب نہ آسکا وہ ہمیشہ اُن کے ڈرانے والے خیالات کو ہی سوچتا رہتا تھا۔ وہ برابر شک وشبہ میں پڑا ہوا تھا۔ وہ اپنی ماں اَور اس نوجوان عورت کے سوالات کا جواب کافی طور پر نہ دے سکتا تھا۔اس لئے اُنہوں نے اُس کے دل میں جو شبہ اَور خوف پیدا کر دیا تھا اس سے اُس کی ہمت ٹوٹ گئی اور وہ کچھ بھی کوشش نہ کر سکا اس لئے اس کی ماں اَور اُس نوجوان عورت نے اُس شخص میں جُرات اَور تقویت پیدا کرنے کی بجائے اُسے اور بھی پست ہمّت کر دیا اَور اُس کے دل میں یہ بٹھا دیا کہ اُس کا کوشش کرنا بالکل عبث ہے +

دیکھو یہاں پر دو شخص تھے جو اُس سے بہت محبّت کرتے تھے اَور جو اُسے اپنی عادت پر غالب آنے کے لئے سب کچھ کر سکتے تھے۔ لیکن چونکہ یہ دونو عورتیں خیال کی قوتوں کی چپکے چپکے اثر کرنے والی اور غالب آنے والی طاقت سے ناواقف تھیں اس لئے اُس کو حوصلہ دینے اَور اُس کی ہمت بڑھانے کی بجائے انہوں نے اُسے نہتا کر کے بالکل پست ہمّت کر دیا اَور کچھ تو وہ خود پست ہمّت تھا انہوں نے اُسے ڈرا کر اَور بھی اُس کا دل توڑ دیا۔اس وجہ سے اُس کے لئے یہ لڑائی نہایت مشکل ہو گئی +

خوف پریشانی اَور اسی قسم کی تمام ذہنی حالتوں میں مصروف رہنے سے۔ کوئی شخص ہو خواہ مرد خواہ عورت خواہ بچہ۔ ہر ایک کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ خوف سے خون جسم میں اچھّی طرح حرکت نہیں کرتا اور صحت میں فرق آجاتا ہے پریشانی سے جسم کو اندر ہی اندر گھن لگ جاتا ہے اور اُسے کمزور کر کر آخرش اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہے۔اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ نقصان ہی نقصان ہے۔اگر کسی نقصان کا مدت تک رنج کیا جائے تو بھی یہی حالت ہو گی۔ہر ایک ذہنی حالت اپنے ساتھ خاص خاص مرض لاتی ہے۔ مثلاً حصول دولت کی بے حد آرزو کرنا۔کوتاہ دست اور بخیل ہونا۔روپیہ اکٹھا

کرنے کی تمنّا رکھنا۔ ہر ایک سے اسی قسم کے نتائج پیدا ہونگے۔ غصّہ۔ حسد۔ کینہ۔ متواتر عیب جوئی کی عادت۔ شہوت۔ ہر ایک سے ایسے ایسے خاص خاص نتائج پیدا ہوتے ہیں جن سے جسم اندر ہی اندر گھلتا جاتا ہے کمزور ہوتا جاتا ہے۔ اور آخرش پاش پاش ہو جاتا ہے۔

ہم معلوم کرینگے۔ کہ راست روی یا نیکو کاری یعنی اعلےٰ تر قوانین کے موافق زندگی بسر کرنے سے نہ صرف خوشی اور بہبودی ملتی ہے بلکہ جسمانی صحت بھی حاصل ہوتی ہے۔ عبرانی قوم کے ایک مشہور پیغمبر نے زندگی کی نسبت یہ بیان کیا ہے۔ جس بیان کو ہم زندگی کے لئے اکسیر کہیں تو بجا ہے "جیسے کہ راست روی یا نیکو کاری زندگی بخشتی ہے اسی طرح کجروی یا بد کرداری موت لاتی ہے"۔ "برعکس اس کے راست روی یا نیکو کاری کے طریق میں سلامتی ہے اور اس کے راستہ میں موت نہیں ہے"۔ ایک زمانہ ایسا آئیگا جبکہ یہ معلوم ہوگا۔ کہ اس کا مطلب اُس سے بڑھکر ہے جو اکثر لوگ اب تک قیاس کرنے کی جرأت کرتے ہیں "یہ کہنا انسان کے اپنے اختیار میں ہے کہ میری روح ایک خوشنما عالیشان محل میں رہیگی یا میرے بنائے ہوئے جھونپڑے میں رہیگی جو آخر کار تباہ اور برباد ہو جائیگا"۔

بے شمار لوگوں کے جسم جو ادھوری اور غیر موزون زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان تاثیرات کے باعث اپنے وقت سے پہلے ہر سال کمزور ہوتے جاتے ہیں اور فنا ہو جاتے ہیں۔ افسوس ان بیچارے مکانوں یعنے جسموں پر! اصل میں منشا یہ تھا کہ یہ مکان نہایت خوشنما متدر ہوں لیکن جاہل بے پروا اور دھوکے میں آئے ہوئے مکینوں کے سبب یہ مکان ویران ہو گئے۔ افسوس ہے اِن مکانوں پر!

جو شخص غور سے مشاہدہ کرنے والا ہے اور جس نے خیال کی قوتوں کی طاقت کا بغور مطالعہ کیا ہے وہ شخص آواز حرکات اور خط وخال کے ذریعہ وہ نتائج معلوم کرلیگا جو اُس کے ذہن کی موجودہ صورتوں اور حالتوں سے ظہور میں آئے ہیں اور اگر اس شخص سے ذہن کی موجودہ حالتیں اور صورتیں بیان کی جائیں تو وہ آواز حرکات اور خط وخال کا چربہ کھینچدیگا اور نیز عام طور پر وہ خاص جسمانی تکلیفیں بھی بیان کردیگا جن میں وہ مریض مبتلا ہے۔

ہم نے ایک مستند شخص سے سُنا ہے کہ مختلف جانوروں کے جسموں کے پختہ ہونے میں جو وقت لگتا ہے اور جتنے عرصہ تک وہ جیتے ہیں اس کے مقابلہ میں اگر انسان کے جسم۔ اُس کی ساخت اور اُس کے سن بلوغ پر پہنچنے کے عرصہ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آج کل جو انسان کی عمر ہے اس کی نسبت انسان کی

قدرتی عمر تقریباً ایک سَو بیس سال کی ہونی چاہیئے۔ لیکن بہت سے شخص جو ہمارے اردگرد موجود ہیں اُن پر غور کرو کہ اُن کے جسم جلد ہی بوڑھے اور کمزور ہوتے جاتے ہیں اور شکستہ ہو جاتے ہیں یہانتک کہ وہ اپنی عمر کے وسط پر بھی نہیں پہنچنے پاتے اور مر جاتے ہیں۔

پس چونکہ زندگی کی اصلی معیاد اس طرح سے کم ہو گئی ہے اس لیئے سب لوگوں کو یہ یقین ہو گیا ہے کہ عمر طبعی اتنی ہی تھوڑی ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے لوگ جب ایک خاص عمر تک پہنچ جاتے ہیں تو یہ دیکھکر کہ لوگوں پر اس عمر میں بڑھاپا چھا جاتا ہے اور وہ ٹوٹے ہو جاتے ہیں وہ اس بات کو بالکل سچ سمجھ لیتے ہیں اور یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ ہماری بھی ضرور یہی حالت ہوگی جیسے اوروں کی ہوا کرتی ہے اور اس خیال سے وقت سے پہلے اپنے پر تباہی اور بربادی لاتے ہیں۔ در اصل جسم کے بنانے اور از سر نو تعمیر کرنے میں انسان کے ذہن یا نفس کا بڑا زبردست اور طاقتور اثر ہوتا ہے۔ جس قدر ہم ان تاثیرات کو زیادہ اچھی طرح سمجھینگے اسی قدر لوگ اس بات کے عادی ہو جائینگے کہ وہ خوشی سے توقع رکھیں گے کہ ہم ایک سَو بیس کے قریب پہنچینگے۔

اس وقت مجھے ایک مہربان بی بی یاد آتی ہے جس کی عمر اسی برس کے قریب ہے۔ اکثر لوگ تو اسے بوڑھی عورت کہینگے خصوصاً وہ لوگ جو عمر کو برسوں کی تعداد سے شمار کرتے ہیں۔ لیکن اس عورت کو بڑھیا کہنا ایسا ہی ہے۔ جیسے کہ سیاہ کو سفید کہدینا۔ یہ عورت پچیس[25] برس کی لڑکی سے زیادہ بڑھیا نہیں معلوم ہوتی بلکہ بہت سی پچیس برس کی عمر والیوں سے بھی جوان معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ یہ عورت تمام لوگوں اور تمام چیزوں میں نیکی یا بھلائی کی تلاش میں ہے۔ اس لیئے اس نے ہر جگہ نیکی ہی نیکی دیکھی ہے اس کے مزاج اور کلام کی عمدگی جیسی اب ہے اور جس سے اُس نے تمام لوگوں کے دلوں کو گرویدہ خاطر کر لیا ہے ایسا ہی مزاج اور کلام اُس کا عمر بھر رہا ہے۔ ان تمام برسوں میں اُس نے سینکڑوں ہزاروں لوگوں میں بشاشت ہمت اُمید اور تقویت پیدا کر دی ہے۔ اور یقین ہے کہ ابھی اور بہت سے برسوں تک ایسا ہی کرتی رہیگی۔

اُس کے خیال میں کسی قسم کے خوف پریشانی نفرت حسد بغض رنج والم

کمینہ پن اور طمع نے راہ نہیں پایا ہے۔اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ چونکہ اس کا نفس ان بیقاعدہ اور بیہودہ حالتوں سے بری ہے اس لئے اُس کے جسم میں وہ بیماریاں بھی نمودار نہیں ہوئیں جو اکثر لوگوں میں ہوا کرتی ہیں۔یہ لوگ اپنی جہالت اور ناواقفیت سے یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ بیماریاں قدرتی ہیں اور سب کو ہؤا کرتی ہیں اور اُن کا خیال ہے کہ یہ سب کچھ دائمی انتظام کائنات کے بموجب ہوتا رہتا ہے۔اور اسی وجہ سے بیماریوں اور مرضوں میں مبتلا ہونا ہر ایک کے لئے لازمی ہے۔اس عورت نے اپنی زندگی میں مختلف طرح کے واقعات اور تجربے دیکھے ہیں گویا یہ بڑی جہاندیدہ عورت ہے یہانتک کہ یہ تمام چیزیں اُس کے خیال میں اور اسی لئے اُس کی زندگی میں داخل ہو جاتیں۔ اگر وہ جہالت سے انہیں اپنے اندر داخل ہونے دیتی برعکس اس کے اس نے عقلمندی سے یہ بات معلوم کرلی ہے کہ بہرحال ایک سلطنت پر تو وہ پوری پوری قابض اور حاکم ہے اور یہ سلطنت اُس کے نفس یا ذہن کی سلطنت ہے۔اور جیسا اُس کا حکم ہوتا ہے اُس کے مطابق بعض چیزیں اس سلطنت میں داخل ہونے پاتی ہیں اور بعض بالکل داخل نہیں ہونے پاتیں۔علاوہ ازیں اُسے یہ بھی معلوم ہے کہ اس بات کا تصفیہ کرنے سے یعنی اپنے ذہن میں کس قسم کے خیالات آنے دے اور کس قسم کے نہیں۔وہ اپنی زندگی کی تمام حالتوں کا تصفیہ کر رہی ہے۔جب ہم اُس عورت کو ادھر اُدھر چلتے ہوئے دیکھتے ہیں اُس کی بشاش طبیعت اور اس کے جوانوں کے سے قدموں پر نظر ڈالتے ہیں اور اُس کے خوشی سے بھرے ہوئے قہقہوں کو سنتے ہیں تو حقیقت میں بڑی خوشی جوش اور سرور حاصل ہوتا ہے۔درحقیقت یہ بات شیکسپئیر کو بھی معلوم تھی۔اُس کا بیان ہے "نفس یا ذہن ہی کے باعث جسم مالا مال ہوتا ہے"+

حال کا ذکر ہے کہ جب وہ سڑک پر ٹہل رہی تھی میں اُسے مندرجہ ذیل کام کرتے ہوئے دیکھکر بہت خوش ہؤا۔سڑک کے کنارے جو بچے کھیل رہے تھے اُن سے باتیں کرنے کے لئے اور کسی قدر اُن کے کھیلوں میں شریک ہونے کے لئے ذرا ٹھیر گئی۔پھر اپنا قدم کسی قدر بڑھایا اس غرض سے کہ دھوبن جو اُس کے کپڑے دھو کر صاف کر رہی تھی۔اور اُن کو ہلا جُلا کر سکھا رہی تھی اُس سے کچھ بات چیت کرے۔پھر ایک مزدور سے باتیں

کرنے کے لئے ٹھہر گئی جو اپنے کام پر سے اپنا کھانے کا برتن ہاتھ میں لئے ہوئے آرہا تھا۔ بعد میں ایک عورت جو گاڑی میں جارہی تھی اُس کے سلام کا جواب دینے لگی۔ اور اس طرح سے جو لوگ اُس کے پاس آتے تھے اُن سب میں اپنی خوشنما اور بشاش زندگی کی جھلک پیدا کر رہی تھی +

جب میں اُس کی حرکات کو غور سے دیکھ رہا تھا خوش قسمتی سے ایک بڑھیا عورت اُس کے پاس سے گزری۔ یہ عورت در اصل بوڑھی تھی گو اُس کی نسبت عمر میں دس پندرہ برس چھوٹی ہوگی۔ تاہم اس کی پیٹھ جھک گئی تھی اور اس کے جوڑوں اور پٹھوں میں بھی حرکت کی قابلیت بہت کم ہو گئی تھی۔ وہ چپ چاپ تھی اور اُس کے چہرہ پر اُداسی چھائی ہوئی تھی۔ علاوہ برین سر پر کالی ٹوپی پہنے ہوئے تھی اور چہرہ پر ایک بڑا بھاری نقاب اور بھی زیادہ سیاہ رنگ کا پڑا ہؤا تھا جس سے اُس کی صورت اَور بھی زیادہ ماتمی دکھائی دیتی تھی۔ اُس کی کل پوشاک اسی قسم کی تھی۔ اس نیم وحشیانہ لباس اور اُس کی صورت اَور چہرے سے دو باتوں کا اظہار ہوتا تھا۔ اوّل اُس کے ذاتی غم اَور تفکرات جن کو وہ اس طرز سے برابر یاد رکھتی تھی۔ دوم چیزوں کی بدی نیکی اَور لا انتہا ذات باری کی محبت یعنی عشق الٰہی اور اس کی لازوال نیکی میں ایمان نہ لانا اور یقین نہ کرنا +

چونکہ یہ بڑھیا عورت اپنے ہی مرض غم اَور تفکرات میں مبتلا تھی اُسے کسی قسم کی خوشی اُمید ہمّت اور کوئی عمدہ اور قیمتی شے نہ خود میسّر تھی اور نہ وہ انہیں اَور لوگوں کو دے سکتی تھی جو اُس کے پاس سے گزرتے تھے یا جن سے وہ ملتی جلتی تھی۔ بلکہ اس کے برعکس وہ تمام لوگوں کے دلوں میں وہ ذہنی حالتیں سجھاتی اور پیدا کرتی تھی جو ہماری عام زندگی میں اکثر پائی جاتی ہیں اور بہت سے لوگوں میں اِن حالتوں کو دو بالا کر دیتی تھی۔ اور جب یہ عورت ہماری مشفقہ کے پاس سے ہو کر گزری تو اُس کے سر کے ذرا جُھک جانے سے اور اُس کے چہرے کے اظہار سے مندرجہ ذیل خیال مفہوم ہوتا تھا۔ گویا وہ ہماری مشفقہ سے یہ کہتی ہوئی معلوم ہوتی تھی کہ "تمہاری پوشاک اور تمہارا رویہ تمہاری عمر کے مطابق نہیں معلوم ہوتا" الحمد للہ کہ ہماری مشفقہ کا لباس اور چلن ایسا نہیں ہے۔ اور ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ ہمیں اسی عمدہ نمونہ کے بے شمار شخص اس دنیا میں نصیب کرے۔ اور خدا کرے یہ لوگ ہزار برس جیئیں۔ بنی نوع انسان

کے لئے مبارک ہوں اور اپنے بے شمار ہمسائیوں کو اپنی عمدہ زندگیوں کی تاثیر بخشیں +

اگر تم ہمیشہ نوجوان رہنا چاہتے ہو اور بڑے ہوکر بھی خوش مزاجی اور بشاشت قائم رکھنا چاہتے ہو تو تمہیں صرف ایک امر کی احتیاط رکھنی چاہیئے۔ یعنے یہ کہ تم اپنی خیالی دنیا میں کس طرح زندگی بسر کرتے ہو۔ اس سے سب باتوں کا تصفیہ ہو جائیگا۔ بدھ جی مہاراج کا جنہیں الہام ربّانی ہو گیا تھا۔ قول ہے "روح ہی سب کچھ ہے۔ جو کچھ تم سوچتے ہو تم ویسے ہی ہو جاتے ہو" رسکن جو انگلستان میں ایک بڑا مشہور مصنف ہو گزرا ہے اس کا بھی یہی خیال تھا۔ جیسا کہ اُس کے مندرجہ ذیل قول سے ثابت ہے "اپنے لئے خوشنما اور پسندیدہ خیالوں کے آشیانے بناؤ۔ ہم میں سے کسی کو یہ بات اب تک معلوم نہیں ہے کہ ہم عمدہ خیال کی بدولت کیسے کیسے خوبصورت اور عمدہ محل بناکر کھڑے کر سکتے ہیں۔ جن میں کوئی مصیبت اور نحوست نہیں آسکتی اور نہ جانے کا باعث یہ ہے کہ ہمیں ابتدائے عمر میں کسی نے اس قسم کی تعلیم نہیں دی" اگر تم اپنے بدن میں جوانی یا بچپن کیسی چالاکی طاقت اور خوشنمائی قائم رکھنا چاہتے ہو تو تمہیں چاہیئے کہ ان باتوں کو اپنے ذہن میں بھرو اور کوئی ناپاک خیال اپنے اندر نہ آنے دو اور پھر یہی باتیں تمہارے جسم میں بیرونی صورت میں نمایاں ہونگی۔ جس قدر اپنے خیال میں تم جوان بنے رہوگے اُسی قدر تمہارے جسم میں بھی جوانی بنی رہیگی۔ اور اس سے تم دیکھوگے کہ تمہارا جسم تمہارے نفس کو مدد دیگا کیونکہ جسم نفس کی اسی طرح مدد کرتا ہے جیساکہ نفس جسم کو بناتا ہے +

تم متواتر اپنے جسم میں ایسی حالتیں بناتے اور ظاہر کرتے رہتے ہو جو تمہارے اندرونی خیالات اور تاثیرات سے قرابت رکھتی ہیں۔ اس طرح تم اپنے اندر سے ہی عمارت نہیں بنا رہے بلکہ باہر سے بھی تم اسی قسم کی طاقتوں کو اپنے اندر کھینچتے رہتے ہو۔ جیسا تمہارا خاص خیال ہوتا ہے ویسا ہی یا اُسی قسم کا خیال باہر سے آجاتا ہے۔ مثلاً اگر تمہارا اندرونی خیال بشاشت۔ امید اور خوشی سے بھرا ہوا ہوگا تو تم میں اسی قسم کے اور خیالات آجائینگے۔ اور اگر تمہارا خیال رنج ڈر اور مایوسی سے بھرا ہوا ہے تو تمہیں اور ایسے ہی خیالات سوجھینگے +

اگر تمہارا خیال رنج ڈر اور مایوسی سے بھرا ہوا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے

کہ تم شاید نادانستہ طور سے رفتہ رفتہ اسی قسم کے اور خیالات سے تعلق بڑھاتے
رہے ہو۔ تمہیں اب پیچھے ہٹنے کی ضرورت ہے تاکہ تم اپنے میں بچپن کی ابتدائی حالت
پھر پیدا کرو اور بے فکری کے خیال دل میں لاؤ۔ "جو بہت سے بچے ملکر کھیلتے رہتے
ہیں انہیں کھیل کے خیالات آتے رہتے ہیں۔ اگر کسی بچے کو اکیلا چھوڑ
دیا جائے اور اور بچے اُس کے پاس نہ ہوں۔ تو یہ بچہ فوراً افسردہ خاطر ہوکر
چپ چاپ اور بے حس و حرکت ہو جائیگا۔ اور بالکل کھیلے کودے گا نہیں۔
گویا اس بچے کو اُس کے خیالات کی خاص رَو سے علیحدہ کردیا اور گویا اب
وہ اپنی اصلی حالت میں نہیں ہے۔

"تمہیں اب پھر اس قسم کے بچپن کے بشاش خیالات کی رَو کو اندر آنے
دینے کی ضرورت ہے۔ یہ رَو اب رفتہ رفتہ تم میں آنی بند ہو گئی ہے۔ تم اب
حد سے زیادہ سنجیدہ یا اُداس ہو گئے ہو یا یہ کہ زندگی کے بڑے بڑے کاروبار
میں مصروف ہو۔ تم اب بھی خوش طبعی اور بشاشت ظاہر کر سکتے ہو اور اس
کے لئے یہ ضرور نہیں کہ بچہ پن یا بیہودگی کرو۔ ہنسی خوشی کی حالت میں تم
اپنا کام اور بھی اچھی طرح کر سکتے ہو۔ اور اگر تم برابر سنجیدگی اُداسی اور
غور و فکر کی حالت رکھوگے تو اس سے تم نقصان اُٹھاؤگے۔ بہت سے لوگ
جو اس افسردہ حالت میں عرصہ دراز تک رہتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا
ہے کہ مسکرانا بھی اُن کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔

"اٹھارہ یا بیس برس کی عمر میں تم نے بچپن کی کھلنڈری اور خوش طبع
حالت سے نکلنا شروع کیا۔ تم نے زیادہ سنجیدگی اختیار کی۔ تم کسی کام میں
پڑگئے۔ اور اس کام کے تفکرات دقتوں اور ذمہ واریوں میں کم و بیش پھنس
گئے۔ تم ایسے کاروبار میں شریک ہوگئے جس میں تمہیں بہت کچھ دقت
یا تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے یا تم کسی ایسے کام میں مصروف ہوگئے جس کے
انجام دینے میں تمہیں کھیلنے کے لئے وقت نہیں ملا۔ بعد میں جب تم اپنے
سے بڑی عمر کے لوگوں میں مِلے جُلے تو تم میں اُن کے پُرانے خیالات بھر گئے۔
تم اُن کی طرح ایک خاص عملی طور پر سمجھنے لگے اور اُن کی غلط فہمیوں کو
تم نے بے چون و چرا سچ مان لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمہارے اندر فکر و
تفکرات سے بھرے ہوئے خیالات کی رَو آنے لگی۔ اور بے خبری میں تم اسی
رَو میں بہے چلے گئے یعنے اسی قسم کے خیالات میں محو ہو گئے۔ یہ خیالات

تمہارے خون اور گوشت میں رم گئے۔ تمہارے جسم کی ظاہری صورت اُن خیالات کی رَو سے مل کر بنی ہے جو تمہارے ذہن سے تمہارے جسم میں آتی رہتی ہے۔ اِسی حالت میں برسوں گزر گئے اور اب تم دیکھتے ہو کہ تمہاری بیرونی حرکات میں پہلے جیسی چستی و چالاکی نہیں رہی۔ تمہاری چال بھدی ہو گئی اور مشکل سے چل پھر سکتے ہو چنانچہ اب تم درخت پر ایسی آسانی سے نہیں چڑھ سکتے جیسے کہ چودہ پندرہ برس کی عمر میں چڑھ سکتے تھے تمہارے بیرونی افعال و حرکات میں تیزی اور پھرتی کا نہ رہنا تمہارے ذہنی خیالات کا نتیجہ ہے +

"اب بتدریج ہی تمہاری حالت بہتر ہو سکتی ہے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے ۔جبکہ عمدہ خیالات کی مضبوط رَو اپنے ذہن میں برابر آنے دو۔ قادر مطلق سے یہ التجا کرو کہ وہ تمہیں نیک راستہ دکھائے اور مضر اور ناپاک خیالات سے ہٹا کر تمہارے ذہن کو صحت بخش اور پاکیزہ خیالات کی طرف رجوع کرے +

"حیوانوں کی طرح ہماری نسل کے لوگوں کے جسم گزشتہ زمانہ میں کمزور اور بوسیدہ ہو گئے۔ روحانی علم کی ترقی سے اس بوسیدگی کا سبب معلوم ہو جائیگا۔ اور یہ بھی ثابت ہوگا کہ ہم ایک اعلےٰ قانون یا طاقت کے ذریعہ اپنی مادّی حالت کو درست کر سکتے ہیں اور ہمیشہ اپنے جسم کو از سر نو بنا کر اُس میں زیادہ طاقت پیدا کر سکتے ہیں۔ اور زمانہ گزشتہ کی طرح اس قانون یا طاقت کو بے سوچے سمجھے استعمال میں نہیں لاتے جس سے ہمارے جسم کمزور ہو جائیں اور آخرش فنا ہو جائیں" +

کامل اور وافر صحت کا ہونا زندگی کی اصلی اور طبعی حالت ہے۔ اِس کے بر عکس جو حالت ہے وہ غیر طبعی اور غیر معمولی ہے۔ اور یہ غیر طبعی اور غیر معمولی حالت عموماً گمراہی کے باعث وقوع میں آتی ہے۔ خداوند تعالےٰ نے مرض مصیبت اور بیماری ہرگز پیدا نہیں کی۔ یہ سب انسان کی اپنی بنائی ہوئی ہیں قوانین ہستی کے خلاف عمل کرنے سے ہی یہ باتیں ظہور میں آتی ہیں۔ ہم ان تکلیفوں کے دیکھنے کے اس قدر عادی ہو گئے ہیں کہ ہم رفتہ رفتہ اگر ان کو قدرتی نہ خیال کریں تو معمولی تو ضرور سمجھنے لگتے ہیں +

ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ طبیب جسم کا علاج کرنے کی بجائے ذہن یا نفس کو شفا بخشنے کی کوشش کیا کرینگے اور اُس سے صحت جسمانی عمل میں آئیگی۔ یا یہ کہو کہ اصلی طبیب ادیب ہوا کریگا۔ اُس کا کام یہ نہ ہوگا کہ بیماری

یا مرض آنے کے بعد لوگوں کو تندرست کرے بلکہ وہ اُن کو پہلے ہی سے ایسا اچھا رکھیگا کہ بیماری پیدا ہی نہ ہو۔ اس سے بھی آگے ایک وقت ایسا آئیگا کہ ہر ایک شخص خود ہی طبیب ہوگا اور اپنا علاج آپ کریگا۔ جس قدر ہم اپنی ہستی کے اعلےٰ قوانین کے مطابق زندگی بسر کرینگے اور جس قدر ہم ذہن اور روح کی طاقتوں سے زیادہ اچھی طرح واقفیت حاصل کرینگے اُسی قدر ہم جسم کی طرف کم توجہ دینگے۔ یعنے جسم کی معمولی احتیاط رکھنے میں تو کمی نہیں کرینگے لیکن اس کا خیال کم کرینگے۔

آج کل ہزاروں جسموں کی حالت بہتر ہو جائے اگر اُن کے مالک اُن جسموں کا زیادہ خیال کرنا یا ان پر زیادہ توجہ دینا چھوڑ دیں۔ قاعدہ ہے کہ جو لوگ اپنے جسموں کا بہت کم خیال کرتے ہیں اُن کی صحت بہت اچھی رہتی ہے۔ بہت سے لوگ اسی سبب سے ہمیشہ بیمار رہتے ہیں کہ وہ حد سے زیادہ اپنے جسموں کے فکر و تردد میں پڑے رہتے ہیں۔

جسم کو غذا ورزش تازہ ہوا اور دھوپ جس کی اُسے ضرورت ہے پہنچاتے رہو اور اُسے صاف رکھو اور پھر اس کا جہاں تک ہو سکے بہت کم خیال کرو۔ اپنے خیالات اور گفتگو میں جسم کی منفی حالت پر زور نہ دو۔ بیماری اور امراض کا ذکر نہ کرو۔ ان باتوں کا ذکر کرنے سے تم اپنے تئیں نقصان پہنچاتے ہو۔ اور اُن لوگوں کو بھی جو تمہاری بات بغور سُنتے ہیں۔ ایسی باتوں کا ذکر کرو جن کے سُننے سے لوگوں کی حالت بہتر ہو۔ اس طرح تم اُن میں صحت اور تقویت پیدا کروگے اور کمزوری اور بیماری کو دور کروگے۔

منفی حالت پر زور دینا ہمیشہ مضر ہوتا ہے۔ جسم کی نسبت بھی یہ مسئلہ ایسا ہی درست ہے جیسے اور سب چیزوں کی نسبت۔ ایک شخص جس نے کامل طبیب اور حکیم حاذق ہونے کے علاوہ انسان کی اندرونی قوتوں اور طاقتوں کا بغور مطالعہ اور مشاہدہ بھی کیا ہے اس کا مندرجہ ذیل کلام خاصکر قابل سند ہے "بیماری کا خیال کرنے سے ہمیں صحت نہیں حاصل ہو سکتی۔ جیسے کہ غیر مکمل حالت پر غور کرنے سے ہم حالت کمال کو نہیں پہنچ سکتے اور بے سُری آوازوں کے سننے سے سُر کا رس نہیں آ سکتا۔ ہمیں ہمیشہ صحت اور ثبات کا اعلےٰ ترین خیال اپنے ذہن میں قائم رکھنا چاہیے۔

"اپنی صحت کی بابت کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالو جو تم نہیں جانتے۔

اپنی بیماریوں پر زور نہ دو اور اُن کی علامات کا غور سے مطالعہ نہ کرو۔ اس بات
کا اپنے تئیں ہرگز یقین نہ دلاؤ کہ تم اپنے پر پورے پورے ضابط نہیں ہو
پکّے ہو کر یہ کہو کہ تم اپنی جسمانی بیماریوں پر غالب ہو اور اپنے تئیں کسی ادنےٰ
طاقت کا غلام نہ سمجھو...... میں بچوں کو شروع ہی سے یہ سکھانا چاہتا
ہوں کہ وہ عمدہ اور صحت بخش خیالات سوچنے کی عادت ڈالنے اعلےٰ درجہ کے خیالات
پیدا کرنے اور پاک وصاف زندگی بسر کرنے سے اپنے اور بیماری کے درمیان ایک
سدّ راہ بنا کر کھڑی کر لیں۔میں انہیں یہ تعلیم دینا چاہتا ہوں کہ وہ موت
کے تمام خیالات بیماری کی تمام صورتیں تمام مخالف تاثرات اور جذبے مثل نفرت
کینہ انتقام حسد اور لذّت نفسانی کے یکقلم اپنے اندر سے اس طرح خارج
کر دیں جس طرح کہ بُرائی کرنے کی تحریکیں کو اپنے دلوں سے نکالنا چاہتے ہیں۔
میں انہیں مندرجہ ذیل تلقین کرونگا۔خراب غذا خراب پانی اور خراب ہوا سے
خون بگڑ جاتا ہے خراب خون سے رگ و ریشے خراب ہو جاتے ہیں اور اسطرح گوشت
کے خراب ہونے سے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔عمدہ اور صحت بخش خیالات تندرست
جسم کے لئے اسی قدر ضروری ہیں جیسے پاک خیالات پاکیزگی کی زندگی کے لئے
ضروری ہیں۔مضبوط قوّت ارادت کے ترقی دینے میں کوشش کرنی چاہئے
اور ہر طرح سے زندگی کے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کمربستہ رہنا چاہئے
بیماروں کو چاہئے کہ اُمید اطمینان اور تسلی رکھیں۔ہمارے وہم اور خیالات
ہی ہماری ترقی کے سدّ راہ ہیں۔کوئی شخص اپنے بھروسے سے زیادہ کامیابی یا
صحت حاصل نہیں کر سکتا۔عموماً جو دُکھ ہمیں پیش آتے ہیں وہ ہماری اپنی
ہی پیدا کی ہوئی ہیں+

"اس کائنات میں ہم جنس چیزوں سے ہم جنس چیزیں پیدا ہوتی
ہیں۔نفرت سے نفرت۔بغض سے بغض۔کینہ سے کینہ۔حسد سے حسد اور انتقام سے
انتقام پیدا ہوتا ہے۔ہر ایک ناقص خیال سے اور ناقص خیالات پیدا ہوتے
ہیں۔اور یہی سلسلہ چلا جاتا ہے حتےٰ کہ اِنہی کی نالائق اور ناشائستہ پود سے
دنیا بھر جاتی ہے۔ہر صاحب اولاد اور ہر ایک سچّا طبیب زمانہ آئندہ میں جسم
میں دوائیاں بھرنے کی بجائے ذہن کو عمدہ اصولوں سے پُر کریگا۔زمانہ
مستقبل کی مائیں اپنے بچوں کو یہ سکھائینگی کہ غصّہ نفرت اور کینہ کے بخار
کو محبت کی دوا سے جو اس دنیا کی تمام بیماریوں کا علاج ہے رفع کرے۔

آئندہ زمانہ کا طبیب لوگوں کو اس امر کی تلقین دیگا کہ خوش طبعی بہی خواہی اور شریفانہ کام کرنے کی عادت پیدا کرو۔ صحت قائم رکھنے اور دل کو تقویت دینے کے لئے یہی مقوی دوائیاں ہیں۔ اور دل کا بشاش رکھنا دوائی کی مانند فائدہ بخش ہے"۔

تمہارے ذہن کی سلامتی اور مضبوطی کی طرح تمہارے جسم کی صحت بھی تمہارے تعلقات پر موقوف ہے۔ ہم نے معلوم کر لیا ہے کہ قدرتاً زندگی کی اس لا انتہا روح میں اور کل زندگی کے اس ماخذ میں کسی قسم کی کمزوری اور بیماری داخل نہیں ہو سکتی۔ پس تم اس لا انتہا زندگی سے اپنی پوری پوری یگانگت بخوبی معلوم کرو۔ اسے اپنے اندر آزادی اور افراط سے آنے دو۔ اور پھر تمہیں بلوری پوری اور تازہ جسمانی صحت اور طاقت حاصل ہوگی۔

نیکی ہمیشہ بدی پر غالب آ سکتی ہے۔ صحت بیماری کو پامال کر سکتی ہے کیونکہ انسان جیسا خیال کرتا ہے ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ پس ہوش میں آؤ اور پاک خیالات کو اپنے دلوں میں جگہ دو۔

اس کُل کا لب لباب اس ایک فقرے میں آ سکتا ہے "خدا خیر محض اور صحت کامل ہے اور ویسے ہی تم ہو" تمہیں اپنی اصلی ہستی سے واقفیت پیدا کرنی چاہیئے۔ جب تمہیں یہ علم حاصل ہو جائیگا تو تم معلوم کروگے کہ تمہیں اس بات کے تحقیق کرنیکی طاقت ہو جائیگی کہ کونسی صورتیں یا حالتیں تمہارے جسم میں بیرونی طور پر نمایاں ہوں۔ تمہیں لا انتہا روح سے اپنی یگانگت پہچاننی اور سمجھنی چاہیئے۔ پس خدا کی مرضی تمہاری مرضی ہے۔ تمہاری مرضی خدا کی مرضی ہے۔ اور "خدا کے نزدیک سب کچھ ممکن ہے"۔ جب ہم اس یگانگت کو سمجھ کر اس میں متواتر زندگی بسر کرنے سے علیحدگی کے خیال کو قطعی دُور کر دیں گے تو ہماری جسمانی بیماریاں اور کمزوریاں ہی نہیں جاتی رہینگی بلکہ ہر طرف سے تمام قسم کی قیود اور رُکاوٹیں بھی جاتی رہینگی۔

پس "پرمیشور" میں مگن ہو کر پرم آنند حاصل کرو اور وہ تمہارے سارے منورتھ سدّھ کریگا۔ پھر تمہارے اندر سے ہمیشہ یہ آواز آیا کریگی کہ میرے حصہ میں عمدہ قطعے آئے ہیں اور چڑیا بیش بہا نر کہ مجھے پہنچا ہے۔ اپنے دل سے یہ اعتقاد دور کر دو کہ عمدہ چیزیں اور عمدہ واقعات تمہیں آئندہ نصیب ہونگے۔ اسی وقت اصلی زندگی میں داخل ہو جاؤ اور داخل ہو کر اُن چیزوں اور واقعات پر قبضہ کر لو۔ اور اُن پر بخوبی قادر ہو جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ تمہارے جیسے صاحب وراثت کے لئے

اور شاہانہ ترکہ کے مالک کے لئے عمدہ سے عمدہ چیز بس ہی کافی ہو سکتی ہیں۔ معمولی اور ادنےٰ درجہ کی ہرگز کافی نہیں ہو سکتیں+

محبت کا راز طاقت اور نتائج

یہ لا انتہا محبت کی روح ہے۔ جونہیں ہم اس سے اپنی یگانگت پہچان لیتے ہیں ہم میں اس قدر محبّت بھر جاتی ہے کہ تمام چیزوں میں نیکی ہی نیکی دیکھنے لگتے ہیں۔ اور جب یہ امر بخوبی سمجھ لیتے ہیں کہ ہم اور یہ لا انتہا روح دونو ایک ہی ہیں تب یہ بھی سمجھ لیتے ہیں کہ ایک طرح سے ہم سب آپس میں ایک ہی ہیں۔ جب ہم اس بات کو جان لیتے ہیں تو ہم کسی شخص یا کسی چیز کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ ہم معلوم کرتے ہیں کہ ہم سب ایک بڑے جسم کے اعضا ہیں اور اگر ہم اس جسم کے کسی ایک عضو کو بھی نقصان پہنچائینگے۔ تو اس سے باقی اعضا کو ضرور نقصان پہنچیگا اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک عضو کو نقصان پہنچے اور باقی اعضا کو نہ پہنچے +

جب ہم یہ امر کما حقّہ طور پر سمجھ لیتے ہیں کہ تمام ذی حیات متّحد الاصل ہیں یعنے یہ کہ تمام شخص اس ایک لا انتہا روح سے حصّہ پاتے ہیں اور اسی لئے وہی لا انتہا زندگی ہر فرد بشر میں موجود ہے تب تمام قسم کے تعصبات اور نفرت دور ہو جاتی ہیں۔ محبت بڑھتی جاتی ہے۔ اور درجہ کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ پھر جہاں کہیں ہم جائیں اور جب کبھی اپنے ہم جنس سے ملیں تو ہم پہچان لینگے کہ اس کے اندر خدا ہے۔ اس طرح سے ہم صرف نیکی کی تلاش کرتے ہیں اور اُسے پا لیتے ہیں۔ اس سے ہمیں ہمیشہ فائدہ رہتا ہے+

"جس شخص نے تلوار سنبھالی ہے وہ تلوار ہی سے مریگا" اس بڑے مسئلے میں بڑی گہری علمی حقیقت نہاں ہے۔ جونہیں ہم خیال کی قوتوں کی پیچیدہ طاقتوں کو سمجھنے لگیں ہم فوراً دیکھ سکینگے کہ جب ہم دوسرے شخص کی نسبت نفرت کے خیالات اپنے دل میں پیدا کرینگے تو اس پہ بھی ہماری ان شیطانی قوتوں کا اثر ہوگا چنانچہ وہی نفرت آمیز خیالات اُس شخص میں پیدا ہو جائینگے اور الٹے ہماری طرف منعکس ہونگے۔ بس جب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کسی جذبے مثلاً نفرت یا غصہ کا اثر مادّی جسم پر بھی ہوتا ہے تو ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ امر ہمارے لئے کس قدر نقصان دہ اور گراں ہے۔ اسی قسم کے تمام خیالات

یا جذبے ہیں مثلاً بغض عیب جوئی یا نکتہ چینی حسد حقارت۔ان سب کے بارے میں یہ امر درست ہے۔آخر میں ہم معلوم کرینگے کہ دوسرے شخص کی نسبت اس قسم کے خیالات دل میں رکھنے سے ہمیں ہمیشہ اُس دوسرے شخص سے زیادہ نقصان پہنچتا ہے *

پس جب ہم اس بات کو بخوبی سمجھ لیتے ہیں کہ تمام گمراہی گناہ اور جرم کی اصل خود غرضی ہے اور تمام خود غرضی کی بنا جہالت ہے تو ہم تمام لوگوں کے کاموں کو محبّت کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔جاہل اپنے مقصد کے حاصل کرنے میں تمام دنیا کو بھی نقصان پہنچانے سے دریغ نہیں کرتا اور اس لئے جاہل ہی خود غرض شخص ہے۔جو شخص در اصل عقلمند ہے وہ ہرگز خود غرض نہیں ہوتا یہ شخص اہل بصیرت ہے اور اس بات کو جانتا ہے کہ چونکہ میں ایک بڑے جسم کا ایک عضو ہوں اس لئے مجھے کُل جسم کو فائدہ پہنچنے پر ہی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔چنانچہ وہ خاص اپنے لئے کوئی ایسی بات نہیں چاہتا جسے وہ تمام بنی نوع انسان کے لئے بھی نہ چاہتا ہو *

اگر تمام گمراہی گناہ اور جرم کی اصل خود غرضی ہے اور تمام خود غرضی کی بنا جہالت ہے تو جب ہم ان دونوں میں سے کسی ایک صفت کا اظہار دیکھتے ہیں، تو جس شخص سے ہم ملینگے اُس میں نیکی کی امید رکھینگے اور نیکی ہی کی تلاش میں رہینگے بشرطیکہ ہم اپنی اعلےٰ درجہ کی اندرونی حالت پر مستقل رہیں جب خدا خدا سے ہمکلام ہوتا ہے تو خدا ہی جواب دیتا ہے اور خدائی طاقت کا اظہار کرتا ہے۔لیکن جب شیطان شیطان سے مخاطب ہوتا ہے تو شیطان ہی جواب دیتا ہے اور شیطان ہی کو ہمیشہ نقصان پہنچتا ہے *

میں بعض وقت ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں کہ میں اس شخص میں کوئی نیکی یا بھلائی نہیں دیکھتا۔ کیا تم کوئی بھلائی نہیں دیکھتے؟ اس صورت میں تمہاری آنکھیں نہیں ہیں۔ذرا زیادہ غور سے دیکھو اور خوض کرو تو تمہیں ہر ایک انسانی روح میں وہی خدائی طاقت معلوم ہوگی۔لیکن یاد رہے کہ خدا ہی خدا کو پہچان سکتا ہے۔حضرت عیسےٰ ہمیشہ انسانوں کی نہایت اعلےٰ نہایت کامل اور نہایت عمدہ طاقت کی طرف خطاب کیا کرتے تھے وہ ہر ایک انسان کے اندر خدائی طاقت کو جانتے تھے اور پہچانتے تھے کیونکہ اُنہوں نے اوّل اُسے اپنے اندر محسوس کیا تھا۔وہ سُود خوروں اور گنہگاروں کے ساتھ

کھانا کھاتے تھے۔ قانون کی تعبیر کرنے والے اور اُس کے مقلّدِ فریسی وغیرہ اس امر کو کریہ یا زبون کہا کرتے تھے۔ وہ اپنی ہی خود بینی خود غرضی اور جہالت میں اس قدر مستغرق تھے کہ انہوں نے خدا کو اپنے اندر کبھی معلوم نہیں کیا اور اسی وجہ سے یہ بات اُن کے خواب میں بھی نہیں آئی کہ سُود خوروں اور گنہگاروں کی بھی حقیقی زندگی ہوا کرتی ہے +

جس قدر ہم کسی شخص کو یہ کہتے رہتے ہیں کہ وہ بدی یا گمراہی میں گرفتار ہے اسی قدر ہم اس میں بدی اور گمراہی کے خیالات پیدا کرتے ہیں۔ جس قدر وہ سریع الحس ہے یا جس قدر وہ اپنے پر بخوبی قادر نہیں ہے۔ اسی قدر وہ اور لوگوں کے خیال کی طاقتوں کے بس میں ہوگا اور اُن کے خیالات کا اُس پر بڑا اثر ہوگا۔ اور اس طرح سے ہم دوسرے کو بُرا خیال کرکے اُس کو بُرائی کی تحریص دلاتے ہیں اور گویا ہم خود بُرائی کرنے میں شریک ہوتے ہیں اسی طرح جب ہم کسی شخص کو یہ خیال دلاتے ہیں کہ وہ راستی نیکی اور سچائی کے راستہ پر ہے تو ہم اُس کے دل میں راست روی نیکی اور صداقت کے خیالات پیدا کرتے ہیں اور اس طریق سے ہم اُس کی زندگی اور چال چلن پر نہایت عمدہ اثر پیدا کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے ملنے والے لوگوں سے محبّت اور پیار سے پیش آئیں تو ہم اُن میں محبّت کا جوش دلاتے ہیں اور وہ بھی ہم سے اسی قدر سرگرمی سے پرجوش اور پاک محبّت کرنے لگتے ہیں۔ "اگر تم چاہتے ہو کہ تمام دنیا تم سے محبّت کرے تو یہ ضرور ہے کہ تم اوّل ساری دنیا سے خود محبّت کرو" اس نصیحت میں ایک گہرا علمی مسئلہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے +

جس قدر ہم اوروں سے محبّت کرینگے اُسی قدر اَور لوگ ہم سے محبّت کرینگے خیالات طاقتیں ہیں۔ ہر ایک خیال اپنی ہی قسم کی طاقت پیدا کرتا ہے۔ ہر ایک خیال جو بمنزلہ علّت کے ہے اپنے ہی جیسے معلول سے معمور ہو کر اپنے منبع کی طرف رجوع کرتا ہے۔ کارخانۂ ایزدی میں ہم سب لوگوں کے رشتے کچھ ایسے ملے جُلے ہیں کہ تمہیں لازم ہے کہ عمدہ اور پاک خیالات کو دل میں جگہ دو۔ ان خیالات سے تمہارے کلام کی تاثیر میں اور تمہاری تقدیر کی بہتری میں بہت کچھ اصلی مدد مل سکتی ہے +

سب سے عمدہ بات یہ ہے کہ ہر ایک شخص دوسروں کی نسبت اپنے دل میں محبّت کے خیالات رکھّے اور میرے ایک دوست کی طرح اپنی محبّت کا اظہار

ہر ایک شخص سے اس طرز خیال میں ظاہر کرے "اے میرے پیارے میں تم سے محبت کرتا ہوں" اور جب ہم اس بات کو بخوبی سمجھ لیتے ہیں کہ ہر ایک خیال واپس آنے یا زائل ہونے سے پہلے دوسروں پر اپنا اثر ضرور پیدا کرتا ہے تو ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ سب کے ساتھ محبت کرنے والا شخص اپنے ملنے والوں ہی کے لئے ایک برکت یا نعمت عظمےٰ نہیں ہے بلکہ تمام دنیا کے لئے اُس کا دم غنیمت ہے۔علاوہ اس کے ہر چہار طرف سے یہی محبت آمیز خیالات مختلف صورتوں میں اَور لوگ اُس کی طرف ظاہر کرتے ہیں۔

دیکھو ان طاقتوں کا اثر جانوروں پر بھی ہوتا ہے۔بہت سے لوگوں کی نسبت بعض جانور زیادہ سریع الحس ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی نسبت ان جانوروں پر ہمارے خیالات اَور ہماری ذہنی طاقتوں اور تاثرات کا زیادہ جلد اثر ہوتا ہے۔پس جب کبھی ہم کسی جانور سے ملتے ہیں تو اُس سے محبّت اور پیار کے خیالات ظاہر کرنے سے اُس کو بہت کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ وہ جانور فوراً معلوم کریگا کہ آیا یہ ہمارے دلی خیالات ہیں یا یہ کہ ہم صرف زبان سے ہی اُن کا اظہار کرتے ہیں۔ اور تم اکثر یہ دیکھکر بڑے خوش ہوگے کہ وہ جانور بھی فوراً اظہار محبّت کرتا ہے اور اُس کی علامات سے صاف ظاہر ہونے لگتا ہے کہ وہ ہماری اس محبّت اَور پیار کو سمجھتا ہے اور اُس کی قدر کرتا ہے۔

کیا ہی خوبی اور خوش قسمتی کی بات ہو اگر ہم ایسی دنیا میں زندگی بسر کریں اور چلیں پھریں جہاں پر ہمیں ایزدی انسان یا دیوتا ہی ملیں! ایسی دنیا میں تم بھی رہ سکتے ہو اور میں بھی رہ سکتا ہوں۔کیونکہ جس قدر اس اعلےٰ تر حقیقت کو بخوبی سمجھ لینگے اسی قدر ہم کو ہر ایک انسان کی روح میں خدا ہی خدا نظر آئیگا۔ اور جب ہم اپنے ہر ایک ملنے والے میں خداوند تعالےٰ کا ظہور دیکھ سکینگے۔ تو پھر ہم ایسی دنیا میں زندگی بسر کرینگے۔

جب ہم اس طرح پر ہر فرد بشر میں جلوۂ نور الٰہی معلوم کرینگے تو اس حق شناسی سے ہم اس جلوہ کو اَور بھی زیادہ نمایاں کرینگے۔ اور فروغ دینگے۔ یہ کیسا عمدہ استحقاق ہے۔جو استحقاق تمہیں حاصل ہے وہی مجھے بھی حاصل ہے۔پھر ہم دوسرے شخص کی نسبت ظاہری مکر آمیز یا بالائی طور پر رائے نہیں لگاتے۔ کیونکہ اب ہمیں یہ طاقت حاصل ہو جاتی ہے کہ ظاہری قابل تغیر اور گمراہ کرنیوالی

خودی کو چھوڑ کر اصلی غیر متغیّر اور ابدی ذات یا آتما کو دیکھ سکتے ہیں جو رفتہ رفتہ اعلےٰ درجہ کی خوشنمائی اور پاکی میں عیاں ہوگا۔ اور اس وقت ہم اس بات کو بخوبی سمجھنے لگینگے کہ جب ہم دوسرے کو بُرا ٹھیراتے ہیں تو گویا ہم ساتھ ہی ساتھ اپنے تئیں بھی بُرا ٹھیرا رہے ہیں +

اس بات کو بخوبی سمجھنے سے ہم میں اس قدر محبّت بھر جاتی ہے اور جوش مارنے لگتی ہے کہ گویا محبّت کا دریا اُمنڈ آتا ہے اور جو لوگ ہم سے ملتے ہیں اُن میں بھی اس کا پرجوش اور زندگی بخش اثر نمایاں ہوتا ہے۔ یہ لوگ بھی ہم سے اسی قسم کی محبّت ظاہر کرنے لگتے ہیں اور اس طرح گویا ہم ہر چہار طرف سے محبت کو اپنی طرف برابر کشش کرتے رہتے ہیں۔ اگر تم مجھے یہ بتادو کہ ایک شخص کس قدر محبت کرتا ہے تو میں تمہیں یہ بتا سکونگا کہ اس شخص نے ایزدی طاقت کا کس قدر مشاہدہ کر لیا ہے۔ اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ وہ شخص کس قدر محبّت کرتا ہے تو میں تمہیں یہ بتادُونگا کہ اس شخص نے کس قدر خداوند تعالےٰ کا قرب حاصل کر لیا ہے۔ اور پھر اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ وہ شخص کس قدر محبّت کرتا ہے تو میں تمہیں یہ بتادونگا کہ وہ خداوند تعالےٰ کی سلطنت یعنے اتفاق اور موزونیت کی سلطنت میں کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ کیونکہ "محبّت قانون کی تعمیل ہے" +

ایک طرح سے سچ پوچھو تو محبّت ہی ہر ایک شے ہے۔ یہی زندگی کی کُنجی ہے اور اس کے اثر ایسے ہیں کہ دنیا میں حرکت پیدا کر دیتے ہیں۔ دل میں سب کی طرف سے محبت رکھو اور سب تم سے محبّت کرینگے۔ اور اگر تم اَوروں کی طرف سے دل میں کینہ یا نفرت رکھوگے تو اَور لوگ بھی تم سے کینہ اور نفرت رکھینگے۔ کیونکہ بدی زہر کا اثر رکھتی ہے۔ کینہ کے خیالات بمنزلہ تیروں کے ہیں جو ہدف سے منعکس ہوکر واپس آتے ہیں اور صاحب حسد اور صاحب غصّہ کے جگر میں ایسے زخم کاری لگاتے ہیں کہ پھر اُن کا بھرنا ممکن نہیں +

تمہارے دل کا ہر ایک خیال بمنزلہ ایک قوّت یا طاقت کے ہے جو باہر جاکر دوسروں پر اثر پیدا کرتا ہے اور پھر اُسی قسم کے خیال سے معمور ہو کر اُلٹا تمہارے پاس آجاتا ہے۔ یہ ایک غیر متغیر اور اٹل قانون ہے۔ علاوہ ازیں تمہارے دل کے ہر ایک خیال کا تمہارے جسم پر براہ راست اثر ہوتا ہے۔ محبّت اور اسی قسم کے اَور جذبے اَور تاثّرات تو اصلی اَور قدرتی ہیں اَور کائنات کی ابدی ترتیب کے موافق ہیں کیونکہ "خداوند تعالےٰ محبّت ہے" ان سے

تمہارے جسم میں جان آتی ہے اَور صحت بڑھتی ہے۔ تمہارے چہرہ پر رونق آجاتی ہے اور نور برسنے لگتا ہے اور تمہارے کلام میں شیرینی پائی جاتی ہے۔ اور تم ہر صورت سے لوگوں کی نظروں میں دلکش بن جاتے ہو۔ اور چونکہ یہ بات سچ ہے کہ جس قدر تم سب لوگوں کے لئے محبّت کے خیالات رکھو گے اسی قدر وہ بھی تم سے محبت کے خیالات رکھینگے اور چونکہ ان خیالات کا صریح اثر تمہارے ذہن یا نفس پر ہوتا ہے اور نفس کے ذریعہ جسم پر ہوتا ہے۔ گویا یہ اس قدر جان بخش طاقت باہر سے بطور امداد کے تم کو ملی ہے۔ پھر اس سے تم برابر اپنی ذہنی اور جسمانی زندگی کو بنا رہے ہو۔ اور اس کی تاثیر سے تمہاری زندگی مالا مال ہو رہی ہے +

نفرت اور اسی قسم کے اَور جذبے غیر طبعی اور خلاف فطرت ہیں۔ یہ سب ایک قسم کے بگاڑ ہیں اَور اسی لئے کائنات کی ابدی ترتیب کے برخلاف ہیں کیونکہ اگر محبت سے قانون کی تعمیل ہوتی ہے تو اُن سے جو محبت کی ضد ہیں قانون کی خلاف ورزی ظہور میں آتی ہے اور قانون کی خلاف ورزی میں کسی نہ کسی قسم کی تکلیف اور مصیبت کا ہونا لازمی ہے۔ اور اس تکلیف اور مصیبت سے بچنا محال ہے۔۔ اب سوال یہ ہے کہ اس خاص قسم کی خلاف ورزی کا نتیجہ کیا ہوگا؟ جب تم غصّہ نفرت کینہ حسد بغض عیب جوئی یا حقارت کے خیالات کو اپنے نفس میں غالب ہونے دو گے تو اُن سے جسم کے اوپر تیزاب اور زہر کا اثر پیدا ہوگا۔ ان سے بدن گر جائیگا اور اگر اس قسم کے خیالات برابر رہیں تو ان سے جسم میں مختلف قسم کی بیماریاں نمایاں ہونگی اور آخرش بدن پاش پاش ہو جائیگا۔ اور تمہارے نفس سے غارتگر اثر پیدا ہونے کے علاوہ اَور لوگوں کے انفاس سے بھی اسی قسم کی تاثیریں تم میں ظاہر ہونگی اور یہ اَور لوگوں کی غارتگر طاقتیں تمہاری غارتگر طاقتوں کو دو بالا کر دینگی اور اس سے جسم کے پارہ پارہ ہونے میں اَور بھی مدد ملیگی +

پس معلوم ہوا کہ محبت سے محبّت اور نفرت سے نفرت پیدا ہوتی ہے محبت اور نیکی سے جسم کو تقویت ہوتی ہے اور صحت قائم رہتی ہے۔ برعکس اس کے نفرت اور کینہ جسم کو کھا جاتے ہیں اَور اُس کی ہلاکت کا باعث ہوتے ہیں۔ محبت سے زندگی میں جان پڑتی ہے اور نفرت مرنے کو مار ڈالتی ہے +

دنیا میں وفادار دل بہادر روحیں پاک اور صاف انفاس ہیں پس دنیا کو

عمدہ سے عمدہ دل روح اور نفس دو اور اس کے عوض میں دنیا بھی تمہیں اسی قسم کا دل روح اور نفس دیگی یعنے اگر تم وفا داری بہادری اور پاکی کے خیالات ظاہر کروگے تو اَور لوگ بھی تم سے اسی قسم کے خیال ظاہر کرینگے۔ لوگوں سے محبّت کرو اور لوگ تم سے بدل و جان محبّت کرینگے اور یہ محبّت تحت ضرورت کے وقت تمہاری پشت پناہ ہوگی۔ تم اَوروں کا اعتبار کرو اور بیسیوں شخص تمہارے قول اَور فعل کا اعتبار کرینگے ❖

اب اکثر یہ سوال ہوتا ہے کہ وہ شخص مجھ سے نفرت یا دشمنی کیوں رکھتا ہے؟ جس کی نسبت میرے دل میں اس قسم کے خیالات اَور تاثّرات نہیں ہیں اَور اس لئے میں اُسے اپنا دشمن بنانے کا باعث نہیں ہوا ہوں؟ ممکن ہے کہ شاید یہ بات درست ہو لیکن غالب یہ ہے کہ اگر تمہارے نفس اور دل میں کسی قسم کی دشمنی یا مخالفت نہیں ہے تو تمہارے بہت ہی کم دشمن ہونگے۔ یقین جانو کہ دنیا میں ایسا نہیں ہوتا۔ تمہاری طبیعت میں اس قسم کی کچھ بھی مخالفت نہیں۔ بالفرض اگر دوسرا شخص بلا وجہ تم سے نفرت یا دشمنی کرے تو اس دشمنی کا شروع سے آخر تک محبّت اور خیر خواہی کے خیالات سے مقابلہ کرو یعنی دشمنی کے عوض محبّت سے پیش آؤ۔ اس طرح عمل کرنے سے تم اُس دشمنی کے نتائج کو اس قدر پامال کروگے کہ وہ تم تک پہنچ ہی نہیں سکتی اَور اس لئے اس سے تمہیں کسی قسم کا نقصان نہیں ہو سکتا۔ محبّت مثبت ہے اَور نفرت یا دشمنی سے زیادہ مضبوط اور طاقتور ہے اور محبّت دشمنی پر ہمیشہ غالب آ سکتی ہے ❖

برعکس اس کے اگر کوئی شخص تم سے دشمنی کرے اور تم بھی اُس کے ساتھ دشمنی کرو تو وہ تم سے اَور زیادہ دشمنی کریگا۔ تم گویا جلتی آگ میں ایندھن یا گھی ڈالتے ہو جس سے وہ آگ اَور بھی زیادہ بھڑک اٹھیگی اور اسی طرح پر تم بدی کی حالتوں یا بُرائیوں کو بڑھاتے ہو اور زیادہ فروغ دیتے ہو۔ اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا بلکہ سراسر نقصان ہوگا۔ اور اگر تم دشمنی کے عوض میں محبّت ظاہر کروگے تو تم اس دشمنی کی اس قدر بیخ کنی کروگے کہ اُس کا تم پر ذرا بھی اثر نہ ہوگا اور وہ تمہارے پاس تک نہیں پہنچے گی۔ بلکہ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ کبھی نہ کبھی وہ دشمنی کرنے والا شخص تمہارا دوست بن جائیگا۔ دشمنی کے عوض دشمنی کرنے سے تم اپنے آپ کو ذلیل کرتے ہو اور دشمنی کے

بدلے محبت کرنے سے تم خود ہی برتری حاصل نہیں کرتے بلکہ جو شخص تم سے دشمنی رکھتا ہے وہ بھی اعلےٰ تر حالت کو پہنچ جاتا ہے ٭

فارس کے ایک دانا کا قول ہے۔" ہمیشہ بد مزاجی کے بدلے حلم اور شرافت برتو اور سختی کے عوض نرمی اور مہربانی سے پیش آؤ۔ حلیم الطبع مہاوت ہاتھی جیسے جانور کو بھی ریشم کی ڈوری سے باندھ کر جہاں چاہے لے جا سکتا ہے۔ اپنے دشمن کے ساتھ ملائمیت سے برتو۔ سلامتی اور امن کا مقابلہ کرنا گناہ ہے"۔ بودھ مت کا اصول ہے۔" اگر کوئی شخص بیوقوفی سے مجھے نقصان پہنچائے تو میں اس کے بدلے اُس کے ساتھ دل کھول کر محبّت کرونگا۔ یعنی بے دریغ الفت سے پیش آؤنگا۔ وہ شخص جس قدر زیادہ بُرائی کریگا میں اتنا ہی زیادہ اُس کے ساتھ بھلائی کرونگا"۔ اہل چین کا قول ہے۔" عقلمند شخص نقصان اور تکلیف کے بدلے فائدہ پہنچاتا ہے"۔ ہندوؤں کا قول ہے۔" بُرائی کے بدلے بھلائی کرو۔ غصّے پر محبّت سے غالب آؤ۔ دشمنی دشمنی سے رفع نہیں ہوتی بلکہ محبّت سے رفع ہوتی ہے"٭

جو شخص در اصل عقلمند ہے وہ کسی کو بھی اپنا دشمن نہ جانیگا۔ ہم اکثر یہ فقرہ سنتے ہیں۔" کچھ پرواہ نہیں میں اس سے نبٹ لونگا"۔ کیا تم نبٹ لوگے؟ کس طرح بنٹوگے؟ نبٹنے کے دو ہی طریق ہیں۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ تم اپنے خیال کے مطابق اُس کے ساتھ ایسا برتاؤ کرو جیسا کہ وہ تم سے کرتا ہے یعنی عوض معاوض گلہ ندارد۔ اگر تم ایسا کرتے ہو تو اُس کے برابر تو ہو گئے۔ لیکن خود بھی اُسی کی ذلیل حالت میں جا پڑوگے اور اُس سے تم دونو نقصان اُٹھاؤگے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تم اپنے تئیں اُس سے برتر ثابت کرو۔ دشمنی کے بدلے محبّت اور بد سلوکی کے بدلے مہربانی سے پیش آؤ۔ اس کو بھی برابر ہونا کہتے ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ تم اس دوسرے شخص کو بھی اپنی برتر حالت میں لے آتے ہو۔ لیکن یاد رکھو کہ جب تم دوسرے کی مدد کرتے ہو۔ تو اسی کام کے ذریعہ اپنی بھی مدد کرتے ہو۔ اور یہ ہرگز ہو نہیں سکتا کہ تم دوسرے کی تو مدد کرو اور اس سے تمہیں کچھ فائدہ نہ پہنچے۔ اور اگر تم دوسروں کی مدد کرنے میں خودی کو چھوڑ دوگے اور اپنے آپ کو بُھلا دوگے تو اس قسم کی خدمت کرنے سے تمہیں بہت زیادہ فائدہ پہنچیگا۔ اگر تم اس شخص سے اُسی طرح پیش آؤ جس طرح کہ وہ تم سے پیش آتا ہے تو اس سے تم یہ ثابت کرتے

ہو کہ تم میں ایک ایسی شے ہے جو دشمنی اور بد سلوکی کو تمہاری طرف کھینچتی ہے۔ اب جو کچھ تمہیں مل رہا ہے تم اُسی کے مستحق ہو اور اس میں تمہیں گلہ و شکوہ کا کوئی مقام نہیں ہے۔ اور اگر تم عقلمند ہو تو شکایت بھی نہ کرو۔ دوسرا طریق اختیار کرنے سے تم بخوبی اپنی مطلب براری کر سکتے ہو۔ تم خود فتح حاصل کر سکتے ہو اور ساتھ ہی اس شخص کی بھی خدمت کرتے ہو اور اُسے فائدہ پہنچاتے ہو جس کی صریحاً اُسے بڑی ضرورت ہے۔

اس طرح سے تم اُس کی نجات کا باعث ہو سکتے ہو اور وہ اپنی باری میں اَور مرد اَور عورتوں کو نجات دے سکتا ہے جو گمراہی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں اور فکر اور رنج کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ اکثر اس بارہ میں بہت کچھ جد و جہد کرنی پڑتی ہے۔ ہمیں اپنی روز مرّہ کی زندگی میں زیادہ نرمی یا حلم ہمدردی اور رحم کی ضرورت ہے۔ جب ہم اس قدر رحم اور ہمدردی ظاہر کرنے کے عادی ہو جائینگے تو ہم نہ کسی پر الزام لگائینگے اور نہ کسی کو بُرا ٹھیرائینگے۔ الزام لگانے یا بُرا ٹھیرانے کی بجائے ہم ہمدردی کرینگے اور پہلے سے بھی زیادہ ایک دوسرے کی تشفّی کرینگے۔ دُکھ درد میں دوسروں کا ساتھ دینگے دنیا کی دشوار گزار گھاٹیوں اَور منزلوں میں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر لے جائینگے۔ ہر ایک سے محبت اور الفت سے پیش آئینگے اور ایک دوسرے کو شفقت اور تلطّف کی کی نگاہ سے دیکھینگے اور آپس میں شیریں کلامی سے برتینگے اور ہر حالت میں ایک دوسرے کے ممد و معاون ہونگے۔

جب ہم اس حقیقت کو بخوبی سمجھ لینگے کہ تمام بدی گمراہی اور گناہ اَور تمام مصائب اور تکالیف جو ان سے پیدا ہوتی ہیں ان سب کا باعث جہالت ہے تو پھر ہم جہاں کہیں خواہ کسی صورت میں ہو ان باتوں کا اظہار دیکھینگے۔ اُس وقت اگر ہماری طبیعتیں راہ راستی پر ہیں تو ہم اُس شخص پر ترس کھائینگے۔ اور اُس کو ترحّم کی نظر سے دیکھینگے جو مندرجہ بالا مصیبتوں میں گرفتار ہے۔ رحم کھاتے کھاتے ہم اُس سے محبت کرنے لگینگے اور محبّت کے بعد اُس کی خدمتگذاری کرینگے۔ طریق ایزدی یہی ہے۔ اس طرح ہم ایک کمزور شخص کو پامال کرنے اور زیر کرنے کی بجائے اُس گرتے شخص کی ہاتھ پکڑینگے اَور مدد کرینگے حتّےٰ کہ وہ اپنے سہارے سے کھڑا ہو سکے اور اپنے اوپر خود قابض ہو جائے۔ لیکن چونکہ کل زندگی اندر سے باہر کی طرف نشو و نما پاتی ہے اِس لئے وہی

شخص پورا پورا قابض ہو سکیگا جس کے اندر اُس کی اپنی اصلی ماہیت یعنی الوہیت کا علم ہو جاتا ہے اور اس سے وہ اعلےٰ تر قوانین کو سمجھنے لگتا ہے اور دوسرے شخص میں اس علم کے پیدا کرنے میں کامیاب ہونیکا سوائے اس کے اور کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہم خود اپنے چلن اور رویہ سے اپنی اندرونی ایزدی خاصیت یا الوہیت کو ظاہر کریں ؛

نصیحت سے نہیں مثال سے کام لو۔ وعظ سے نہیں اپنے چلن اور برتاؤ سے کام لو۔ کسی بات کا اظہار یا اقرار کرنا کافی نہیں بلکہ خود اُسے کر کر دکھاؤ۔ صرف یہ کہنا یا اس پر بحث کرنا مکتفی نہیں کہ اس طرح زندگی بسر کرنی چاہئیے بلکہ خود اُس پر عمل کرکے دکھاؤ۔ کرنب یا عمل سے جیسا دوسروں پر اثر ہوتا ہے اور کسی بات سے نہیں ہو سکتا۔ سچ کہا ہے۔ کہ علم بے عمل کسی کام کا نہیں۔ جو کچھ ہم بوتے ہیں وہی ہم کاٹینگے اور جو چیز بوئی جاتی ہے اُس سے اُسی قسم کی پیداوار اُگتی ہے۔ ہم دوسرے شخص کو ظاہر میں صرف جسمانی صدمہ سے ہی نہیں مار ڈالتے بلکہ ہر ایک مخالفت اور دشمنی کے بھرے خیال سے بھی ہم اُس کو مار ڈال سکتے ہیں اور مار ڈالتے ہیں۔ اس طرح سے ہم دوسرے شخص ہی کو نہیں مار ڈالتے بلکہ جب ہم اُسکو مار ڈالتے ہیں تو ہم خود بھی مر جاتے ہیں۔ بہت سے شخص اور لوگوں کی نسبت بدی کے خیالات اپنے اندر پیدا کرنے سے بیمار ہو گئے ہیں اور بعض تو در اصل ہلاک ہو گئے ہیں۔ دنیا میں دشمنی اور نفرت پھیلانے سے ہم اُسے در اصل جہنم بنا دیتے ہیں اور اس کے برعکس دنیا میں محبت اور الفت پیدا کرنے سے ہم اُسے در اصل ایک خوشنما اور شاندار فردوس کا نمونہ بنا دیتے ہیں ؛

جو شخص محبت نہیں کرتا وہ زندہ نہیں ہے۔ بلکہ مثل مردے کے ہے اور اگر زندہ ہے تو اُسے زندہ در گور سمجھنا چاہئیے۔ جو شخص سب سے محبت اور الفت سے پیش آتا ہے اُس کی زندگی مکمل ہے اور خوبیوں سے مالا مال ہے اور ہمیشہ خوشنما اور طاقتور ہوتی جاتی ہے۔ اس قسم کی زندگی بڑی وسیع ہے اور اس کا رعب اور وسعت بہت زیادہ ہے۔ جس قدر مرد اور عورت زیادہ فراخ دل ہونگے اسی قدر اُن کی محبت اور دوستی کا دائرہ زیادہ وسیع ہوگا۔ اور اگر وہ تنگدل ہیں تو اُن کی طبیعتیں کمینی اور محدود ہونگی۔

اور وہ علیحدگی پسند ہونگے۔ ہر ایک شخص جو بیوقوف یا دیوانہ ہے سب سے علیحدہ رہ سکتا ہے۔ یہ بہت آسان بات ہے۔ لیکن محبّتِ عامہ رکھنا اور ہر ایک سے محبّت سے پیش آنا یہ بڑوں کا کام ہے اور اس سے عالی حوصلگی ظاہر ہوتی ہے۔ جو شخص تنگ ظرف اور خود بین ہے اور خودی کا بندہ ہے اور اپنے لئے آسائش پسند ہے وہی علیحدہ رہتا ہے۔ لیکن جو شخص فراخ دل عالی مزاج اور خودی سے مبرّا ہے وہ کبھی اور لوگوں سے علیحدہ نہیں ہے۔ تنگ ظرف شخص ہی کامیابی یا عمدہ نتیجہ حاصل کرنے کے لئے جد وجہد کرتا ہے۔ لیکن فراخ دل شخص کبھی ایسا نہیں کرتا۔ پہلا شخص اِدھر اُدھر پھرتا رہتا ہے اس لئے کہ وہ لوگوں کے مقبول نظر ہو جائے اور دنیا کے لوگ اس سے محبت کرنے لگیں۔ لیکن دوسرا شخص گھر میں ہی بیٹھا رہتا ہے اور دنیا کے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ پہلا شخص تو خودی کو چاہتا ہے اور صرف اپنے ہی سے محبّت کرتا ہے اور دوسرا شخص تمام دنیا سے محبّت کرتا ہے اور اس وسیع محبّت میں وہ خود بھی شامل ہے۔

پس در حقیقت یہ امر درست ہے کہ جس قدر کوئی شخص زیادہ محبّت کریگا اُسی قدر وہ قربِ ایزدی حاصل کریگا کیونکہ خدا لاانتہا محبّت کی روح ہے۔ اور جب ہم اس لاانتہا روح سے اپنی یگانگت بخوبی سمجھ لیتے ہیں تو عشق الٰہی یا محبّت عامہ ہم میں اس قدر بھر جاتی ہے اور ہمارے رگ و ریشہ میں اس قدر پیوست ہو جاتی ہے کہ اس سے ہماری زندگیاں بھرپور ہو کر اعلےٰ درجہ کی خوشی حاصل کرتی ہیں اور پھر تمام دنیا کے لوگوں کی زندگیوں کو بھی خوشی سے مالا مال کر دیتی ہیں۔

جب ہم اس لاانتہا زندگی سے اپنی یگانگت بخوبی سمجھ لیتے ہیں تو ہم اپنے ہمجنسوں کے ساتھ صحیح تعلقات معلوم کر لیتے ہیں۔ ہم اُس بڑے قانون کی مطابقت کرنے لگتے ہیں یعنی ہم اوروں کی خدمتگذاری میں خودی کو بھول جاتے ہیں اور ترک کر دیتے ہیں۔ ہمیں اس حقیقت کا علم ہو جاتا ہے کہ ہم سب کی زندگی ایک ہے اور اسی لئے ہم سب ایک بڑے کُل کے جزو ہیں۔ پھر ہم یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ اگر ہم دوسرے کے لئے کچھ کام کرینگے یا دوسرے کو کچھ فائدہ پہنچائینگے تو ساتھ ہی ہم اپنے لئے بھی وہی کام کرینگے اور اپنے تئیں بھی فائدہ پہنچائینگے۔ ہم یہ بھی سمجھنے لگتے ہیں کہ اگر ہم دوسرے کو نقصان پہنچائیں گے۔ تو ہمیں بھی نقصان پہنچیگا اور یہ ہو نہیں سکتا کہ ہم دوسرے کو تو نقصان پہنچائیں

اور ہمیں نقصان نہ پہنچے۔ ہم یہ بھی ذہن نشین کر لیتے ہیں کہ جو شخص صرف
اپنے لئے جیتا ہے وہ ایک تنگ محدود اور کمینی زندگی بسر کرتا ہے کیونکہ وہ اور
انسانوں کی زندگی میں بالکل شریک نہیں ہوتا اور اُس سے اوروں کو کچھ
بھی فائدہ نہیں پہنچتا۔ لیکن جو شخص دوسروں کی خدمتگذاری میں اپنی زندگی
کو بھول جاتا ہے اس سے اُس کی اپنی زندگی ہزار گنا کیا بلکہ لاکھ گنا بڑھ جاتی
ہے اور نعمتوں اور برکتوں سے مالا مال ہو جاتی ہے۔ اور اس وسیع کل کے ہر
ایک جزو یا رکن کو جو خوشی سرور اور بیش بہا شے ملتی ہے وہ اُس شخص کو بھی
ملتی ہے کیونکہ وہ ہر فرد بشر اور کل کی زندگی میں شریک ہے۔ کسی نے کیا خوب
کہا ہے۔ بیت مرنا بھلا ہے اُسکا جو اپنے لئے جئے۔ جیتا ہے وہ جو مرچکا انسان کے لئے
یہاں ہم سچی خدمتگذاری کی بابت کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ پیٹر اور جون ایک
روز گرجا کو جا رہے تھے اور جب وہ دروازے میں داخل ہونے لگے تو انہیں ایک
عاجز لنگڑا ملا۔ اُس نے اُن سے خیرات مانگی۔ پیٹر نے یہ نہیں کیا کہ اُس لنگڑے
کو اُس دن کی ضروریات رفع کرنے کے لئے کچھ دیدے اور پھر دوسرے دن
کے لئے اُسی بیکسی کی حالت میں چھوڑ دے بلکہ اُس نے اُس کی اصلی
خدمتگذاری کی گویا اُس نے تمام بنی نوع انسان کے لئے سچی خدمت کی جب اُس نے
یہ کہا کہ میرے پاس روپے پیسے تو نہیں ہیں لیکن جو کچھ میرے پاس ہے میں
تجھے دیتا ہوں۔ یہ کہکر اُس نے اُس کو صحیح و سالم بنا دیا اور اُس کا لنگڑا پن
کھو دیا۔ پس اُس نے اُسے ایسی حالت میں کر دیا کہ وہ اپنی مدد آپ کر سکے۔ یا
یہ کہو کہ دوسرے کے لئے بڑی سے بڑی خدمتگذاری جو ہم کر سکتے ہیں یہ ہے
کہ ہم اُس کو اس قابل بنا دیں کہ وہ اپنی مدد آپ کر سکے۔ جس چیز کی کسی
خاص وقت میں کسی شخص کو ضرورت ہے اگر وہی چیز اُس کو ہم پہنچا دیجائے
یعنی اُس کی صرف موجودہ حاجت رفع کر دی جائے تو ممکن ہے کہ اس سے اُس
کی حالت میں ضعف آجائے گو یہ ہر حالت میں ضرور نہیں۔ اس ضعف کا
آنا نہ آنا واقعات پر موقوف ہے۔ لیکن اگر کسی شخص کی اس طرح مدد کی جائے
کہ وہ اپنی مدد آپ کر سکے۔ تو اُس سے اس میں ضعف کبھی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ
اُس سے اُس کو ہمیشہ تقویت پہنچتی ہے اور اُس کی ہمت بڑھتی ہے۔ کیونکہ
اس سے اُس کو زیادہ وسیع اور قوی زندگی حاصل ہوتی ہے ؟

اس غرض کے پورا کرنے کے لئے کہ دوسرا شخص اپنی مدد آپ کر سکے اس

سے اَور کوئی بہتر طریق نہیں ہے کہ وہ اپنی اصلیت اور ماہیت کو جاننے لگے۔ اَور اس لئے کہ وہ شخص اپنی اصلیّت اور ماہیّت کو جاننے لگے اس سے بہتر طریق اَور کوئی نہیں ہے کہ وہ اُن قوتوں سے واقف کیا جائے جو اُس کی روح کے اندر خفیہ طور پر موجود ہیں۔ اَور ان مخفی قوتوں سے واقف کرنے کے لئے اس سے بہتر طریق اور کوئی نہیں ہے کہ وہ لا انتہا زندگی اور طاقت سے اپنی یگانگت کو بخوبی سمجھے اَور معلوم کرے اَور اسی میں اپنی زندگی بسر کرے یہاں تک کہ وہ اس ایزدی رَو کو اپنے اندر آنے دے اس لئے کہ یہ ایزدی طاقت اس شخص کے ذریعہ کام کرے اَور کرشمہ دکھائے؛

ہم معلوم کرینگے کہ انہی بڑے بڑے مسئلوں سے ہماری مجلسی یا مدنی حالت سُدھر سکتی ہے اَور جب تک ہمیں ان کا علم کماحقہ نہیں ہوگا اور جب تک ہم ان مسئلوں کو عملی طور پر نہ برتینگے تب تک ہماری مدنی حالت ٹھیک نہیں ہو سکتی؛

بصیرت اور اندرونی الہام

یہ لا انتہا دانائی یا بصیرت کی روح ہے اور جس قدر ہم اس رَو کو اپنے اندر آنے دینگے اسی قدر نہایت اعلےٰ درجہ کی دانائی ہم پر اور ہمارے ذریعہ اَوروں پر خود بخود منکشف ہوگی۔ اس طرح سے ہم کائنات کے عین وسط میں پہنچ سکتے ہیں اور جو راز بہت سے لوگوں کے لئے پنہاں ہیں انہیں معلوم کر سکتے ہیں۔ یہ راز انہی لوگوں کے لئے پنہاں ہیں۔ بذاتہ پنہاں نہیں ہیں؛

نہایت اعلےٰ درجہ کی بصیرت اَور دانائی حاصل کرنے کے لئے ہمیں صرف ایزدی طاقت کی رہنمائی پر مطلق بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ سوائے خداوند تعالےٰ کے اَور کوئی ذریعہ نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمیں کسی دوسرے شخص کے پاس علم اَور دانائی کے لئے کیوں جانا چاہیئے؟ خداوند تعالےٰ کے نزدیک خاص خاص شخصوں کا لحاظ نہیں ہوتا۔ اُس کی نظروں میں سب لوگ یکساں ہیں۔ پھر ہمیں ان چیزوں کی تلاش میں دوسرے شخصوں کے پاس کیوں جانا چاہیئے؟ اَور ہمیں اپنی جبلی اور پیدائشی طاقتوں کو کیوں نکما ٹھرانا چاہیئے؟ ہم سیدھے لا انتہا ماخذ کی طرف کیوں نہ رجوع کریں؟ "اگر کسی شخص میں دانائی کی کمی ہے تو اُسے خدا سے مانگنی چاہیئے" خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے "وہ مجھے

آواز دیں اور میں اُن کا جواب دونگا اور جب وہ گفتگو کر رہے ہیں تو میں اُن کی سنونگا*

جب ہم اس طرح براہ راست اُس لا انتہا ماخذ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہم کسی شخص کی خاص خاص باتوں آئینوں یا کتابوں کے غلام نہیں ہیں ہمیں ان وسائل سے جو حقیقتیں معلوم ہو سکیں اُن کے معلوم کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ مگر ہمیں ان کو بینے شخصیت کتابوں اور آئینوں کو وسائل یا وساطت سمجھنا چاہئے اور ان کو اصلی ماخذ ہرگز نہیں خیال کرنا چاہئے۔ ہمیں اُن کو استادان کامل ہرگز نہیں جاننا چاہئے بلکہ صرف مدرس یا تلقین کرنے والے سمجھنا چاہئے۔ بقول ایک شاعر کے ہمیں یہ بڑی حقیقت معلوم کرنی چاہئے کہ معرفت ہمارے ہی اندر ہے۔ یہ بیرونی چیزوں سے پیدا نہیں ہوتی خواہ تم کچھ ہی یقین کرو۔ ہم سب میں ایک نہایت اندرونی مقام ہے جہاں کامل معرفت قیام رکھتی ہے*

تمام دنیا میں اس سے زیادہ ضروری ہدایت یا حکم نہیں ہے اور یہ نہایت ہی پُرمعنے ہے اور وہ ہدایت یہ ہے "اپنی ذات پر بھروسا رکھ اور اسی پر تکیہ کر" یا یہ کہو کہ اپنی خاص روح کی مطابعت کر کیونکہ تمہاری روح ہی کے ذریعہ خدا تمہیں ہدایت کرتا ہے۔ یہ ضمیر یا اندرونی رہنما ہے۔ یہ وہ روشنی ہے جو دنیا کے ہر ایک آدمی کو راستہ دکھاتی ہے۔ اِسے ضمیر یا انتسکرن کہتے ہیں۔ یہی معرفت ہے۔ یہی تیرے ضمیر پاک کا حکم ہے۔ یہی روح کی آواز ہے اور یہی ہدایت ایزدی ہے "تجھے اپنے پیچھے ایک آواز سنائی دیگی جو یہ کہتی ہے۔ یہی راستہ ہے اسی میں چلو"*

جب حضرت موسےٰ پہاڑ پر تھے تو انہیں مختلف جسمانی حرکات اور اظہارات کے بعد چپکے چپکے ایک چھوٹی سی آواز سنائی دی۔ یہ آواز انہی کی روح کی ہدایت تھی اور اس کے ذریعہ لا انتہا ذات باری اُن سے کلام کر رہی تھی اگر ہم اس انتسکرن کی آواز کی ہدایت پر چلینگے تو یہ ہمیں روز بروز زیادہ صفائی اور وضاحت سے ہدایت کریگی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اس کی ہدایت ناطق اور بے خطا ہوگی۔ ہم میں بڑا نقص یہ ہے کہ ہم کبھی روح کی اس اندرونی ہدایت کو بغور نہیں سنتے اور نہ اس کی پیروی کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم میں آپس میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ ہم کبھی اِس طرف جاتے ہیں اور کبھی

اُس طرف اور کسی ایک بات پر ہمارا یقین پختہ نہیں ہوتا۔ میرا ایک دوست ہے جو اس اندرونی ہدایت کے احکام کو احتیاط سے بغور سنتا رہتا ہے یعنی یہ کہ وہ ہمیشہ اپنی اندرونی ہدایتوں کے مطابق اس طرح پورا پورا اور فوراً عمل کرتا رہتا ہے اور اس لئے اس کی زندگی کے کار و بار ایسے مکمل طور سے اُن کے مطابق ہیں کہ وہ ہمیشہ ٹھیک کام ٹھیک وقت پر اور ٹھیک طریقے سے کرتا ہے۔ اُسے ہمیشہ معلوم رہتا ہے کہ کب کام کرنا چاہیئے اور کس طرح کام کرنا چاہیئے اور اُس کی کبھی اُس خاندان کیسی حالت نہیں ہوتی جس میں آپس میں نقیض ہو ÷

فرض کرو ایک شخص کہتا ہے "کیا ہمیشہ اپنے انتسکرن کی ہدایتوں پر چلنا ہمارے لئے خطرناک نہ ہوگا۔ فرض کرو کہ ہمیں ایک ایسی ہدایت ہوتی ہے کہ اس سے ہم کسی شخص کو نقصان پہنچائیں" مگر ہمیں اس سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ روح کی ہدایت گویا روح کے ذریعہ خداوند تعالےٰ کا کلام ربانی ہرگز ہرگز دوسرے کو نقصان پہنچانے کی ہدایت نہیں کریگا اور نہ ایسا کام کرنے کی ہدایت کریگا جو اعلےٰ ترین حق راستی اور انصاف پر مبنی نہ ہو۔ اور اگر تمہیں کسی وقت اس قسم کی یعنی دوسرے کو نقصان پہنچانے کی تحریک بھی ہو تو یہ جان لو کہ وہ ضمیر کی ہدایت نہیں ہے یہ کوئی تمہارا ادنےٰ درجہ کا نفس ہے جو تم کو اس قسم کی تحریک دلاتا ہے ÷

عقل کو ترک کرنا یا اُس سے کام نہ لینا واجب نہیں ہے۔ بلکہ عقل کو ہمیشہ اس اعلےٰ درجہ کے روحانی انکشاف سے منور کرنا چاہیئے۔ اور جس قدر ہم عقل کو اس سے منور کرینگے اسی قدر وہ روشنی اور طاقت کا ذریعہ ہوگی۔ جب ایک شخص اپنی شخصیت مکمل طور سے سمجھ لیتا ہے تو وہ علم اور دانائی کی سلطنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور شخصیت کو سمجھنے سے مطلب یہ ہے کہ ہر ایک شخص اس بات کو سمجھ جائے کہ لاانتہا طاقت جو سب کی پشت پر ہے اُس کے باہر کوئی طاقت نہیں ہے۔ جب ایک شخص اس بڑی حقیقت کو سمجھ لیتا ہے اور لاانتہا بصیرت کی اس روح کو اپنے اندر آنے دیتا ہے تو پھر وہ حقیقی تعلیم و تربیت کے راستہ میں داخل ہو جاتا ہے اور جو باتیں یا راز ایزدی پہلے اُسے معلوم نہ تھے اب وہ سب اس پر عیاں ہو جاتے ہیں۔ فی الحقیقت تمام اصلی تعلیم کی بنا یہی ہونی

چاہئے۔ یہ گویا اندر سے باہر کی طرف ظاہر ہونا ہے اور لا انتہا طاقت کے اندرونی پردوں کا بیرونی انکشاف ہے +

جن باتوں کا جاننا ہمارے لئے ضروری ہے وہ سب ہمیں معلوم ہو جائینگی اگر ہم اس لا انتہا روح کی ہدایت پر عمل کریں۔ اس طرح سے ہم آئندہ کی باتیں معلوم کر سکینگے اور ہم میں چیزوں کی اصلی ماہیت دریافت کرنیکی طاقت حاصل ہو جائیگی۔ نہ کوئی نیئے ستارے ہیں اور نہ کوئی نیئے قوانین یا طاقتیں ہیں لیکن ہم اس لا انتہا بصیرت کی روح کو اپنے اندر اس طرح آنے دیتے ہیں کہ ہم وہ ستارے قوانین یا طاقتیں دریافت کر سکیں اور معلوم کر سکیں جو ہمیں پہلے سے معلوم نہ تھیں اور اس طرح سے یہ چیزیں ہمارے لئے نئی بن جاتی ہیں۔ جب ہم اس طرح سے اصلی حقیقت راستی یا معرفت کو معلوم کر لیتے ہیں تو پھر ہمیں اُن باتوں کے جاننے کی ضرورت نہیں رہتی جو متواتر بدلتی رہتی ہیں۔ پھر ہم اپنے اندرونی نفس کی حالتِ سکون میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ہم کھڑکی کھولکر باہر دیکھ سکتے ہیں اور اس طرح جب چاہیں مختلف باتیں معلوم کر سکتے ہیں۔ یہی اصلی دانائی یا بصیرت ہے "بصیرت خدا کا پہچاننا یا خدشناسی ہے" بصیرت معرفتِ ذات کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ یہ علم سے بہت دُور ہے۔ بہت سی چیزوں کا علم صرف ذہن یا قوت حافظہ کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے اور ذہن میں قائم رہ سکتا ہے یہ علم تعلیم کے ذریعہ میسّر آتا ہے۔ لیکن بصیرت اس علم یا واقفیت سے بدرجہا برتر ہے کیونکہ علم جوہر نہیں وہ اس ادنیٰ بصیرت کا صرف ایک عارضہ ہے +

جو شخص بصیرت یا دانائی کی سلطنت میں داخل ہونا چاہتا ہے اس کے لئے یہ ضرور ہے کہ عقلی گھمنڈ دور کردے اور مثل ایک چھوٹے بچّے کے بن جائے۔ تعصّبات اور متعصبانہ خیالات اور عقیدے ہمیشہ اصلی دانائی کے حاصل کرنے میں ہارج ہوتے ہیں۔ متکبرانہ اور خود پسندانہ رائے اور خیالات کا ہمیشہ کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ ان کے باعث صداقت اور راستی کا راستہ مسدود ہو جاتا ہے +

ہم اپنے ارد گرد مذہب سائنس علم تمدن اور علم مجلسی کے لحاظ سے ایسے لوگ دیکھتے ہیں جو عقلی گھمنڈ کے باعث اپنی ہی خود پسندی اور تعصّبات کے خیالات ہیں اس قدر محو ہیں کہ وہ زمانۂ حال کی صداقت اور راستی کی باتوں پر یقین نہیں لاتے۔ اور اپنی طبیعت میں عالی حوصلگی اور کشادگی پیدا کرنے

کی بجائے وہ تنگ ظرف اور اوچھے خیالات کے ہوتے جاتے ہیں اور اس لئے راستی کے خیالات اُن کے دلوں میں جاگزیں نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگ دنیا کی ترقی میں مستعدی سے مدد دینے کی بجائے بمنزلہ لکڑیوں کے کُندوں کے ہیں جو ترقی کے پہیوں کو چلنے سے روک دیتے ہیں یا یہ کہو کہ دنیا کی ترقی میں سدّ راہ ہیں۔ مگر یہ لوگ دنیا کی ترقی کو بند نہیں کر سکتے۔ یہ رفتہ رفتہ پچھلے جاتے ہیں اور پست ہمت ہو کر پیچھے رہ جاتے ہیں اور خداوند تعالےٰ کا راستی کی ترقی اور فتح یابی کا جھنڈا ثابت قدمی سے برابر آگے بڑھتا رہتا ہے۔

جبکہ سٹیم انجن (دخانی کل) کا ابھی تجربہ ہو رہا تھا اور ابھی وہ اس قدر تکمیل نہیں ہوا تھا کہ عملی طور پر کام میں آئے ایک مشہور انگریز نے جو سائنس دانوں میں نامور تھا۔ ایک طول طویل رسالہ لکھا اور اس میں ثابت کیا کہ یہ بالکل ناممکن ہے کہ سٹیم انجن کبھی سمندر پر چل سکے اور اُسے عبور کر سکے۔ کیونکہ یہ قطعی ممکن نہیں کہ کوئی دخانی جہاز اپنی بھٹی کے استعمال کے لئے کافی کوئلہ لے جا سکے۔ اور اس کل ماجرے میں طرفہ داستان یہ ہے کہ اس محنت اور ہوشیاری سے طیار کئے ہوئے رسالہ کی پہلی اڈیشن کی کچھ جلدیں اس دخانی جہاز میں تھیں جس نے سب سے پہلی بار انگلستان سے امریکا کا سفر کیا۔

فی الحقیقت یہ ایک عجیب ماجرا ہے لیکن وہ شخص نہایت ہی عجیب ہے جو جان بوجھ کر اپنے تئیں صداقت اور راستی کے راستہ سے دور رکھتا ہے۔ کیونکہ راستی بناوٹی تعصبانہ یا چند لوگوں کے مقرر کئے ہوئے ذریعوں سے حاصل نہیں ہوتی یا یہ بھی ممکن ہے کہ راستی مقررہ رواجوں یا عقیدوں کے پوری پوری مطابق نہ ہو یا اُن کے مخالف ہو۔ برعکس اس کے تمہاری روح میں بہت سی کھڑکیاں کھلی ہونی چاہئیں تا کہ کل کائنات کی روشنی اس کے اندر داخل ہو کر اُسے خوشنما بنا دے۔ اور اگر تمہارے اندر ایک خاص قسم کا اعتقاد بھرا ہوا ہے تو اُس میں مختلف ماخذ سے روشنی آنے کی گنجائش نہیں ہے۔ باطل تو ہمات کے پردوں کو پھاڑ ڈالو اور خوشنما فراخ اور اُونچی کھڑکیوں کے اندر سے روشنی آنے دو۔ یعنی یہ کھڑکیاں راستی کی طرح فراخ ہوں اور فردوس کی مانند بلند ہوں۔ اپنے کان ستاروں کے مکمل باجے پر اور قدرت کی آواز پر لگا لو تو تمہارا دل نیکی اور راستی کی طرف رجوع کریگا۔

جیسے کہ سورج مکھی سورج کی طرف رجوع کرتا ہے اور اُس کی روشنی سے نشوونما پاتا ہے۔ ہزاروں شخص غائبانہ طور سے تمہاری اس بات میں مدد کرنے کے لئے طیار ہیں کہ تم معراج سعادت اور امن حاصل کرو۔ اور آسمان یا عالم الغیب کی تمام قوتیں تمہارے ارادے میں تقویت دینگی۔ جزوی راستی کو چھوڑنے اور کامل راستی کو اختیار کرنے سے نہ ڈرو ؛

صداقت یا راستی کے داخل ہونے کے متعلق ایک بڑا قانون ہے وہ قانون یہ ہے۔ جب کبھی کوئی شخص اپنے عقلی گھمنڈ تعصبات اور متعصبانہ خیالات یا اور کسی وجہ سے راستی کو اپنے اندر داخل نہیں ہونے دیتا تو ایک بڑا قانون ہے جس کا منشا یہ ہے کہ پھر ایسے شخص کو پوری پوری راستی اور کسی ذریعہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ برعکس اس کے جب کوئی شخص راستی کو بے دریغ اپنے اندر آنے دیتا ہے خواہ وہ راستی کہیں سے آئے تب بھی ایک ایسا ہی بڑا قانون ہے جس میں یہ ہدایت ہے کہ ایسے شخص کو راستی تمام ذریعوں اور اطراف سے حاصل ہوگی۔ ایسے شخص کو آزادی حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ راستی ہی سے ہمیں آزادی ملتی ہے دوسرا شخص غلامی کی حالت میں ہے کیونکہ اس نے راستی کی طرف رجوع نہیں کیا اور جہاں راستی کی قدر نہیں وہاں پر راستی نہیں آئیگی ؛

جہاں راستی کو دخل نہیں وہاں عمدہ نعمتیں بھی جو راستی کے لوازمے ہیں میسّر نہیں آ سکتیں۔ برعکس اس کے اس حالت میں یعنی جہاں راستی نہیں ہے ایک قاصد آتا ہے جو اپنے ساتھ جسمانی روحانی اور عقلی امراض مثلاً اعضا کی بیکاری بیماری اور موت لاتا ہے۔ جو شخص دوسرے شخص کو بیدریغ اور آزادانہ طور سے راستی کی تلاش نہیں کرنے دیتا اور جو دوسرے کے لئے راستی کا شارح اور مترجم ہونا چاہتا ہے اس غرض سے کہ وہ میرے ہی ذریعہ راستی حاصل کرے اور بذات خود راستی کے معلوم کرنے کی کوشش نہ کرے ایسے شخص سے پرہیز کرنا واجب ہے کیونکہ یہ مثل ایک چور یا رہزن کے ہے۔ یہ شخص بڑا بھاری نقصان پہنچاتا ہے کیونکہ یہ دوسرے شخص کی زندگی کو صریح اور قطعی نقصان پہنچا رہا ہے ؛

کون شخص ایسا ہے جس نے کسی آدمی کو خواہ وہ کوئی آدمی ہو خداوند تعالےٰ کی غیر محدود اور لاانتہا راستی کا محافظ نگہبان اور عطا کرنے والا بنایا ہو؟

البتہ بہت سے شخصوں کو اس قسم کی تحریک ہوتی ہے اور اس لئے انہیں راستی کے تلقین کرنے والے گنتے ہیں۔ لیکن اصلی تلقین کرنے والا یا واعظ دوسرے کے لئے راستی کا شارح ہونا پسند نہیں کریگا۔ اصلی واعظ وہی ہے جو اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ دوسرے شخص کو اس کی اصلی ماہیت اور اس کی اندرونی طاقتوں سے واقف کرا دے تاکہ وہ خود راستی کو سمجھنے لگے۔ اس کے علاوہ اور تمام شخصوں کو ذاتی اغراض طمع یا ذاتی نفع مد نظر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جو شخص اس بات کا دعوےٰ کرتا ہے کہ مجھ میں کامل راستی موجود ہے۔ اور جو کچھ مجھ میں ہے وہی ٹھیک ٹھیک راستی ہے باقی سب غلط ہے ایسا شخص متعصب بیوقوف یا شریر ہے ؞

مشرقی علم ادب میں ایک مینڈک کا قصہ مشہور ہے۔ یہ مینڈک ایک کوئیں میں رہتا تھا اور اپنے چھوٹے کوئیں سے کبھی باہر نہیں گیا تھا۔ ایک دن ایک اور مینڈک جس کا گھر سمندر میں تھا اُس کے کوئیں کے پاس آیا۔ سب چیزوں کے دیکھنے سے نہایت خوش ہو کر وہ اندر گیا۔ کوئیں والے مینڈک نے کہا۔ "تم کون ہو اور کہاں رہتے ہو؟" "میں فلانا ہوں اور میرا گھر سمندر میں ہے۔" "سمندر؟ وہ کیا چیز ہے اور کہاں ہوتا ہے؟" "وہ پانی کا ایک بہت بڑا قطعہ ہے اور بہت دور نہیں ہے۔" "تمہارا سمندر کتنا بڑا ہے؟" "آہ! بہت بڑا ہے۔" ایک چھوٹے سے پتھر کی طرف جو پاس ہی پڑا تھا اشارہ کرکے کہا "کیا اتنا بڑا ہے"؟ "اس سے تو بہت ہی بڑا ہے۔" پھر جس تختے پر وہ دونو بیٹھے ہوئے تھے اس کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ "کیا اتنا بڑا ہے؟" "اس سے بھی بہت بڑا ہے۔" "تو پھر بتاؤ کتنا بڑا ہے۔" "وہ جس سمندر میں میں رہتا ہوں وہ تمہارے سارے کنوئیں سے بڑا ہے۔ تمہارے کنوئیں جیسے اس میں سے لاکھوں کنوئیں بنیں۔" "واہیات۔ یونہی بیہودہ بکتے ہو۔ تم دھوکے باز اور جھوٹے ہو۔ میرے کنوئیں سے نکل جاؤ۔ نکل جاؤ۔ میں تمہارے جیسے مینڈکوں سے باتیں نہیں کیا کرتا" ؞

خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے "تم راستی حاصل کروگے اور یہ راستی تم کو آزاد کریگی" اگر تم راستی سے کنارہ کشی کروگے تو تم اپنے ہی خودی کے خیالات میں زندگی بسر کروگے اور تمہاری خود پسندیاں تمہیں بیوقوف اور دیوانہ بنا دینگی۔ یہ بیان بہت سے شخصوں پر عائد ہو سکتا ہے جو اپنی اعلےٰ

عقلی تحصیل اَور لیاقت پر ناز کرتے ہیں۔ جب ذہنی ترقی رُک جاتی ہے تو وہ دیوانہ پن کی حالت ہو جاتی ہے۔ جو شخص کسی نہ کسی وجہ سے صداقت کو اپنے اندر نہیں آنے دیتا اور اسی لئے ترقی یا بالیدگی کو بھی نہیں آنے دیتا وہ ایک قسم کی دیوانہ پن کی حالت میں ہو جاتا ہے گو اس حالت کو اس نام سے نہیں پکارتے۔ برعکس اس کے ایک اَور قسم کی مسدود ترقی وہ ہے جو اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ تمام چیزوں یا باتوں کو خود ثابت کئے بغیر مان لیا جائے صرف اِس لئے کہ خاص شخص کہتا ہے۔ خاص کتاب میں لکھا ہے۔ یا ایک خاص آئین ہے۔ یہ خیال اس شخص میں پیدا ہوتا ہے جو ہمیشہ باہر کی طرف دیکھتا رہتا ہے اور اپنی اندرونی روشنی کی پیروی نہیں کرتا اور نہ اس کو ہوشیاری سے سنوارتا کہ وہ زیادہ صفائی سے چمکے اور ہدایت کرے ؛

ہمیں چاہئے کہ اُس شاعر کی مانند بہادر اور نڈر ہوں جو یہ کہتا ہے "اس وقت سے میں اپنے تیئں تمام حدّوں اور خیالی زنجیروں اور قیدوں سے آزاد سمجھتا ہوں۔ جہاں میں چاہوں وہاں جاتا ہوں۔ میں اپنے پر مطلق العنان حاکم ہوں۔ دوسروں کی باتوں کو غور سے سنتا ہوں اور جو کچھ وہ کہیں اُس پر بخوبی غور کرتا ہوں خود غور و تامل سے کام لیتا ہوں تفتیش کرتا ہوں قبول کرتا ہوں اَور غور و فکر کرتا ہوں۔ لیکن اگر کوئی دوسرا شخص مجھے اپنے خیال کی زنجیروں میں جبراً باندھنا چاہے تو میں اُن زنجیروں کو فوراً توڑ ڈالتا ہوں اور خود اپنی سمجھ سے کام لیتا ہوں"؛

بڑی خوشی کی بات ہے کہ خداوند تعالےٰ کے غیر محدود علم راستی یا معرفت کا دروازہ سب کے لئے کھُلا ہُوا ہے اَور سب کے لئے یکساں طور سے کھلا ہوا ہے اَور ہر ایک شخص وہاں قیام کر سکتا ہے جس قدر کہ وہ سرگرمی اور دل سے اُس کے حاصل کرنے کی خواہش کرے اور اپنے آپ کو اُس کے اندر بجانے دے ؛

اُس دانائی کے بارہ میں جو ہمیں ہماری روز مرّہ کی زندگی میں ہدایت کرتی رہتی ہے کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کا جاننا ہمارے لئے مناسب اور بہتر ہو۔ جب ہم اس دانائی کے حاصل کرنے کے قانون کو تسلیم کرتے ہیں اور اس قانون کا استعمال عقلمندی سے کر سکتے ہیں۔ ہمیں جاننا چاہئے کہ سب چیزیں ہماری ہی ہیں جبکہ ہم یہ جان لیں کہ ہم ان کو کس طرح اپنا بنا سکتے ہیں؟

”میں اسے ایک غیر متغیر قانون سمجھتا ہوں اور اس سے کوئی روح گریز نہیں کر سکتی کہ ہم میں وہ شے موجود ہے جس کے ذریعہ جس چیز کی ہمیں ضرورت ہے یا جس کے ہم زیادہ تر مستحق ہیں وہ ہماری طرف کھچ آئیگی،،۔

اگر ایسا زمانہ آجائے جبکہ ہم کو یہ نہ معلوم ہو کہ کیا طریق اختیار کریں اور کس طرف رجوع کریں تو اس میں ہمارا ہی قصور ہے۔اگر یہ ہمارا قصور ہے تو پھر اس غیر طبعی حالت کا درست کرنا بھی ہمارے ہی اختیار میں ہے۔ایسی حالت میں آنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے اگر ہم باخبر رہیں اور جو روشنی اور قوتیں ہمارے اندر ہیں اُن کا خیال رکھیں اور ان پر عمل کریں یہ اندرونی روشنی ہمیشہ منوّر رہتی ہے ہمیں صرف ہوشیاری اور محنت سے اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ہم اور کسی شے کو اپنے اور اس روشنی کے درمیان حائل نہ ہونے دیں۔”تو ہی زندگی کا چشمہ ہے۔تیری ہی روشنی سے ہم روشنی دیکھ سکتے ہیں،،۔

مجھے بہت سے عارف لوگوں سے واقفیّت ہے۔ان میں سے ایک عارف کا کلام درج کرتا ہوں۔اس شخص کو اپنی خداشناسی کے باعث اُڑے وقت میں کبھی یہ وقّت نہیں ہوئی کہ میں کیا کروں اور جو کرنا ہے اُسے کس طرح کروں ”بیرونی ذریعوں سے جب تمہیں کوئی کافی ہدایت نہ ملے اور تم اس شش و پنج میں ہو کہ کیا طریق اختیار کیا جائے تو اندرونی ہی آنکھ سے دیکھو اور اندرونی ہی کان سے سنو اور اس سیدھے سادے قدرتی اور خوشگوار عمل کو جاری رہنے دو اور اس میں شک و شبہ کو دخل نہ دو۔تمام مشکلات اور غیر معمولی پریشانی کی حالت میں ہمیں صرف ایک سیدھی سادی ہدایت پر عمل کرنے کی ضرورت ہے اور یہ ہدایت اور تمام ضروری ہدایتوں کی طرح پُرانی مقدس کتاب میں ہی مل سکتی ہے اور اس ہدایت کو بہت سے لوگ پڑھتے ہیں لیکن افسوس بہت تھوڑے اُسے سمجھتے ہیں۔وہ ہدایت یہ ہے ”اپنے اندرونی حجرے میں داخل ہو جاؤ اور دروازہ بند کر لو۔کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ ہم در اصل مقفّل ہو کر ایک کوٹھری میں بیٹھ جائیں۔اگر اس کے یہ معنی ہیں تو اس حکم کی تعمیل کُھلے میدان میں اور کُھلے سمندر پر نہیں ہو سکتی۔اور حضرت عیسیٰ کو شہر کے رہائشی مکانوں کے تنگ کمروں سے اتنی محبت نہ تھی جتنی کہ جھیلوں اور جنگلوں سے تھی۔پھر بھی اُن کی نصیحتیں اتنی دور دور تک پھیل گئی ہیں کہ روے زمین پر نہ تو کوئی ایسا

مقام ہے اَور نہ کوئی ایسی ہماری حالت ہے جبکہ ہم اُن پر عمل نہ کر سکتے ہوں +

"ایک شخص کا ذکر ہے کہ اُسے اندرونی الہام ہؤا کرتا تھا۔ یہ شخص شہر کے ایک دفتر میں کلارک تھا جہاں اور بہت سے کلارک برابر کام کرتے رہتے تھے اَور اکثر زور سے پکار پکار کر باتیں کرتے تھے۔ یہ با اعتقاد شخص بہت سی مختلف آوازوں سے بالکل نہیں گھبراتا تھا اور کسی مشکل کے وقت اپنے اندر محو ہوکر ایسی پوری خلوت میں ہو جاتا اور اپنی اندرونی روح کی طرف ایسے مکمّل طور سے رجوع کرتا اور تمام توجہ ہٹانے والے اور پریشان کرنے والے خیالات اور چیزوں سے اپنی طبیعت کو اس طرح کامیابی کے ساتھ ہٹا لیتا گویا وہ کسی سنسان بن میں تن تنہا بیٹھا ہؤا ہے۔ اس عالم خاموشی میں اپنی مشکل کو ایک سوال کی صورت میں پیش کرکے جس کا تحقیق جواب ملنے کی اُسے اُمید ہوتی تھی وہ خود بالکل چپ چاپ اَور بے حس و حرکت ہو جاتا تھا یہاں تک کہ اُسے اس سوال کا جواب ملجاتا۔ اور بہت سے برسوں کے تجربہ میں ایسا ایک دفعہ بھی نہیں ہؤا کہ اُسے جواب نہ ملا ہو یا غلط جواب ملا ہو۔ یا یہ کہو کہ اُس نے کبھی مایوسی یا گمراہی کی تکلیف نہیں اُٹھائی۔ اندرونی الہام کے ذریعہ راستی یا صداقت کا معلوم کرنا روزانہ غذا ہے جو ہماری روزانہ بھوک کو سیر کرتی ہے۔ یہ راستی کا الہام بطور امرت یا امر پھل کے ہے جو ہر روز یکساں میں ہمیں میسّر آتا ہے اور ہر روز اس قدر سامان ملتا ہے کہ وہ اُس دن کی ضرورت کے لئے کفایت کرتا ہے۔ ان اندرونی انکشافات پر فوراً عمل کرنا ضروری ہے۔ اور اگر اُن کی تعمیل میں دیر کی جائے تو پھر یہ پوشیدہ ہوجاتے ہیں اَور صحیح الہامات کی بجائے غلط اور گمراہی کے خیالات دل میں آنے لگتے ہیں اَور یہ خیالات راستی اور نیکی لحاظ سے ایک دوسرے سے نقیض ہوتے ہیں +

"قانون کلّیہ میں ایک شرط کا بجا لانا سب پر واجب ہے اور اُس کی تعمیل ہمارے لئے ضروری ہے۔ یعنی راستی کے جاننے کی خواہش کے سوا اور تمام خواہشوں کو دُور کر دو۔ اور اس کے ساتھ یہ پاک ارادہ مصمّم کر لو کہ جو حق یا راستی الہام ربانی کے ذریعہ صاف صاف معلوم ہو اس کی تعمیل کیجائے صرف راستی کی خواہش میں پورے پورے لولین رہو اَور اَور کسی خواہش کو دخل نہ دو۔ اس ایک حکم کی تعمیل کرو اور اس بات کو ہرگز نہ بھولو کہ توقع اور

خواہش بمنزلہ دولہا اور دلہن کے ہیں اور ہمیشہ لازم ملزوم ہیں اور تم دیکھوگے کہ تمہارا راستہ جو اب تک تاریک تھا آسمانی شعاعوں سے منوّر ہو جائیگا۔ یعنی جہالت کا پردہ اُٹھ جائیگا اور ساری حقیقت صاف صاف نظر آنے لگے گی۔ کیونکہ جب اندر کی آنکھ کھل جاتی ہے تو باہر کی آنکھیں خود بخود اُس کی مدد کے لئے کھل جاتی ہیں۔" اس کو ہم "حالت سکوت" میں پہنچنا کہہ سکتے ہیں۔ یہ گویا اُس روشنی کے ذریعہ معلوم کرنا اور رہنما ہونا ہے جو روشنی اس دنیا کے ہر ایک شخص کو منوّر کرتی ہے۔ یہ گویا تمہاری اپنی ہی روح کے کلام کو بغور سننا اور اس پر چلنا ہے یہ کلام تمہارے اعلیٰ تر نفس کا کلام ہے*

یہ روح ایزدی ہے اور جب ہم اِس میں سے خداوند تعالیٰ کی غیر محدود روح کو دیکھنے لگتے ہیں تو اُس سے تمام باتیں ہم پر منکشف ہو جاتی ہیں۔ جب انسان ایزدی روشنی سے اپنا رُخ پھیر لیتا ہے تو اُس کے لئے تمام باتیں پوشیدہ ہو جاتی ہیں۔ دراصل کوئی شے بذاتِ خود پوشیدہ نہیں ہے جب روحانی حس کھل جاتی ہے تب وہ جسمانی حواس اور عقل کی تمام حدود اور قیود سے باہر نکل جاتی ہے۔ اور جس قدر ہم ان قیود سے پرے نکل جائینگے اور یہ سمجھ سکینگے کہ اصلی زندگی اور لا انتہا زندگی ایک ہی ہیں۔ ان دونو میں مطلق فرق نہیں۔ اس وقت ہم ایسے مقام پر پہنچ جائینگے۔ جہاں یہ آواز ہمیشہ سنائی دیگی اور ہمیں برابر ہدایت کرتی رہیگی بشرطیکہ ہم اُس کی تعمیل کریں اور اس لئے ہمیں اس مقام پر ہمیشہ ایزدی نور اور تلقین میسّر آئیگی۔ اس بات کو جاننا اور اسے بخوبی سمجھ کر اس کے مطابق زندگی بسر کرنا آئندہ کے لئے فردوس میں رہنا نہیں ہے بلکہ یہ کہو کہ ہم اسی جگہ اور اسی وقت یعنی آج اور ہر روز ہمیں فردوس میں زندگی بسر کر رہے ہیں*

کسی انسانی روح کو اس کے بغیر رہنے کی ضرورت نہیں یعنی اس قسم کا فردوس ہر ایک کو میسّر آ سکتا ہے اگر وہ چاہے۔ جب ہم اپنا رُخ ٹھیک سمت میں کرینگے تو یہ صورت ایسی آسانی سے اور خود بخود پیدا ہو جائیگی جیسے کہ پھول کا کھلنا اور ہواؤں کا چلنا۔ یہ فردوس روپے پیسے سے مول نہیں لیا جا سکتا۔ یہ ایک ایسی حالت ہے کہ اس کو اس دنیا میں ہر ایک شخص اپنے خیال میں لا سکتا ہے اور اس کا تصور بخوبی باندھ سکتا ہے۔

خواہ وہ امیر ہو خواہ غریب بادشاہ ہو خواہ کسان آقا ہو خواہ نوکر۔سب لوگ اس کے مساوی حصہ دار ہیں۔چنانچہ اگر کسان جستجو کرکے اس کو سب سے پہلے نے لے تو وہ بادشاہ کی زندگی سے کئی درجے بڑھ کر خوشنما اور طاقتور زندگی بسر کریگا۔اسی طرح اگر نوکر اس حالت کو پہلے معلوم کرلے تو وہ اپنے آقا سے برتر زندگی بسر کریگا ؛

اگر تم تمام قسم کی دنیا میں نہایت اعلےٰ نہایت مکمل اور نہایت عمدہ زندگی حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر اس خیال کو دور کردو کہ تمہاری زندگی خدا کی زندگی سے علیحدہ ہے۔اپنے یگانگت کے خیال پر جمے رہو ایسا کرنے سے تم اس ایزدی زندگی کا تصور زیادہ زیادہ اپنے دل میں باندھوگے اور جب تم اس قسم کی زندگی بسر کروگے تو تم دیکھوگے کہ کوئی عمدہ شے یا نعمت تم سے دور نہ رہیگی کیونکہ اس میں تمام چیزیں شامل ہیں۔پھر بلا کسی خوف و خطر اور شک و شبہ کے تمہارا صرف یہ کام ہوگا کہ جو کام تم اپنے ہاتھوں سے کرنے کے لئے دیکھو اُسے آج کرلو اور آئندہ آنے والی کل کے لئے طیار رہو اور یہ جان لو کہ کل یعنی آئندہ زمانہ تمہاری عقلی روحانی اور جسمانی زندگی کے لئے آئندہ کے سامان بہم پہنچائیگا۔یاد رکھو کہ جب تک کل نہ آجائے تب تک کل کے سامان کی بھی ضرورت نہیں ہے ؛

اگر کوئی شخص قانون پر پورا پورا یقین کرنا چاہتا ہے قانون ضرور اس کو ہدایت کریگا۔جو شخص قانون پر پورے دل سے یقین نہیں کرتے انکو غیر یقینی اور ناقابل اطمینان نتیجے حاصل ہوتے ہیں۔خداوند تعالےٰ سے زیادہ مضبوط اور زیادہ تحقیق کوئی شے نہیں ہے۔جو شخص بالکل اُس کی پناہ میں آجاتا ہے اور اپنے تئیں کُلہم اس کے حوالے کردیتا ہے وہ کبھی خطا نہیں کھاتا۔پس زندگی کا راز یہ ہے کہ ہر ایک شخص کو چاہئے کہ ہمیشہ اسی تصور میں زندگی بسر کرے خواہ وہ دن میں اور رات میں بیداری اور خوابیدگی کی حالت میں کچھ ہی کرتا ہو اور کہیں ہو۔خواہ ہم سوئے ہوئے ہوں خواہ جاگے ہوئے ہوں دونو حالتوں میں اس قسم کی زندگی بسر کرسکتے ہیں۔یہاں پر ہم خوابیدگی کے بارہ میں اور حالت خوابیدگی میں ہدایت اور الہام حاصل کرنے کے متعلق چند باتوں پر غور کرینگے ؛

حالت خوابیدگی میں صرف مادی جسم ہی ساکن اور چپ چاپ رہتا ہے

اَور روحانی زندگی معہ اپنی حرکات اور اعمال کے برابر جاری رہتی ہے۔ نیند قدرت کا انتظام ہے جس سے کہ جسم تروتازہ اور مضبوط رہ سکے اور حالت بیداری میں جو کمی ہوتی رہتی ہے اُس کی تلافی ہو سکے۔ نیند ایک قدرتی سامان ہے جو تھکے ماندے جسم کو تازہ کرتی رہتی ہے۔ اگر جسم کو کافی نیند نہ پہنچائی جائے تاکہ جسم میں جو کمی ہو وہ نیند کے ذریعہ پوری ہو جائے تو جسم رفتہ رفتہ زوال پذیر اَور کمزور ہو جاتا ہے۔ اور اس حالت میں ہر قسم کی بیماری یا مرض جسم میں جلدی داخل ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب جسم کو نیند نہ آنے سے تھکن ہو جاتی ہے تو اُسے سردی لگ جاتی ہے اَور زکام ہو جاتا ہے۔ اگر اس قسم کی تھکن نہ ہو تو یہ عارضے نہیں ہو سکتے۔ اس بیماری اور تھکن کی حالت میں بیرونی عوارض کا جسم پر زیادہ جلدی اثر ہو جاتا ہے اور اگر جسم اپنی اصلی اَور باقاعدہ حالت میں ہو تو اتنا جلدی اثر نہ ہو۔ اور ان عوارض کا اثر سب سے اوّل ہمیشہ جسم کے کمزور تھکے ٹوٹے حصّوں پر ہوتا ہے۔

ہمارے جسم ہمیں برتر مقاصد پورا کرنے کے لئے عطا ہوئے ہیں گو عموماً ہم اپنے جسموں سے یہ کام نہیں لیتے۔ بہت سی حالتوں میں جہانتک جسم اپنے مالک پر حاوی ہوتا ہے یہ امر خاصکر درست ہے۔ جس قدر ہم نفس اَور روح کی اعلےٰ طاقتوں کو بخوبی ذہن نشین کرینگے۔ اُسی قدر جسم اُن کی تاثیر کے باعث کم کثیف اَور بھاری ہوگا اَور اُس کی ساخت اور صورت زیادہ لطیف ہوگی۔ اور پھر چونکہ نفس اپنے میں اور اپنے متعلق تمام اعلےٰ درجہ کی چیزوں میں لطف حاصل کرتا ہے اور حظ اُٹھاتا ہے اس لئے کھانے پینے کی زیادتیاں طبعاً اَور خود بخود جاتی رہتی ہیں۔ نیز زیادہ بھاری کثیف اَور کم قیمت چیزوں کے کھانے پینے کی خواہش جاتی رہتی ہے مثلاً جانوروں کا گوشت ہر قسم کی شراب اور ہر قسم کی چیزیں جو جسم میں بیجا سرور پیدا کریں اور خواہشات نفسانی کو بڑھائیں اور ان چیزوں سے جسم اور دماغ کو پاکیزگی تقویت مضبوطی اور غذائیت نہیں پہنچتی اور نہ ان کی کمی پوری ہوتی ہے۔ جس قدر جسم کم کثیف اور کم بھاری ہوگا اور اُس کی بناوٹ اور صورت زیادہ لطیف ہوگی اسی قدر اس اس کے اجزا کم ضائع ہونگے اَور جو اجزا ضائع ہونگے آسانی سے اُن کی جگہ اَور سالم اجزا پیدا ہو جاینگے یہانتک کہ جسم زیادہ باقاعدہ اور یکساں حالت میں رہیگا۔ جب یہ ٹھیک ہے۔ تو پھر در اصل بہت کم نیند کی ضرورت

ہوگی۔ اور جس قدر نیند لینگے اُس سے اس زیادہ لطیف جسم کو کثیف جسم کی نسبت بہت فائدہ پہنچیگا ٭

اس طرح سے جس قدر جسم زیادہ لطیف ہوتا جائیگا یا یہ کہو کہ جس قدر جلدی انکشاف یا کُشادگی کا عمل جاری رہیگا اسی قدر جسم نفس اور روح کو اعلےٰ درجہ کے ادراکات حاصل کرنے میں مدد دیگا اور اس طرح پر جسم نفس کی ویسی ہی مدد کریگا جیسے کہ نفس جسم کی مرمت میں مدد کرتا ہے۔ بلاشک یہی بات ایک لائق شخص کے مندرجہ ذیل بیان سے ظاہر ہوتی ہے "ہمیں بلند آواز سے یہ کہنا چاہئے کہ تمام عمدہ چیزیں ہماری ہی ہیں اور روح اور جسم دونو یکساں طور پر ایک دوسرے کے مدد و معاون ہیں" پس نیند کے ذریعہ ہمارے جسم کو آرام پہنچتا ہے اور وہ از سر نو تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ روح کو آرام کی ضرورت نہیں ہے اور جس حالت میں جسم کو تو نیند سے آرام ملتا ہے لیکن روح اب بھی اُسی طرح کام کرتی رہتی ہے جیسے کہ جسم کی بیداری کی حالت میں کام کیا کرتی ہے ٭

بعض شخص جو روح کی حرکتوں سے بخوبی ماہر ہیں بیان کرتے ہیں کہ ہم خوابیدگی کی حالت میں سفر کرتے رہتے ہیں۔ بعض شخص ایسے ہیں کہ جو نظارے یا کیفیتیں انہوں نے دیکھی ہیں جو واقفیت حاصل کی ہے اور جو واقعات گزرے ہیں اُن سب کو ہو بہو یاد کر سکتے ہیں اور عمل میں لا سکتے ہیں۔ بہت سے شخص ایسا نہیں کر سکتے اور اس لئے اس قسم کی تحصیل سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے یا یہ کہو کہ جو کچھ اس طرح حاصل کر سکتے تھے اُسے کھو بیٹھتے ہیں۔ مگر وہ یہ کہتے ہیں کہ جس قدر ہم قوانین کو سمجھتے ہیں اسی قدر ہماری طاقت میں ہے کہ جہاں ہم چاہیں چلے جائیں۔ اور اس قسم کے تمام تجربوں کو پھر زندہ کر سکیں۔ خیر یہ لوگ کچھ ہی کر سکیں اس سے کچھ بحث نہیں مگر یہ بات فی الحقیقت درست ہے کہ خوابیدگی کی حالت میں ہمیں باقاعدہ اور قدرتی طور پر یہ طاقت مہیا ہے کہ ہم بہت کچھ مفید اور قیمتی ہدایت روشنی اور بالیدگی حاصل کر سکیں جو اکثر لوگوں کو آج کل میسّر نہیں آ سکتی ٭

اگر روحانی زندگی جس کے ذریعہ ہم غیر محدود اور لا انتہا روح سے وابستہ ہیں ہمیشہ متحرک رہتی ہے نیز اُس صورت میں جبکہ جسم حالت

سکون میں ہوتا ہے تو پھر نفس جب کوئی شخص سویا ہوا ہو ایسی صورتیں کیوں نہ پیدا کرے کہ جسم تو آرام میں رہے اور خود روح کے ذریعہ برابر روشنی یا الہام حاصل کرتا رہے اور جو کچھ حاصل کرے اُس سے بیداری کی حالت میں اپنی زندگی میں فائدہ اُٹھائے۔ یہ البتہ ہو سکتا ہے اور بعض شخصوں نے اس سے بہت فائدہ اُٹھایا ہے اور بسا اوقات اس طرح روح کے ذریعہ بہت سے الہام طبعاً اور قدرتاً حاصل ہو جاتے ہیں کیونکہ اس وقت بیرونی مادّی دنیا سے تمام قسم کے ذرائع آمدورفت مسدود ہو جاتے ہیں۔ میں اِن شخصوں کو جانتا ہوں جو نیند میں بہت کام کرتے ہیں اور جس بات کو معلوم کرنا چاہتے ہیں اُس کی نسبت اُنہیں بہت کچھ معلومات بہم پہنچ جاتی ہیں۔ یہ تو بہت سے لوگوں کو معلوم ہے کہ جب ہم سوتے وقت نفس سے یہ کہدیتے ہیں کہ فلاں وقت ہمیں جگا دینا تو اُسی لمحہ ہماری آنکھ کھل جاتی ہے۔ اکثر جو مشکل سوال ہم سے حالت بیداری میں حل نہیں ہو سکتے تھے اُن کو ہم نے خوابیدگی کی حالت میں حل کر لیا ٭

میری ایک مشہور اخبار نویس مشفقہ نے اس طرح پر ایک لمبا چوڑا اخبار کا مضمون اپنے ذہن میں صاف صاف اور مکمل طور پر سمجھا لیا وہ اکثر اس ذریعہ سے مدد لیا کرتی ہے۔ اخبار کے کارکن اڈیٹر نے ایک روز شام کو اس عورت سے کہا کہ تم یہ مضمون صبح طیار کر رکھنا۔ اس مضمون میں غیر معمولی احتیاط کی ضرورت تھی اور واقعات کا علم بھی درکار تھا۔ اس معاملہ میں اس کو کچھ بھی معلوم نہ تھا اور جس قدر اُس نے اس بارہ میں معلومات دریافت کرنے کی کوشش کی وہ کچھ کارگر نہ ہوئی ٭

وہ اس مضمون کو سوچنے اور لکھنے بیٹھی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس کی سوچنے کی قوتیں اُسے جواب دئے دیتی ہیں۔ صریحاً ناکامیابی نظر آتی تھی۔ لاچار مایوس ہو کر اُس نے سونے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور اس مضمون کو اس طرح ذہن میں رکھ کر کہ اُسے نیند میں زیادہ سے زیادہ مدد مل سکے وہ سو گئی اور صبح تک خوب گہری نیند سوئی۔ جب وہ سو کر اُٹھی تو سب سے اوّل گذشتہ شام کا کام اُس کے ذہن میں آیا۔ وہ چند منٹ تک چپ چاپ پڑی رہی اور جب وہ اس طرح پڑی ہوئی تھی تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ مضمون مکمل طور پر شروع سے آخر تک لکھا لکھایا اُس کے ذہن کے سامنے آموجود ہوا

وہ اُس سارے کو پڑھ گئی۔ بستر سے اُٹھی اَور کپڑے پہننے کے بغیر قلم لے کر اُسے کاغذ پر لکھ لیا گویا در اصل اُس نے اپنے لئے صرف ایک نقل نویس کا کام کیا۔

جبکہ نفس کسی خاص طرف رجوع ہو رہا ہے وہ برابر اُسی سلسلۂ خیالات کو سوچتا رہیگا جب تک کہ کوئی اَور شے اُس کے خیال کو دوسری طرف نہ لیجائے اَور نیند میں چونکہ صرف جسم ہی بے حس و حرکت ہوتا ہے اور نفس اور روح برابر اپنا عمل کرتے رہتے ہیں اس لئے سونے کی حالت میں جب نفس کو ایک خاص طرف رجوع کیا جائے تو وہ اسی سمت پر چلا جائیگا۔ اَور موقع پر اگر ہم چاہیں تو وہ اپنی حرکت کے نتائج کو ظاہر کر دیگا۔ بعض شخص تو اس قسم کے نتائج بہت جلد پیدا کر سکتے ہیں اور بعضوں کو ان کے پیدا کرنے میں دیر لگے گی۔ چُپ چاپ اَور لگاتار کوشش سے یہ قابلیت بڑھ سکتی ہے۔

پس ذہن کی قانون کشش کی طاقت کے ذریعہ چونکہ ذہن ہمیشہ متحرک رہتا ہے خوابیدگی کی حالت میں ہمیں اس قسم کے خیالات آتے رہتے ہیں جو سونے سے پہلے جاگنے کی حالت میں آتے تھے۔ اس طرح سے ہم جس قسم کے تاثرات اَور خیالات پیدا کرنا چاہیں انہی میں اپنی طبیعت کو لگا سکتے ہیں اور اس لئے خوابیدگی کی حالت میں بہت کچھ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ ہماری اندرونی قوتیں سونے کی حالت میں زیادہ اثر پذیر ہوتی ہیں اور زیادہ آزادی سے عمل کرتی ہیں جاگنے کی حالت میں اتنی نہیں۔ پس جب ہم سوتے ہیں ہمیں اس بات کی بہت زیادہ احتیاط رکھنی چاہیئے کہ کس قسم کے خیالات ہمارے نفس میں آتے رہتے ہیں کیونکہ ہم میں ہمارے سلسلۂ خیالات کے مطابق ہی خیالات آئینگے۔ یہ سب بالکل ہمارے ہی اختیار میں ہے۔

اس وجہ سے کہ اس حالت میں خیالات زیادہ آتے رہتے ہیں ہم اس قانون کے سمجھنے اَور استعمال میں لانے سے اس طرح پر بہت جلدی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اَور اتنا فائدہ اُس حالت میں نہیں اُٹھا سکتے ہیں جبکہ طبعی حواس ہمارے ارد گرد کی مادی دنیا پر کھُلم کھُلا عمل کر رہے ہوں۔ بہت سے شخصوں کے لئے مندرجہ ذیل قسم کی مشق بڑی مفید ہوگی۔ جب تمہیں کسی خاص قسم کے الہام یا علم کی ضرورت ہوتی ہے جس الہام یا علم کا ہونا تم اپنے لئے جائز اَور مناسب سمجھتے ہو مثلاً ایک شبہ والی اَور مشکوک کارروائی

میں الہام کا ہونا۔ تو جب تم سونے لگو اوّل اپنے ذہن میں سب کے حق میں صلح اور خیر خواہی کی نیت رکھو۔ اس طرح سے تم اپنے تئیں سب کے ساتھ ایک موانست اور موافقت کی حالت میں لاتے ہو اور اس کے بدلے اپنی طرف اسی قسم کی صلح آمیز حالتیں کشش کرتے ہو۔

پھر اس دلجمعی اور امن کی حالت میں رہکر جس چیز کے الہام یا اُس کے علم کی تمھیں ضرورت ہے اُس کے لئے خاموشی اور اطمینان سے اپنی سرگرم خواہش ظاہر کرو۔ اس قسم کے خوف اور اندیشے کہ شاید یہ الہام یا علم نہ ہو اپنے ذہن سے دُور کر دو کیونکہ جس قدر اطمینان اور دلجمعی سے تم کام کروگے اُسی قدر تم ضرور کامیاب ہوگے۔ ذہن کو اُمید کی حالت میں رکھو اور اس بات پر پختہ یقین کرو اور توقع رکھو کہ جب تم جاگو گے تو مطلوبہ نتائج تمھیں حاصل ہونگے۔ پھر جب تم جاگو تو ایسا نہ ہو کہ خارجی دنیا کے کسی قسم کے خیالات یا تحریکات سے تمہاری توجّہ ہٹ جائے بلکہ کچھ عرصہ تک اندرونی نقش اور تاثیرات کو برابر آنے دو اور اُن پر غور کرو۔ جب یہ اندرونی خیالات آجائیں اور صاف طور پر ظاہر ہو جائیں تو فوراً ان پر عمل کرو۔ جس قدر تم ایسا کروگے اسی قدر اس بات کو زیادہ کامیابی کے ساتھ کرنیکی طاقت بڑھتی جائیگی۔

یا اگر کسی بلا غرضانہ مقصد کو مدّ نظر رکھکر تم اپنی قوتوں میں سے کسی قوّت کو بڑھانا اور نشو ونما دینا چاہو یا اپنے جسم کی صحت اور مضبوطی کو ترقی دینا چاہو تو اس کے مطابق نفس کی حالت اختیار کرو اور تمہاری خاص حاجتوں یا خواہشوں کے مطابق اس حالت کی صورت خود بخود تمھیں سوجھ جائیگی۔ اس طرح سے جن خاص قسم کی قوتوں سے یہ نتیجے پیدا ہوتے ہیں ان کی طرف تم اپنے آپ کو رجوع کروگے اُن سے اپنا تعلق ظاہر کروگے اور اُنہی کو اپنے اندر عمل میں لاؤگے۔ تم اپنی خواہشوں کا بے دھڑک اظہار کرو اس طرح سے تم اُن لرزاں قوتوں کو عمل میں لاؤگے جو باہر جاتی ہیں اور اپنا نفس کہیں نہ کہیں جماتی ہیں اور جو خود حرکت میں آکر یا اور قوتوں کے ساتھ ملکر تمہاری خواہشوں کو عمل میں لانا شروع کرتی ہیں۔ جو شخص اعلےٰ قوانین اور قوتوں کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے اُس کو ہر طرح کی نیکی اور عمدہ شے میسّر ہوگی اور کوئی عمدہ شے اُس سے دور نہ ہوگی۔ جو شخص اپنی عطیہ طاقتوں کو جاننا

ہے اور اُن کو عقلمندی سے کام میں لاتا ہے اُس کی کوئی خواہش ایسی نہیں ہے جو سیر نہ ہوگی یعنی جو کچھ وہ چاہیگا سو ہو جائیگا +

اگر تم سوتے وقت سب کے لئے صرف محبت اور خیر خواہی صلح اور اتفاق کے خیالات ظاہر کرو تو تم اطمینان اور امن سے سوؤ گے اور نیند سے تر و تازہ ہو کر اُٹھو گے اور اس سے تمہاری ذہنی جسمانی اور روحانی طاقت بڑھ جائیگی۔ اس طرح پر تم اس کائنات کی تمام امن اور اتفاق پیدا کرنے والی قوتوں سے ملکر کام کر رہے ہو +

میرا ایک دوست ہمدردی کے کام کرنے کی وجہ سے تمام دنیا میں مشہور ہے اُس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں بہت دفعہ آدھی رات کو یکایک جاگ اٹھتا ہوں اور میرے دل میں الہام کے طور پر میرے کام کے متعلق کوئی نہ کوئی تجویز سوجھ پڑتی ہے۔ اور جب میں چپ چاپ پڑا ہوا اس تجویز کو سوچتا رہتا ہوں تو اس تجویز کو کامیابی سے عمل میں لانے کے تمام طریقے خود بخود صاف صاف میرے ذہن میں آجاتے ہیں۔ اس طرح پر بہت سی تجویزیں جو کبھی خیال میں بھی نہیں آسکتی تھیں سوجھ جاتی ہیں اور پوری ہو جاتی ہیں۔ اور یہ بات البتہ عام لوگوں کو بڑی عجیب اور کرشمہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ شخص سریع الحس ہے۔ اعلےٰ تر قوانین کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور جو کام اُس نے شروع کیا ہے اُس میں تن من دھن سے ساعی اور سرگرم رہتا ہے۔ وہ اس بات کو پوری طرح نہیں جانتا کہ یہ الہامات یا انکشافات اُس کو کس طرح آتے ہیں اور کہاں سے آتے ہیں۔ اس بات کو در اصل کوئی بھی نہیں جان سکتا گو ہر ایک شخص اپنا اپنا قیاس گھڑ لے۔ لیکن ہم صرف اتنا جانتے ہیں اور اس وقت اتنا ہی جاننا کافی ہے کہ جو شخص اپنی ہستی کے اعلےٰ قوانین کے موافق زندگی بسر کرتا ہے اور ہر ایک امر میں اُن کی ہدایتوں کو بغور سنتا رہتا ہے تو یہ قوانین اُس شخص کو ہدایت کرتے رہتے ہیں +

نہایت اعلےٰ درجہ کے رویا اور الہام اسی قدر آئینگے جس قدر ہم اُن کے آنے کے لئے واجب شرائط مہیا کریں۔ جس شخص نے اس مضمون کا بغور مطالعہ کیا ہے اُسی کا بیان ہے "یہ ایک بالکل صحیح اور ٹھیک ٹھیک تجربہ ہے کہ جب جسم سویا ہوا ہو تو اس وقت باقاعدہ روحانی تعلیم حاصل ہو سکتی

ہے۔اور ہم میں سے بہت سے شخصوں کو یہ تعلیم ٹھیک ٹھیک اور خاطر خواہ
حاصل ہوتی رہے اگر ہم اندرونی حالتوں پر زیادہ توجہ دیں اور بیرونی حالتوں
اور ان کی فرضی لیکن بناوٹی ضروریات کا کم خیال رکھیں۔ .. .. جیسے
ہمارے خیالات ہونگے جیسے ہی ہم اس دنیا میں ہیں۔ اور اندرونی دنیا میں بھی
ویسے ہی ہونگے۔اور دن کی نسبت رات کے وقت ہمیں بہت زیادہ خیالات
آتے رہتے ہیں کیونکہ جب ہم بیرونی دنیا سے غافل رہتے ہیں تو اندرونی دنیا
کا حال خوب اچھی طرح معلوم کرتے رہتے ہیں۔اور غیر مرئی دنیا ایک حقیقی
اور اصلی مقام ہے جہاں بالکل ذہنی اور اخلاقی خیالات سے کام لیا جاتا
ہے۔جب ہم حواس کے بیرونی ذرائعوں سے واقفیت نہیں حاصل
کرتے تب ہم ادراک کے اندرونی راستوں سے تعلیم حاصل کرتے رہتے
ہیں اور جب یہ حقیقت ٹھیک ٹھیک سمجھ میں آجائیگی تو عموماً لوگ یہ کیا
کرینگے کہ جس مضمون کے بارہ میں وہ خاص واقفیت اور ہدایت حاصل کرنا
چاہتے ہیں اُس خاص مضمون کو اپنے ذہن میں رکھکر سوئینگے۔جو شخص فرعون
کی قسم کا ہے اُسے خواب آتے رہتے ہیں اور اسی طرح اس کے آبدار اور باورچی
کو بھی خواب آتے رہتے ہیں۔لیکن جو شخص یوسف صفت ہے یا یہ کہو کہ خدا رسیدہ
ہے اُسے صرف خواب ہی نہیں آتے رہتے بلکہ وہ اُن کی تعبیر کرتا ہے۔ اُن کی
اصلیت کو سمجھتا ہے اور اُن سے فائدہ اٹھاتا ہے ٭

لیکن اب سوال یہ ہے کہ فرعون کو اپنے خواب سمجھنے کی طاقت کیوں
نہیں حاصل تھی؟ اور یوسف کیوں خدا رسیدہ تھا؟ اس کی کیا وجہ ہے کہ حضرت یوسف
کو صرف خواب ہی نہیں آتے تھے بلکہ اُن میں اس قدر طاقت تھی کہ اپنے اور
اور لوگوں کے خواب کی تعبیر کر سکیں؟ صرف دونو کی سوانح عمریاں پڑھو
اور یہ سوانح عمریاں ایسی ہیں کہ جو چاہے سو پڑھ سکتا ہے۔در اصل موثر
اور عمدہ زندگی بسر کرنے میں بہت کچھ طاقت ہوتی ہے اور جس قدر کوئی اپنی
ہستی کے قوانین کے مطابق ٹھیک ٹھیک زندگی بسر کرتا ہے اسی قدر وہ خود
نہایت اعلےٰ درجہ کی طاقت اور خوشی حاصل کرتا ہے اور تمام دنیا کے لئے بھی
بہت مفید ہوتا ہے۔اگر کوئی شخص اپنی مرضی ہی سے دوزخ میں رہنا چاہے تو
رہ سکتا ہے ورنہ اگر وہ آج دوزخ میں رہنا نہ چاہے تو ممکن نہیں کہ دنیا کی تمام
طاقتیں اُس کو دوزخ چھوڑنے سے روک سکیں۔ہر ایک شخص جس درجہ

کی اعلیٰ بہشت میں پہنچنا چاہے پہنچ سکتا ہے اور جب وہ اس درجہ کی اعلیٰ بہشت میں پہنچنے کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس دنیا کی تمام اعلیٰ طاقتیں اس کو اس اعلیٰ رتبہ پر پہنچانے میں بالاتفاق ممد و معاون ہوتی ہیں ؁

جب کوئی شخص نیند سے اُٹھتا ہے اور حالت بیداری میں آتا ہے تو اُس وقت اس کی حالت خاصکر آخذ اور نقش پذیر ہوتی ہے۔مادی دنیا سے تمام تعلقات کچھ عرصہ کے لئے بند ہو گئے ہیں اور ذہن پہلے سے زیادہ آزاد اور اصلی حالت میں ہوتا ہے اور کسی قدر ایک اثر پذیر تختی سے ملتا جلتا ہے جہاں پر نقش اور تاثیروں کے نشان جھٹ پٹ قائم رہ سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت دفعہ نہایت اعلیٰ اور عمدہ خیالات بہت سویرے ہی کسی شخص کے ذہن نشین ہوتے ہیں بیشتر اس کے کہ دن کے کاروبار اور پریشانیاں جو ان کاموں کے باعث ظہور میں آتی ہیں اپنا اثر پیدا کریں۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ بہت سے لوگ نہایت عمدہ کام دن کے شروع کنندوں میں کر سکتے ہیں ؁

لیکن یہ بات اس لئے بھی مفید اور بیش قیمت ہے کہ اس سے روزمرہ کی زندگی پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ذہن اس وقت کاغذ کے کورے تختے کی طرح ہوتا ہے۔ہم اس عمدہ وقت سے اس طرح فائدہ اُٹھا سکتے ہیں کہ ذہن کے مختلف عملوں کو نہایت اعلیٰ اور پسندیدہ طریقوں کی طرف رجوع کریں اور اس طرح گویا دن کا کام شروع کریں ؁

ہر روز صبح کو طبیعت تازہ ہوتی ہے اور نیا کام شروع ہوتا ہے۔گویا ہم اس وقت اپنا کاروبار ازسرنو شروع کرنے لگتے ہیں۔۔یہ بالکل سب کچھ ہمارے ہی اختیار میں ہوتا ہے۔اور جب صبح کا وقت اور اس کا نیا کام شروع ہوتا ہے تو تمام کل کی باتوں کو جانے دو۔ان سے ہمیں کچھ سروکار نہیں۔مثل مشہور ہے "گزشتہ را صلواۃ"۔صرف یہ جاننا کافی ہے کہ جو طریق زندگی ہمارا کل تھا اس سے آج کا طریق معین ہو گیا ہے۔ علاوہ بریں جب صبح اور اس کا نیا کام شروع ہو اس وقت تمام فردایا آئندہ کی باتوں کا کچھ خیال نہ کرو کیونکہ ان سے ہمیں آج کچھ کام نہیں پڑتا۔ مثل مشہور ہے "کل کی کل دیکھی جائیگی" صرف اتنا جاننا کافی ہے کہ جو طریق زندگی ہم آج اختیار کرتے ہیں اس سے کل کا طریق زندگی معین ہو جائیگا ؁

آج کے دن کا صرف پہلا گھنٹہ معہ اُس کی تمام عظمت و شوکت کے اور معہ اُس تمام اعلےٰ ممکنات کے جو آئندہ ہونے والی ہوں اور ہر ایک بعد کا گھنٹا جب وہ آجائے لیکن آنے سے پیشتر نہیں۔ یعنی وقت موجودہ کو پچھلے اور اگلے زمانہ کا خیال نہ کرکے نہایت عمدہ طور سے بسر کرو۔ یہی عمدہ چال چلن کا معیار ہے۔ اس سیدھے سادے طریق سے ہر ایک شخص اس نہایت اعلےٰ زندگی کا تصور باندھیگا جو کبھی خیال میں آسکتی ہے اور اس بارہ میں کوئی ایسی شے نہیں ہے جو خیال میں تو آسکے لیکن جو کسی نہ کسی طرح کسی نہ کسی وقت اور کسی نہ کسی جگہ حاصل نہ ہو سکے ۔

اس طریق سے سب لوگوں کے لئے نہایت اعلےٰ زندگی بسر کرنا ممکن ہے۔ کیونکہ کوئی شخص اگر وہ حقیقت میں سرگرم ہو اور در اصل چاہتا بھی ہو ایسا نہیں ہے جو ایک گھنٹے کے لئے بھی اپنی اعلےٰ سے اعلےٰ حالت میں زندگی نہ بسر کرسکے۔ لیکن نہایت سرگرم کوشش کے باعث اگرچہ ایسا شخص ضرور ہو بھی سکتا ہے تو پھر وہ اس قانون کی رُو سے کہ ہمجنس شے اپنی ہمجنس شے کو بناتی ہے یا پیدا کرتی ہے دوسرے گھنٹے میں اُس نہایت اعلےٰ حالت کے قریب تر پہنچ جائیگا اور اس سے دوسرے گھنٹے میں اور بھی قریب تر ہوگا۔ اور علےٰ ہذا القیاس۔ یہانتک کہ کبھی نہ کبھی ایک وقت ایسا آئیگا کہ اس کے لئے وہ حالت معمولی اور طبعی ہو جائیگی اور اور کوئی حالت غیر معمولی ہوگی۔ اور اس کے حاصل کرنے میں کوشش کرنی پڑیگی ۔

اس طرح پر ہر ایک شخص اس کائنات میں اعلےٰ ترین اور بہترین شے سے محبت کرنے لگتا ہے اور اُس سے وصل حاصل کر لیتا ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ اعلےٰ ترین اور بہترین شے اس شخص سے محبت کرنے لگتی ہے اور وصل حاصل کر لیتی ہے۔ یہ چیزیں ہر موقع پر اُس کی مدد کرتی ہیں اور در اصل تمام چیزوں کو حرکت دیکر اُس کی طرف لاتی ہیں کیونکہ فی الحقیقت اُس نے سب سے پہلے اُن کی طرف رجوع کی تھی ۔

کامل امن کا حاصل کرنا

یہ لا انتہا امن کی روح ہے اور جب ہیں ہم اس سے موافقت ظاہر کرتے ہیں تو ہمارے اندر امن کی رَو بھی چلی آتی ہے کیونکہ امن موافقت ہے۔ اس

بڑے میٹھے ہیں کہ "روحانی طبیعت رکھنا زندگی اور امن ہے" بڑے گہرے معنے نہاں ہیں۔ اس حقیقت کا جاننا کہ ہم روح ہیں اور اسی خیال میں زندگی بسر کرنا روحانی طبیعت رکھنا ہے اور اسی لئے موافقت اور امن کی حالت میں ہونا ہے۔ افسوس ہزارہا مرد اور عورت ہمارے اردگرد ہیں جو فکر کے مارے ٹوٹے ہیں مصیبت اور بیماری میں گرفتار ہیں۔ اِدھر اُدھر امن کی تلاش میں دَوڑتے پھرتے ہیں۔ جسم روح اور نفس سے عاجز ہیں۔ اور ملکوں کو جاتے ہیں تمام روئے زمین پر سفر کرتے ہیں پھر واپس آجاتے ہیں لیکن امن کہیں بھی نہیں پاتے۔ بلاشک ان لوگوں نے امن کو نہیں پایا اور وہ نہ ہرگز اُسے اس طریق سے پائینگے کیونکہ وہ اُسے ایسی جگہ تلاش کر رہے ہیں جہاں وہ موجود نہیں ہے۔ وہ اُس کی تلاش میں باہر مارے مارے پھر رہے ہیں حالانکہ انہیں اس کو اپنے اندر کھوجنا چاہئے۔ امن صرف اندر ہی مل سکتا ہے اور اگر وہاں پر کسی کو نہ ملے تو پھر وہ اُسے اور کہیں مل ہی نہیں سکتا۔

امن خارجی دنیا میں نہیں ہے۔ وہ ہر ایک شخص کی روح کے اندر ہے گو ہم اُس کی تلاش میں بہت سے مختلف راستوں میں سفر کریں۔ اُسے جسمانی بھوک پیاس اور خواہشات نفسانی کے طریقوں میں ڈھونڈیں۔ بیرونی دنیا کی تمام گزرگاہوں میں اُس کی تلاش کریں اور اِدھر اُدھر اس کا تعاقب کریں لیکن وہ ہمیشہ ہماری گرفت یا پہنچ سے باہر رہیگا کیونکہ ہم اس کی ایسی جگہ تلاش کر رہے ہیں۔ جہاں وہ موجود نہیں ہے۔ مگر ہم جس قدر اپنی بھوک پیاس اور نفسانی خواہشوں کا انتظام اپنی اندرونی روح کی تحریکات کے مطابق کرینگے اسی قدر خوشی اور امن کی اعلےٰ تر صورتیں ہماری زندگی میں داخل ہونگی۔ برعکس اس کے جس قدر ہم ایسا کرنے میں قاصر رہینگے ہماری تکلیف اور بےچینی ہمارے اندر داخل ہونگی۔

خدا سے یکانگت حاصل کرنا امن حاصل کرنا ہے۔ اس بات کو پورا پورا اور کامل طور سے حاصل کرنے کے لئے سب سے بڑا وسیلہ یہ ہے کہ انسان بچوں کی سی سادگی اختیار کرے۔ اسی سادگی کے ذریعہ انسان پدر حقیقی کے ساتھ اپنے اصلی تعلقات معلوم کر سکتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اس لا انتہا زندگی یا یہ کہو کہ اس لا انتہا امن کی روح سے اپنی یکانگت ایسی اچھی طرح معلوم کر لی ہے کہ یہ لوگ خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے۔

مجھے خاصکر اس وقت ایک نوجوان شخص کا حال یاد آیا کہ وہ کئی برسوں سے بیمار رہتا تھا اور کمزوری کے باعث اُس کی صحت بالکل بگڑ گئی تھی۔ اُس کا یہ خیال ہو گیا تھا کہ اس زندگی میں بالکل کسی طرح کا لطف نہیں ہے اور اُسے ہر ایک شے اور ہر ایک شخص بُرا معلوم ہوتا تھا اور جن شخصوں سے وہ ملتا تھا وہ بھی اُس کو ایسا ہی خیال کرتے تھے۔ کچھ بہت عرصہ نہیں ہوا کہ اُس نے اس لا انتہا طاقت سے اپنی یگانگت ایسی اچھی طرح سے معلوم کر لی کہ اُس نے اس ایزدی رَو کو کُھلم کُھلا اپنے اندر آنے دیا یہانتک کہ آج کل اُس کی صحت بالکل ٹھیک ہے اور اکثر جب میں اُسے اب ملتا ہوں وہ بے ساختہ یہ پکار اُٹھتا ہے "آہا! زندہ رہنا ایک بڑی بھاری خوشی ہے"+

ہماری پولیس کی فوج میں ایک افسر ہے اُس نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ بہت دفعہ جبکہ میں کام پر نہیں ہوتا ہوں اور شام کے وقت اپنے گھر جا رہا ہوں تو مجھے اِس لا انتہا طاقت کے ساتھ اپنی یگانگت ایسے جوش و خروش سے معلوم ہوتی ہے اور یہ لا انتہا امن کی روح مجھ پر اس قدر حاوی ہو جاتی ہے اور مجھ میں اس قدر سما جاتی ہے گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے قدم زمین سے اُکھڑے جاتے ہیں اور کوئی لطیف طاقت جو میرے اندر بھری ہوئی ہے مجھے اُٹھائے ہوئے آسمان کی طرف لے جاتی ہے+

جو شخص اِس اعلےٰ نعمت کو حاصل کر لیتا ہے اُسے ہرگز کوئی ڈر نہیں رہتا کیونکہ اُسے ہمیشہ یہ اطمینان ہے کہ میرا حفاظت کرنے والا موجود ہے اور اس برکت کا حاصل کرنا ہی گویا پوری پوری حفاظت کا میسر آنا ہے۔ ایسے شخص کی نسبت یہ کلمے بالکل درست ہیں "کوئی ہتیار جو تجھ پر چلانے کے لئے بنایا جائے نہیں کام دیگا" "میرے مکان کے پاس ہرگز کوئی بُرائی نہیں آ سکتی" "روے زمین کے پتھر بھی تجھ سے اُنس رکھینگے اور حیوانات تجھ سے آشتی برتینگے"+

یہ مرد اور عورت ایسے ہیں جو جادو کی زندگی بسر کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جونہی ہم کسی چیز سے ڈرتے ہیں اسی وقت گویا اُس چیز کا عمل ہم اپنے اندر ہونے دیتے ہیں۔ جو شخص کسی جانور سے مطلق نہیں ڈرتا۔ وہ جانور اُس کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ جونہی وہ ڈرتا ہے گویا وہ خطرے کو اپنے اندر راہ دیتا ہے۔ بعض جانور مثلاً کتا ڈرنے والے شخص کو فوراً تاڑ جاتے ہیں اور اس سے اُنہیں نقصان پہنچانے کی جرات ہوتی ہے۔ جس قدر ہم اس لا انتہا طاقت سے اپنی یگانگت

پوری طرح سمجھ لیں اسی قدر ہم مطمئن اور شانت سبھاؤ ہو جاتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے واقعات جو پہلے ہمیں ستاتے تھے اور تکلیف دیتے تھے اب ہماری طبیعت اُن سے بالکل پریشان نہیں ہوتی۔ ہمیں اب لوگوں سے مایوسی نہیں حاصل ہوتی کیونکہ ہم ہمیشہ اُن کے دل کا صحیح صحیح حال معلوم کر لیتے ہیں۔ ہم اُن کی روحوں کے اندر داخل ہو کر اُن کے اصلی اغراض اور محرکات کو معلوم کر لیتے ہیں جو اُن کے باطن میں عمل کر رہی ہیں۔

حال کا ذکر ہے کہ ایک شریف آدمی میرے ایک دوست کے پاس آیا اور بڑے تپاک سے ہاتھ ملا کر کہا۔ "حضرت میں آپ سے ملکر بہت ہی خوش ہوا" میرے دوست نے آناً فاناً میں اُس کا حال معلوم کر لیا اور اُس کی آنکھ کی طرف ٹکٹکی باندھکر دیکھا اور جواب میں یہ کہا "نہیں۔ تم غلطی پر ہو۔ تم مجھ سے ملکر خوش نہیں ہوئے۔ بلکہ تم بہت کچھ گھبرا سے گئے ہو یہانتک کہ دیکھو اب تمہارے چہرے پر خجالت چھا گئی" اس شریف آدمی نے جواب دیا۔ "تم جانتے ہو کہ آجکل کے زمانہ میں بناوٹ اور تکلف بہت ہے۔ اس لئے ہمیں کچھ نہ کچھ دکھاوا کرنا پڑتا ہے اور بعض وقت لوگوں کو دکھانے کے لئے جو حالت باطن میں نہیں ہے اُسے ظاہر میں اختیار کرنا پڑتا ہے" میرے دوست نے پھر ایک دفعہ اُس کے چہرہ کی طرف غور سے دیکھا اور کہا "تم اب بھی غلطی پر ہو۔ میں تمہیں ایک چھوٹی سی نصیحت کرتا ہوں۔ اگر تم ہمیشہ راستی کی جھوٹی صورت اختیار کرنے کی بجائے راستی ہی کو پہچانو اور راستی ہی کا اظہار کرو تو تم ہمیشہ زیادہ خوشحال رہو گے اور اپنی حالت کا زیادہ خیال رکھو گے"۔

جو نہیں ہم لوگوں کا اندرونی حال صحیح صحیح معلوم کر سکینگے تو ہمیں اُن سے مایوسی نہ ہوگی اور نہ ہم اُن کو خواہ مخواہ بڑھاوینگے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے مایوسی لازمی ہے۔ پستی یا زوال کی حالت کبھی نہ کبھی ضرور آئیگی علاوہ ازیں اس طرح ہم بہت دفعہ اپنے دوستوں کے چال چلن پر انصاف سے رائے نہیں لگا سکتے بلکہ رائے لگانے میں غلطی کر جاتے ہیں۔ جب ہم اس امن کی روح کے ساتھ موانست ظاہر کرتے ہیں تو تمام بُری خبریں اور ظاہری بد سلوکی خواہ دوست کی طرف سے ہو خواہ دشمن کی طرف سے ہمارے امن میں خلل انداز نہ ہوگی جب ہم اس بات کو جانتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی اور اپنے کاموں میں حق راستی اور انصاف کے اس ابدی مسئلہ پر قائم ہیں جو تمام کائنات میں رائج ہے۔ جو

کُل میں اتحاد پیدا کرتا ہے اور کل پر حکمران ہے اور جو آخر میں ہمیشہ سب پر غالب رہیگا اُس وقت اول تو اس قسم کی کوئی بات یعنے بُرائی بدسلوکی وغیرہ ہمارے پاس تک نہیں آسکتی اور اگر آئے بھی اور خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو ہم ہمیشہ آسودہ اور مطمئن رہینگے اور ہمارے امن اور اطمینان میں کبھی کسی طرح کا خلل نہ آئیگا +

جن چیزوں سے رنج تکلیف اور جدائی پیدا ہوتی ہے وہ اُس پرم شانتی کی حالت میں ہم پر غالب نہیں ہو سکینگی جیسے کہ اب غلبہ پا جاتی ہیں-کیونکہ اصلی دانائی یا بصیرت کے ذریعہ ہم ٹھیک ٹھیک مقام معلوم کر لینگے اور تمام چیزوں کے صحیح تعلقات جان جائینگے-جس شخص کی روح نے اس اعلےٰ درجہ کی حالت کو حاصل کر لیا ہے اُسے دوستوں کے مرنے سے کچھ بھی رنج نہ ہوگا کیونکہ اس شخص کو معلوم ہے کہ موت کوئی چیز نہیں ہے-کیونکہ ہر ایک شخص اس لا انتہا زندگی میں شریک ہی نہیں ہے بلکہ وہ اس میں ابدی حصہ لینے والا ہے-اُسے معلوم ہے کہ مادّی جسم کے ناش ہو جانے سے اصلی روح کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچتا-چونکہ اس شخص کا اعتقاد اعلےٰ تر ہے اور اس کی روح نے اطمینان حاصل کر لیا ہے اس لئے یہ خود یہ بات سمجھ سکتا ہے اور دوسروں کو جو اتنے قوی دل والے نہیں ہیں یہ کہ سکتا ہے۔" اے پیارے دوستو! عقل سے کام لو اور اپنے آنسو فوراً پونچھ ڈالو-جو چیز اس ارتھی پر رکھی ہوئی ہے اس کے لئے افسوس کرنا یا اس پر ایک آنسو بھی بہانا بیفائدہ ہے-یہ صرف ایک ناچیز شے یعنی سلیپ کا ایک نرا خول یا کوڑی ہے اور بیش قیمت موتی اس کے اندر سے چلا گیا ہے-یہ خول تو نکما تھا-اسے وہیں پڑا رہنے دو-موتی یعنے روح ہی سب کچھ تھی وہ یہاں یعنی ہمارے اندر موجود ہے" اور اگر جدائی کے بارہ میں پوچھو تو یہ شخص بخوبی سمجھتا ہے کہ روح کے لئے کوئی قید نہیں ہے-اور روحانی مکالمہ یعنی روحوں کا ایک دوسرے سے بات چیت کرنا سب کے اختیار میں ہے خواہ دونو روحیں جسم رکھتی ہوں خواہ ایک جسم رکھتی ہو اور دوسری جسم سے باہر ہو جس قدر اعلےٰ درجے کی روحانی زندگی کا تصوّر بندھ جاتا ہے اسی قدر یہ اعلےٰ درجہ کا روحانی مکالمہ عمل میں آ سکتا ہے +

جن چیزوں کی طرف ہم رجوع کرتے ہیں وہ ہمیشہ ہمارے پاس آجاتی ہیں-قدیم زمانے کے لوگ فرشتوں کے دیکھنے کی امید کرتے تھے اور انہوں نے

فرشتوں کو دیکھ لیا۔ لیکن کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ تو اُن کو دیکھ لینے اور ہم اب
اُن کو نہ دیکھ سکیں۔ اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ فرشتے قدیم زمانہ کے لوگوں
کے پاس آتے تھے اور رہتے تھے اور اب ہمارے پاس نہ آئیں نہ رہیں کیونکہ
تمام کائنات پر حکومت کرنے والے بڑے بڑے قوانین جو پہلے تھے وہی اب
ہیں اُن میں کسی طرح کا تغیر تبدل ہو نہیں سکتا۔ اگر فرشتے اب ہماری خدمت
کرنے کے لئے نہ آئیں تو اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ ہم اُنہیں بلاتے نہیں
اور جس دروازہ سے کہ وہ ہم میں آ سکتے تھے ہم اُس کو بند رکھتے ہیں۔

جس قدر ہم اس ایزدی رَو کو اندر آنے دینے سے اس امن کی روح کو اپنے
اندر بھر لینگے اسی قدر وہ ہمارے ذریعہ آہستہ آہستہ اَوروں پر اثر کرتی رہیگی
یہانتک کہ جہاں کہیں ہم جائینگے ہم اُسے اپنے ساتھ لے جائینگے۔ جس
قدر ہم اس رَو کو اپنے اندر آنے دینگے اسی قدر ہم بمنزلہ مقناطیس کے
بن جائینگے اور تمام ذرائعوں سے امن کو اپنی طرف کھینچ سکینگے۔ اور جس قدر
ہم اسے اپنے اندر کھینچینگے اور داخل کرینگے اسی قدر ہم اسے اَوروں کو دے
سکیں گے۔ اس طرح پر ہم امن کے ایسے پورے پتلے بن جائینگے
کہ جہاں کہیں ہم جائینگے متواتر برکتیں پھیلائینگے۔ ایک ہی دو روز کا ذکر
ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک عورت نے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ اس
شخص کے چہرے سے نور الٰہی ٹپکتا تھا۔ "آہا مجھے تم سے مل کر بہت کچھ فائدہ
ہوتا ہے۔ میں چند گھنٹوں سے بڑی فکر اور مایوسی کی حالت میں ہوں لیکن
تمہیں دیکھتے ہی میری کلفت بالکل دُور ہو گئی" ہمارے ارد گرد ایسے لوگ
ہیں جو ہمیشہ برکت اور تسلی دیتے رہتے ہیں جن کی صرف موجودگی سے رنج
خوشی میں ڈر ہمت میں مایوسی اُمید میں اور کمزوری طاقت میں مبدّل ہو جاتی ہے۔

جس شخص نے اپنے اصلی نفس کو بخوبی سمجھ لیا ہے اور اُسے حاصل کر لیا
ہے یا یہ کہو جس شخص نے اپنا مرکز معلوم کر لیا ہے وہی اس طاقت کو اپنے
ساتھ لے جاتا ہے اور جہاں کہیں جاتا ہے اُسے پھیلاتا ہے۔ اور اس تمام
کائنات عظیم میں صرف ایک مرکز ہے یعنی وہ لا انتہا طاقت جو سب کے اندر
اور سب کے ذریعہ کام کر رہی ہے۔ جس شخص نے اپنا مرکز معلوم کر لیا ہے
وہ اس لا انتہا طاقت سے اپنی یگانگت سمجھ گیا ہے اور وہ اپنی نسبت یہ
جانتا ہے کہ میں روحانی ہستی ہوں کیونکہ خدا روح ہے۔

ایسا شخص طاقتور شخص ہے۔ لا انتہا ذات باری میں مرکوز ہونے کے باعث اُس نے گویا اس کائنات کے بڑے طاقتور مکان کے ساتھ اپنا تعلق قائم کر لیا ہے۔ اور اپنی کمر کی پیٹی کو اس سے وابستہ کر لیا ہے۔ وہ طاقت کو تمام اطراف اور ذرائع سے اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ کیونکہ اس طرح مرکوز ہو کر اپنے آپ کو جانکر اور اپنی طاقت سے آگاہ ہو کر جو خیالات اُس کے ذہن یا نفس سے گزرتے ہیں وہ مضبوطی اور طاقت کے خیالات ہوتے ہیں اور اس قانون کی رُو سے کہ ہمجنس ہمجنس کو کشش کرتا ہے وہ اپنے خیالات کے ذریعہ تمام اطراف سے اُن شخصوں کی امداد اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ جن کے خیالات مضبوطی یا طاقت کے خیالات ہیں اور اس طرح پر وہ اپنے تئیں دنیا کے اس سلسلۂ خیالات میں جکڑ رہا ہے +

اِس لئے جس کے پاس کچھ ہے اُسی کو ملیگا" یہ محض ایک قدرتی قانون کا عمل ہے۔ اُس شخص کا مضبوط مثبت اور اسی لئے اختراع کرنے والا خیال ہمیشہ اپنے لئے تمام اطراف سے کامیابی حاصل کر رہا ہے اور تمام سمتوں سے امداد لا رہا ہے۔ جو چیزیں وہ دیکھتا ہے اور جن چیزوں کو وہ اپنے خیال میں بناتا ہے وہ سب اس مضبوط اختراعی خیال کی بدولت متواتر نئے نئے لباس میں ملبّس ہو کر نئی نئی صورتیں اختیار کرتی رہتی ہیں اور اس مادی دنیا میں ظاہر ہوتی ہیں۔ خاموش اور غیر مرئی طاقتیں اپنا اپنا عمل کر رہی ہیں۔ جو کبھی کبھی مرئی حالت میں ظاہر ہوگا +

ایسے آدمی کے دل میں خوف اور ناکامیابی کے خیالات ہرگز نہیں آتے۔ اور اگر آئیں بھی تو ان کو فوراً ذہن سے خارج کر دیا جاتا ہے اور اس لئے اس شخص پر اس قسم کے بیرونی خیالات کا بالکل اثر نہیں ہوتا۔ وہ اس قسم کے خیال کو کشش نہیں کرتا۔ وہ کسی اور ہی سلسلۂ خیالات میں محو ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُس کے آس پاس جو ڈرنے والے ڈانواں ڈول طبیعت کے اور عیب جو شخص ہیں اُن کے پست اور مایوسی کے خیالات اُس پر کچھ بھی اثر نہیں رکھتے۔ جو شخص منفی اور ڈرنے والی طبیعت کا ہوتا ہے۔ اُس کی ہمت اور کام کرنے والی جسمانی طاقتیں ہی پست اور کمزور نہیں ہو جاتیں یا اُس کی طبیعت میں پیدا ہونے والے اس قسم کے خیال کے اثر سے وہ طاقتیں ہی نہیں ماری جاتیں بلکہ وہ اس طرح سے اپنے اردگرد کی دنیا میں بھی

اسی سلسلۂ خیال سے اپنا تعلق ظاہر کرنے لگتا ہے۔ اور جس قدر وہ ایسا کرتا ہے
اُسی قدر وہ پست ہمّت ڈرنیوالی اور منفی طبیعتوں کا شکار بن جاتا ہے۔ طاقتور
ہونے کی بجائے وہ کمزور ہوتا جاتا ہے۔ اُس کے خیالات اُنہی لوگوں جیسے ہوتے
ہیں جن کی نسبت یہ بات درست ہے یعنی جو کچھ اُن کے پاس ہے وہ بھی اُن سے
لے لیا جائیگا۔ یہ بھی محض ایک قدرتی قانون کا عمل ہے بعینہ وہی قانون جس
کا اس کے برعکس عمل پہلے بیان ہو چکا ہے۔ مبادا جو کچھ میرے پاس ہے
میں اُسے کھو نہ دوں اس ڈر سے میں اُسے اپنے بُقچہ میں باندھکر رکھ چھوڑتا
ہوں۔ بہت خوب۔ پھر تو مجھے ضرور اس کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے +

مضبوطی یا ہمّت کے خیالات کے باعث اندر سے بھی مضبوطی پیدا ہوتی
ہے اور باہر سے بھی مضبوطی آتی ہے۔ کمزوری اور پست ہمتی کے خیالات
کے باعث اندر اور باہر دونو جانب سے کمزوری ظہور میں آتی ہے۔ دلیری ہمت
بڑھاتی ہے اور ڈر سے کمزوری یا پست ہمتی پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی لئے دلیری
سے کامیابی اور ڈر سے ناکامیابی وقوع میں آتی ہے۔ جس شخص کو وہ مرد ہو
خواہ عورت پکّا اعتقاد ہے اور اسی وجہ سے اس میں دلیری بھی ہے وہی شخص
واقعات پر غالب آ سکتا ہے اور وہی شخص دوسروں پر اپنی طاقت کا رُعب
بٹھا سکتا ہے۔ جس شخص کو اعتقاد نہیں ہے اور جو ڈر اور اندیشہ سے پست
ہمّت اور تھکا ٹوٹا ہے وہ تمام گزرنے والے حادثات کے بس میں ہوتا ہے
گویا اُن کا غلام ہے +

جو شے ہر ایک شخص کے پاس آتی ہے اس کا باعث اُسی شخص کے اندر
موجود ہوتا ہے۔ اس بات کا تصفیہ کرنا کہ کونسی شے ہر ایک شخص کے پاس
آئیگی اُس کے اپنے ہی اختیار میں ہے۔ اس ظاہری اور مادّی دنیا میں ہر ایک شے
کی اصلیت باطنی روحانی اور خیالی دنیا سے ہے۔ یہ باطنی اور خیالی دنیا علّت ہے اور
ظاہری اور مادّی دنیا معلول ہے۔ معلول ہمیشہ علّت کے مطابق ہوتا ہے۔ جس
قسم کی زندگی کوئی شخص اپنی باطنی اور خیالی دنیا میں بسر کرتا ہے۔ اُسی زندگی
کا اظہار عملی طور پر اپنی ظاہری اور مادّی دنیا میں کرتا ہے۔ اگر وہ ظاہری
دنیا کی کسی موجودہ حالت کو بدلنا چاہتا ہے تو اُسے لازم ہے کہ خیالی دنیا
میں ضروری تبدیلی پیدا کرے۔ ہزاروں مرد اور عورتیں جو اب ہمارے ارد گرد
مایوسی کی حالت میں ہیں اُن سب کو اس بڑی حقیقت کے صاف طور پر سمجھنے

اَور اس پر عمل کرنے سے کامیابی حاصل ہوگی۔اب جو ہزاروں شخص مرض اَور تکلیف میں مبتلا ہیں اس بات سے انہیں وافر صحت اور طاقت نصیب ہوگی۔اب جو ہزاروں شخص ناخوش اَور رنجیدہ خاطر ہیں اس بات سے انہیں امن اور خوشی میسّر آئیگی +

اس دنیا میں ہزارہا شخصوں کی حالت پر افسوس ہے کہ وہ متواتر خوف اَور ڈر کے غلام ہوکر زندگی بسر کرتے ہیں۔اندرونی روحیں یا طبیعتیں جو مضبوط اور طاقتور ہونی چاہئیں پست اور کمزور ہوگئی ہیں۔اُن کی ہمتیں ماری گئیں اَور اُن کی کوششیں زائل کر دی گئیں" ہر ایک جگہ ڈر ہی ڈر۔نمایاں ہے۔کہیں مفلسی کا ڈر۔کہیں فاقہ کشی کا ڈر۔کہیں برادری کی رائے کا ڈر۔کہیں کسی خاص شخص کی رائے کا ڈر۔کہیں اس بات کا ڈر کہ جو کچھ آج ہمارا ہے کل کو شاید ہمارا نہ رہے۔کہیں بیماری کا ڈر اَور کہیں موت کا ڈر۔غرضیکہ ڈر ہزاروں لاکھوں آدمیوں کی طبیعت ثانیہ بن کر اُن کی عادت میں داخل ہوگیا ہے۔خیال ہی ہر ایک جگہ موجود ہے اَور خیال ہی ہم پر ہر سمت سے عائد ہوتا ہے . . . . . جس چیز کے کھوئے جانے یا جاتے رہنے کا ہمیں اندیشہ ہے اُس کے کھو بیٹھنے کا سب سے آسان اَور جلد تر ذریعہ یہ ہے کہ متواتر خوف اور غلامی کی حالت میں زندگی بسر کریں اور ہر ایک شے سے متواتر ڈرتے رہیں کہ ہائے یہ جاتی رہیگی خواہ محبّت کا نقصان ہو خواہ روپیہ کا نقصان ہو خواہ رتبہ یا درجے کا نقصان ہو" +

خوف یا ڈر سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا بلکہ برعکس اس کے ہر ایک شے ضائع ہو جاتی ہے۔ایک شخص یہ کہتا ہے "میں جانتا ہوں کہ یہ سچ ہے۔لیکن مجھے خوف کھانے یا ڈرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔یہ مجھ میں طبعی ہو گئی ہے اس کا کچھ علاج نہیں" افسوس اس کا کچھ علاج نہیں! یہ کہنے سے تمہارے خوف کی ایک بڑی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ تم ابھی اپنی حالت سے پورے پورے واقف نہیں ہو۔تمہیں اپنی طاقتوں کو جاننے کی غرض سے اپنا حال جاننا ضروری ہے اور جب تک تم اپنی طاقتوں کو نہ جانو تب تک تم اُن سے عقلمندی سے اور پوری طرح کام نہیں لے سکتے۔یہ نہ کہو کہ اس کا کچھ علاج نہیں۔اگر تمہاری رائے میں اس کا کچھ علاج نہیں ہے تو غالباً اس کا کچھ علاج ہو ہی نہیں سکتا۔اگر تمہاری رائے میں اس کا کچھ علاج ہو سکتا ہے اور تم اس خیال کے مطابق عمل کرو تو پھر بھی اغلب نہیں کہ تم اس کا علاج کر سکو بلکہ یہ امر بالتحقیق

ہے کہ اگر تم اپنی رائے کے مطابق عمل کرو تو تم اس کا علاج کر سکتے ہو اور کر لوگے۔ اس میں ذرا شبہ نہ سمجھو۔ چونکہ مشہور شاعر ورجل کا خیال تھا کہ اہل جہاز بازی جیت جائینگے۔ اس لئے اُن کا بیان کرتے وقت اُس نے ان کی نسبت یہ کلمے کہے" وہ بازی لے جا سکتے ہیں کیونکہ اُن کو خیال ہے کہ ہم جیت سکتے ہیں یا بازی لے جا سکتے ہیں" یا یہ کہو کہ ان کی طرف سے اس قسم کی طبیعت کا ہونا اُن کے جسموں میں روحانی طاقت اور جوش پیدا کر دیگا اور اس سے اُن میں مضبوطی اور ثابت قدمی ظاہر ہوگی جس کے باعث وہ بازی جیت سکیں گے +

پس اپنے دل میں یہ خیال رکھو کہ ہم کر سکتے ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو اِسے کل خیالات کی اصل یا صرف بیج سمجھو۔ اس کا پودا اپنے عرفان میں نصب کرو اُسے پانی سے سینچتے رہو اور پرورش کرتے رہو اور یہ رفتہ رفتہ ہر چہار طرف پھیل جائیگا اور مضبوط ہو جائیگا۔ جو روحانی قوت تمہارے اندر اب اِدھر اُدھر بکھری ہوئی ہے اور کسی کام کی نہیں ہے یہ اصل خیال اس قوت کو ایک جگہ اکٹھا کر دیگا اور مثبت اور مؤثر بنا دیگا۔ باہر کی قوت اس کی طرف کھچ آئیگی۔ اسی قسم کی اَور طبیعتیں جو نڈر قوی اور دلیر ہیں اپنا اثر پیدا کر کے تمہاری ممد و معاون ہونگی اسی سلسلۂ خیالات کو تم اپنی طرف کشش کروگے اور اسی سے اپنا تعلق ظاہر کروگے۔ اگر تم اپنے کام میں سرگرم اور سچّے ہو تو وہ وقت جلدی ہی آئیگا کہ تمام ڈر جاتا رہیگا۔ اور پست ہمتی اور غلامی کی حالت کی بجائے تم دیکھوگے کہ تم میں بے حد طاقت آگئی ہے اور تم واقعات پر حاوی ہو گئے ہو +

ہمیں روز مرّہ کی زندگی میں زیادہ یقین کی ضرورت ہے۔ جو طاقت کہ سب کی بھلائی اور فائدے کے لئے کام کر رہی ہے اُس میں یقین۔ لا انتہا ذات باری میں یقین۔ اور اسی لئے ہمیں اپنے میں یقین جو خداوند تعالےٰ کی شبیہ پر پیدا ہوئے ہیں۔ خواہ وقتاً فوقتاً چیزیں کسی حالت میں ہوں اور خواہ صورتیں کیسی ہی ڈراونی ہوں لیکن اس بات کا علم کہ" قادر مطلق ہمارا اسی طرح نگہبان ہے جیسا کہ وہ مختلف دنیا اور اُن کے نظام شمشی کا خیال رکھتا ہے" ہم میں یہ اعلےٰ یقین پیدا کریگا کہ دنیا کی طرح ہماری حالت بھی صحیح و سالم ہے" جس شخص کی طبیعت تجھ پر متمکن ہے اُسے تو پوری پوری سلامتی کی حالت میں رکھیگا" +

خداوند تعالےٰ سے زیادہ مضبوط محفوظ اَور تحقیق کوئی شے نہیں ہے پس

جب ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ اس لا انتہا طاقت کا پوری طرح سے اپنے اندر آنے دینا ہمارے اپنے اختیار میں ہے اور ہم اس کا اظہار اپنے اندر اور اپنے ذریعہ ہونے دیتے ہیں تو ہم اپنے اندر ایک ہمیشہ بڑھنے والی طاقت محسوس کرینگے۔ کیونکہ اس طرح سے ہم اُس کے ساتھ شریک ہو کر کام کر رہے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ شریک ہو کر کام کر رہی ہے۔ پھر ہم اس بات کو کماحقہ طور پر سمجھنے لگتے ہیں کہ تمام چیزیں ملکر اُن لوگوں کے فائدے کے لئے کام کر رہی ہیں جو نیکی پسند ہیں۔ پھر جو خوف اور اندیشے ہم پر پہلے غالب تھے اب وہ یقین میں مبدل ہو جائینگے اور یقین جب ٹھیک ٹھیک سمجھ میں آجائے اور اس کا ٹھیک ٹھیک استعمال کیا جائے ایک ایسی طاقت ہے کہ اُس کے آگے اور کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی +

دہریہ پن سے طبعاً مایوسی اور عیب جوئی پیدا ہوتی ہے۔ مایوسی اور عیب جوئی نہیں تو اور کیا پیدا ہو سکتا ہے؟ اس بات کا علم۔ کہ روحانی طاقت ہم میں اور ہمارے ذریعہ اور تمام چیزوں میں اور اُن کے ذریعہ عمل کر رہی ہے اور یہ طاقت راست روی کے لئے عمل کر رہی ہے۔ صواب جوئی کی طرف راغب کرتا ہے۔ عیب جوئی سے کمزوری اور صواب جوئی سے طاقت پیدا ہوتی ہے۔ جو شخص خداوند تعالےٰ میں مرکوز ہے اور اس پر پورا پورا بھروسا رکھتا ہے وہ ہر ایک قسم کی مصیبت کو جھیل سکتا ہے اور ہر ایک طرح کے طوفان پر غالب آکر اُس کا ایسی اطمینان اور آسودگی سے مقابلہ کرتا ہے۔ جیسا کہ وہ عمدہ موسم کا مقابلہ کرتا ہے کیونکہ خدا کے بھروسے پر بے خوف بیٹھا ہوا ہے اور خداوند تعالےٰ کی لا انتہا طاقت میں محفوظ ہو کر پہلے ہی سے آئندہ نتیجہ کو جان لیتا ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ میرے سہارے کے لئے لازوال بازوؤں کی اڑواڑیں لگی ہوئی ہیں۔ یہی شخص اس حکم الٰہی کی صداقت پوری پوری سمجھ لیتا ہے "خداوند تعالےٰ پر بھروسا رکھ۔ صبر سے اس پر شاکر رہ۔ وہ تیرے دل کی مراد پوری کر دیگا" جو شخص لینے کے لئے طیّار ہے اُس کو سب کچھ دیدیا جائیگا۔ دیکھو یہ حکم کیسے صاف کلموں میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سے اور صداقت کیا ہو سکتا ہے +

پس جس قدر ہم اُس عظیم طاقت یعنے قادر مطلق کے ساتھ مل کر کام کرینگے ہمیں نتیجوں کا خیال رکھنے کی کوئی ضرورت نہ ہوگی۔ اس بات کو اور

اُس کے نتائج کو پورا پورا سمجھ کر زندگی بسر کرنے سے مکمّل عمدہ اور دائمی امن حاصل ہوتا ہے۔ایک ایسا امن جو موجودہ حالت کو مکمل بنا دیتا ہے اَور آگے جا کر یہ پختہ یقین دلاتا ہے کہ جُوں جُوں ہمارا زمانہ گزرتا جائیگا۔اُسی قدر ہماری طاقت بھی زیادہ ہوتی جائیگی۔جو شخص اس جائے امن میں خداوند تعالےٰ پر بھروسا کئے ہوئے امین اور محفوظ بیٹھا ہوًا ہے اُس کے امن میں کسی قسم کی اضطرابی اور خرخشہ خلل انداز نہ ہوگا اور وہ شخص مندرجۂ ذیل بات کا تصور بخوبی باندھ سکتا ہے اَور کہہ سکتا ہے ؛

"میں جلدی نہیں میں اطمینان سے کام کرتا ہوں کیونکہ تعجیل سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔میں ابدی اور لایزال طریقوں پر قائم ہوں اَور جو کچھ میرا ہے وہ ضرور مجھے ملیگا۔خواہ بیداری کی حالت میں خواہ خوابیدگی کی حالت میں خواہ دن میں خواہ رات میں جن دوستوں کی میں تلاش کرتا ہوں وہی مجھے بھی تلاش کر رہے ہیں۔طوفان یا جھکڑ میری کشتی کو گمراہ نہیں کر سکتا اور نہ میری قسمت کی رَو کو بدل سکتا ہے ...... جیسے کہ دریا اپنی اپنی ندیوں کو پہچانتے ہیں۔ اُن بلندی سے آنے والی ندیوں کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اسی طرح نیکی بھی پاک خوشی سے بھری ہوئی روح کی طرف رجوع کرتی ہے۔جیسے کہ ستارے رات کے وقت آسمان پر نکلتے ہیں اور جوار بھاٹے کی لہر سمندر کی طرف آتی ہے اسی طرح جو میرا ہے وہ ضرور مجھ کو ملیگا اور وقت جگہ عمق یا بلندی کے باعث وہ مجھ سے ہرگز دور نہیں رہیگا؛

مکمّل طاقت حاصل کرنا

یہ غیر محدود طاقت کی روح ہے اَور جس قدر ہم اسے اپنے اندر آنے دینگے ہم میں طاقت کا اظہار ہوگا۔خدا کے نزدیک سب کچھ ممکن ہے یعنی خدا کے ساتھ ملکر کام کرنے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔خداوند تعالےٰ تمام چیزوں میں عمل کرتا رہتا ہے اُس کے ساتھ تعلق رکھنے سے اصلی طاقت حاصل ہوتی ہے اور جس قدر ہم اس تعلق کو قائم رکھینگے۔اُسی قدر ہم دراصل تمام خیال میں آنے والی قیود سے برتر ہو سکینگے؛

پس طاقت حاصل کرنے کے لئے اِدھر اُدھر دوڑ کر وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟اِس عمل یا اُس عمل میں وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

پگ ڈنڈیوں میں گھاٹیوں میں اور پہاڑ کی اطراف میں پھرنے کی بجائے سیدھے پہاڑ کی چوٹی پر کیوں نہ چڑھ جاؤ؟ دنیا کی تمام مقدس کتابوں میں جو یہ تلقین کی گئی ہے کہ انسان کو مطلق العنان حکومت حاصل ہے۔ یہ امر مادی انسان کی بابت درست نہیں ہے صرف روحانی انسان کی بابت درست ہے۔ مثلاً بہت سے حیوان ہیں جو انسان سے قد میں بڑے اور مضبوط ہیں مادی طاقت کے لحاظ سے انسان ان پر غالب نہیں آ سکتا لیکن اعلےٰ تر ذہنی اور روحانی طاقتیں جو انسان کو عطا ہوئی ہیں ان کو عمل میں لانے سے اِن حیوانات کو بھی اپنے قابو میں کر سکتا ہے*

جو کام مادی حالت میں نہیں ہو سکتا روحانی حالت میں ہو سکتا ہے۔ اور جس قدر کوئی انسان اپنے تئیں روح سمجھتا ہے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے اسی قدر وہ طاقت میں اُس انسان سے بڑھ جائیگا جو اپنے تئیں صرف ایک مادی شے سمجھتا ہے۔ دنیا کی تمام مذہبی کتابوں میں ایسی مثالیں بھری ہوئی ہیں جن کو ہم معجزے یا کرشمے کہتے ہیں۔ معجزوں کے لئے کوئی خاص وقت یا جگہ معین نہیں ہے مثلاً یہ تمیز نہیں کر سکتے کہ یہ زمانہ معجزوں کا ہے اور یہ معجزوں کا نہیں ہے۔ جو کچھ دنیا کی تواریخ میں پہلے ہو چکا ہے اُنہی قوانین اور قوتوں کو عمل میں لانے سے وہی سب کچھ پھر ہو سکتا ہے۔ یہ معجزے ایسے شخصوں نے نہیں دکھائے جو انسانوں سے بڑھکر تھے بلکہ اُن شخصوں نے دکھائے جو خداوند تعالےٰ سے اپنی یگانگت معلوم کرکے ایزدی انسان بن گئے تھے اس لئے اعلےٰ تر قوتیں اور طاقتیں اُن کے ذریعہ عمل کر رہی تھیں*

اب سوال یہ ہے کہ معجزہ کس لئے ہوتا ہے۔ کیا معجزہ کوئی فوق الفطرت شے ہے؟ وہ فوق الفطرت صرف اس معنوں میں ہے کہ قدرتی یا معمولی حالت سے بڑھکر ہے یا یہ کہو کہ اس حالت سے برتر ہے جس کو انسان اپنی معمولی حالت میں قدرتی سمجھتا ہے۔ معجزہ صرف یہی شے ہے نہ اس سے زیادہ اور نہ اس سے کم ہے۔ جس شخص کو یہ علم ہو گیا ہے کہ مجھ میں اور قادر مطلق اور عالم الغیب خداوند تعالےٰ میں ذرا بھی بھید نہیں ہے اور ہم دونو در اصل ایک ہی ہیں اُس پر وہ اعلےٰ تر قوانین منکشف ہو سکتے ہیں جو معمولی آدمی پر نہیں ہو سکتے۔ یہ شخص ان قوانین کو عمل میں لاتا ہے۔ لوگ صرف نتائج کو دیکھتے

ہیں اور اپنے محدود علم اور قیود کے باعث ان کو معجزے کہتے ہیں اور جو شخص ان ظاہرا کراماتی کاموں کو کرتا ہے اُسے صاحب کرامت کہتے ہیں۔ لیکن اگر یہ لوگ بھی اندرونی عمل کے ذریعہ انہی قوانین کو معلوم کر لیں اور اسی لئے انہی ممکنات اور طاقتوں کو سمجھنے لگیں تو یہ بھی صاحب کشف لوگوں کی طرح ان کراماتی کاموں یا معجزوں کو کر سکیں۔ اور ہمیں یہ بات یاد رکھنی لازم ہے کہ جس طرح انکشاف کے عمل میں ہم ادنےٰ سے اعلےٰ حالت میں اور مادی سے روحانی حالت میں ترقی کرتے ہیں اسی طرح جو چیز کل کراماتی تھی وہ آج معمولی اور قدرتی ہو جاتی ہے اور اسی طرح جو چیز آج کراماتی معلوم ہوتی ہے کل کو وہی قدرتی ہو جائیگی۔ علےٰ ہذا القیاس۔ یہ ابنہ دی انسان ہے جو ظاہرا کراماتی کام کرتا ہے یہی انسان ہے جو اعلےٰ تر قوتوں کو سمجھنے کے باعث اکثر انسانوں سے بڑھ جاتا ہے اور اس لئے ان میں اُس کا رتبہ بہت بڑا گنا جاتا ہے۔ لیکن جو طاقت ایک انسانی روح کو حاصل ہو سکتی ہے وہ دوسری انسانی روح کو بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ ہر ایک زندگی میں ایک ہی سے قوانین عمل کرتے ہیں ہم چاہیں طاقتور ہو سکتے ہیں اور چاہیں کمزور ہو سکتے ہیں۔ جو ہیں ایک شخص یہ بخوبی سمجھ لیتا ہے کہ میں ترقی کرکے اعلےٰ حالت کو پہنچ سکتا ہوں وہ ضرور اس اعلےٰ حالت کو پہنچ جائیگا اور جو قیود وہ اپنے لئے مقرر کرے اُن کے علاوہ اس کے لئے اور کسی قسم کی قیود مطلق نہیں رہینگی۔ ملائی ہمیشہ اُٹھ کر دودھ کے اوپر آجاتی ہے محض اس لئے کہ ملائی کی خاصیّت اوپر اُٹھنا ہے *

ہم حوالی کے اثر کی بابت بہت کچھ سنتے ہیں۔ ہمیں اس بات کے سمجھنے کی ضرورت ہے کہ حوالی سے انسان نہیں بن سکتا بلکہ انسان ہمیشہ اپنی حوالی کو معیّن کر سکتا ہے یعنی اپنے آس پاس کے لوگوں سے موثّر ہونے کی بجائے ان کو اپنی حالت میں لے آ سکتا۔ اس بات کو سمجھنے سے اور عمل میں لانے سے ہم کو معلوم ہوگا۔ کہ اکثر بار یہ ضروری نہیں کہ ہم کسی خاص حوالی یا فرقہ سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لیں کیونکہ ممکن ہے کہ ہمیں وہاں پر کچھ کام کرنا ہو۔ بلکہ جو طاقت ہم میں موجود ہے اُس کے ذریعہ ہم دگرگوں حالت کر سکیں اور معاملات کو اس طرح پلٹ دیں کہ پرانی حوالی یا فرقہ میں بالکل نئی صورتیں پیدا ہو جائیں *

یہی بات موروثی خاصیتوں اور تاثیروں کی بابت درست ہے۔ بعض اوقات ہم سے یہ سوال کیا جاتا ہے "کیا یہ مغلوب ہو سکتی ہیں؟" جو شخص اپنی اصلیت کو نہیں جانتا وہی اس قسم کا سوال کر سکتا ہے۔ اگر ہم یہ یقین کریں اور اس یقین پر عمل کریں کہ یہ موروثی خاصیتیں اور تاثیریں مغلوب نہیں ہو سکتیں تو غالب ہے کہ وہ ہمیشہ قائم رہینگی مگر جونہیں ہم اپنی اصلیت کو اور اپنی عظیم اندرونی طاقتوں اور قوتوں کو یعنی نفس اور روح کی طاقتوں اور قوتوں کو بخوبی سمجھنے لگیں تو وہ موروثی خاصیتیں اور تاثیریں جو بذات خود تکلیف دہ اور مضر ہیں کم ہونے لگینگی اور جس قدر ہم اپنی اصلیت اور قوتوں کو پوری پوری طرح سمجھ جائینگے اسی قدر یہ ضرر رساں موروثی خاصیتیں اور تاثیریں فوراً معدوم ہو جائینگی ...... علاوہ ازیں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بہت کمتر حالت میں رہتے ہیں کیونکہ وہ اپنی شخصیت کو متواتر دوسروں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اگر تم دنیا میں ایک مجسم طاقت بننا چاہتے ہو تو خود اپنی ہمت پر بن سکتے ہو۔ اپنے تئیں معمولی آدمیوں میں نہ شمار کرو اور یہ نہ کہو کہ ہم تو ست پچھنے لوگوں میں سے ہیں تمہاری روح کے اندر جو سب سے اعلےٰ شے ہے اُس پر قائم رہو اور پھر کسی خاص رواج رسم ریت یا انسان کے من گھڑت قاعدوں پر مت چلو۔ کیونکہ یہ کسی اصول پر مبنی نہیں ہیں۔ خواہ مرد ہوں خواہ عورت جن لوگوں کے نفس اور دل میں راستی بھری ہوئی ہے وہ ہر حالت میں اُن باتوں کی تعمیل کرینگے جو اصول پر مبنی ہیں؛

تمہاری شخصیت یا انانیت ہی تمہاری طاقت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اِسے چھوڑ کر وہ رسم و رواج اختیار نہ کر لو جو ایسے لوگوں نے بنائے ہیں۔ جن میں اپنے اصولوں پر قائم رہنے کی طاقت نہیں ہے یا جنہوں نے اپنی انانیت کو دوسروں کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔ اگر تم اپنا اصلی جوہر اس طرح سے دے ڈالو گے تو تم صرف ناپسندیدہ حالتوں کو ترقی دینے میں ممدو معاون ہو گے۔ ایسا کرنے سے تم غلام بن جاؤ گے اور اغلب ہے کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ جن لوگوں کو تم خوش کرنا چاہتے ہو وہ بھی تمہاری عزت نہ کرینگے؛

اگر تم اپنی انانیت کو قائم رکھو گے تو تم سب پر غالب آ جاؤ گے۔ اور اگر تم عقلمندی اور ہوشیاری سے کام کرو گے تو تم اپنے رُعب داب اور طاقت

کے ذریعہ دنیا میں اعلےٰ تر بہتر اور زیادہ صحت بخش صورتیں پیدا کروگے۔ علاوہ اُس کے ایسا کرنے سے تمام لوگ تمہارا زیادہ لحاظ رکھیں گے اور تمہاری بہت زیادہ عزت کرینگے۔ اَور اگر تم اپنے اصولوں کو چھوڑ کر دوسروں کے ساتھ بھیڑوں میں بھیڑ مل جاتے اَور اپنی پست ہمتی سے اُن کے فرضی رسم و رواج کی تائید کرتے تو تمہاری اس قدر عزت نہ ہوتی۔ اس وقت تمہارا رعب داب تمام قسم کے لوگوں پر ہوگا" اعلےٰ درجہ کا بہادر شخص تمام فرقوں کو اَور سوسائٹی میں ہر قسم کے لوگوں کو اپنی طرف کر لیتا ہے۔ یہانتک کہ ہم کہ سکتے ہیں کہ کُتّے بھی اس بہادر شخص کا یقین کرنے لگتے ہیں"۔

اپنی انسانیت کو قائم رکھنا بھی نہایت معقول اَور ہر طرح سے قابل اطمینان چیز ہے۔ ایک شخص اس طرح کہتا ہے" کیا یہ عمدہ تدبیر نہیں ہے کہ ایک شخص کبھی اپنے آس پاس کے لوگوں کے کہنے پر چلے اور اُن کی باتیں تسلیم کرلے" عمدہ تدبیر کیا ہے؟ خود اپنے اصول پر قائم رہنا بھی اوّل بھی آخر اور یہی اصول ہمیشہ ہونا چاہیے" یہ سب سے عُمدہ نصیحت ہے کہ تو اپنے دھرم پر قائم رہ اور اپنے اصول پر چل اَور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر تو کسی شخص سے دغا نہیں کر سکیگا۔ اس نتیجہ میں کچھ بھی شک نہ سمجھو۔ یہ نتیجہ اسی قدر تحقیق ہے جیسا کہ دن کے بعد رات کا آنا تحقیق ہے"۔

"جب ہم خداوند تعالےٰ کی اعلےٰ ہستی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور جب ہماری زندگی ایک اصول پر مبنی ہے تب ہمیں اس بات کا ڈر نہیں رہتا کہ عام لوگ ہماری نسبت کیا رائے رکھینگے اور لوگ ہم سے ناخوش ہونگے۔ اور ہمیں کامل یقین ہے کہ خداوند تعالےٰ ہماری مدد کریگا۔ اگر ہم اس طرح زندگی بسر کرنا چاہیں کہ دوسرے لوگ ہم سے خوش رہیں تو ہم کبھی اُن کو خوش نہ کر سکینگے۔ اَور جس قدر ہم اُن کو خوش کرنے کے لئے اُن کے مطابق عمل کرینگے۔ اُسی قدر وہ ہم پر زیادہ سختی کرینگے اور ناواجب باتیں کرانا چاہینگے۔ تمہاری اپنی زندگی پر حکومت کرنا ایک ایسا معاملہ ہے جو بالکل تمہارے اور خداوند تعالےٰ کے درمیان ہے اور جب تمہارے اور خداوند تعالےٰ کے سوائے کسی اور ذریعہ سے تمہاری زندگی پر رُعب داب بیٹھ گیا تو تم غلط راستے پر چل رہے ہوئے۔ جب ہم اپنی اندرونی سلطنت پر خود قابض ہو جاتے ہیں اَور لاانتہا ذات باری میں متمکن ہو جاتے ہیں تب ہم اپنے ہادی آپ بن جاتے ہیں۔ جب ہم اپنے لئے خود قانون بن

جلتے ہیں تو ہم اور لوگوں کو جو ادنےٰ قوانین کے مطیع کیا بلکہ غلام ہیں برتر قوانین سے واقف کرا سکتے ہیں +

جب ہم نے اس مرکز کو معلوم کر لیا ہے تب وہ خوشنما سادگی جو در اصل بڑے شخصوں کا ذاتی جوہر ہے اور اُن کے لئے افسوں اور طاقت کا کام دیتی ہے ہماری زندگی میں نمایاں ہوتی ہے۔ پھر ہم ظاہرداری یا بناوٹ کرنے کی کوشش نہیں کرتے کیونکہ اس سے کمزوری پست ہمتی اور اصلی طاقت کی کمی ظاہر ہوتی ہے۔ اس سے اُس شخص کا خیال آتا ہے جو دُم کٹے گھوڑے کی پشت پر سوار ہوتا ہے۔ چونکہ یہ شخص اس بات کو جانتا ہے کہ میں پست ہمت اور کمزور آدمیوں کے جرگہ میں ہوں اور مجھ میں کوئی خوبی نہیں ہے جس سے لوگ میری طرف راغب ہوں اس لئے وہ یہ وحشیانہ طریق اختیار کرتا ہے کہ اپنے گھوڑے کی دُم کو کاٹ ڈالتا ہے تا کہ گھوڑے کی غیر معمولی اور عجیب شکل کے باعث لوگوں کی توجّہ اس شخص کی طرف کھنچ جائے کیونکہ وہ خود اس قابل نہیں کہ لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف قائم کر سکے +

جو شخص ظاہری بناوٹ کرتا ہے وہ اوروں کو دھوکا دینے میں اس قدر کامیاب نہیں ہوتا جس قدر کہ وہ خود دھوکا کھاتا ہے۔ جن لوگوں میں خواہ مرد ہوں خواہ عورت اصلی دانائی اور بصیرت ہے وہ لوگوں کے کاموں کی نسبت فوراً تاڑ جاتے ہیں کہ کن وجوہات اور محرکات سے یہ کام ظہور میں آئے "بڑا وہی ہے جو اپنی اصلی سادگی پر قائم ہے اور دوسروں کی تقلید نہیں کرتا" +

جن لوگوں کو اپنی اندرونی طاقتوں کی اصلیت ٹھیک معلوم ہے وہ لوگ ظاہر میں تو بہت تھوڑا کام کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن در اصل وہ بہت کچھ کر رہے ہیں۔ وہ ظاہر میں بہت تھوڑا کام کرتے ہوئے اس لئے معلوم ہوتے ہیں کہ وہ اعلےٰ تر طاقتوں کے ساتھ ملکر کام کر رہے ہیں۔ مگر یہی باعث ہے کہ وہ بہت کچھ کر رہے ہیں۔ وہ اپنا کام بالا تر سطح پر کر رہے ہیں۔ وہ لا انتہا طاقت سے اپنا تعلق ایسا پورا پورا قائم رکھتے ہیں۔ کہ یہ لا انتہا طاقت اُن کے لئے کام کرتی ہے اور وہ ذمہ واری سے بری ہو جاتے ہیں۔ یہ غنی یا بے پروا لوگ ہیں بے پروا اس لئے ہیں کہ لا انتہا طاقت اُن کے ذریعہ کام کر رہی ہے۔ اور یہ صرف اس لا انتہا طاقت کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں +

نہایت اعلےٰ درجہ کی طاقت حاصل کرنے کا بھید صرف یہ ہے کہ اظہار عمل کے بیرونی ذریعوں کو اندر سے کام کرنیوالی طاقت کے ساتھ شامل کیا جائے اگر تم ایک مصوّر ہو تو جس قدر تم اپنی اندرونی قوتوں کی طاقت سے کام لوگے اُسی قدر تم اوسط درجہ کے مصوّر ہونے کی بجائے بڑے مصوّر بن جاؤگے۔جو الہام تمہیں اپنی روح کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں وہی نہایت اعلےٰ ہیں۔پس ان سے برتر کوئی الہام نہیں جن کو تم مستقل صورت میں لا سکو۔اس لئے کہ یہ اعلےٰ تر الہام تمہاری روح کے ذریعہ تمہیں آئیں یہ ضرور ہے کہ تم اپنی روح کے اندر ہر قسم کے الہام کے اعلےٰ ترین ماخذ یا سر چشمہ یعنی خداوند تعالےٰ کی رَو کو آزادی سے آنے دو۔اگر تم مقرر ہو تو جس قدر تم اپنے ہی ذریعہ گفتگو کرنے والی اعلےٰ تر طاقتوں کے ساتھ ملکر کام کروگے اور اُن کے ساتھ موانست ظاہر کروگے اسی قدر تمہیں انسانوں کا چال چلن سُدھارنے اور اُن کو تحریک دینے میں اصلی طاقت حاصل ہوگی۔اگر تم صرف چلّانے اور زور زور سے ہاتھ پاؤں مارنے پر ہی اکتفا کرتے ہو تو تمہاری تقلید کا اثر صرف بازاری لوگوں پر ہوگا اور وہ تمہارے ساتھ ہو جائینگے مگر جو تم چاہتے ہو کہ خدائے تعالےٰ تمہاری زبان سے بولے اور تمہاری حرکات و اشارات سے کام لے تو ضرور تم بڑے بر اثر مقرر ہوگے۔اور جس قدر تم اس ایزدی رَو کو اپنے اندر آنے دوگے اسی قدر تمہاری تقریر میں عظمت اور صداقت آئیگی+

اگر تم گویے ہو تو تم خداوند تعالےٰ کی طرف رجوع کرو اور اس ایزدی رَو کو راگ کی صورت میں اپنے حلق سے نکلنے دو۔اس میں تمہیں ہزار گنی آسانی معلوم ہوگی اور تم میں اس قدر دلکش اور راحت افزا راگ گانے کی طاقت حاصل ہو جائیگی کہ سننے والوں پر اس کا بہت کچھ اثر ہوگا+

موسم گرما میں جب میرا ڈیرہ کسی جنگل کے کنارے یا اس کے درمیان کھڑا کیا گیا ہے تو میں بعض اوقات صبح کے وقت جب پَو پھٹنے کو ہوتی ہے۔ اپنی چارپائی پڑا ہوا جاگتا رہا ہوں۔اس وقت شروع میں تو بالکل سنسان کا عالم ہوتا ہے۔پھر کہیں کہیں اور کبھی کبھی چیں چیں سنائی دیتی ہے۔اور جب صبح کے کھلنے والے رنگ تھوڑے تھوڑے دکھائی دینے لگتے ہیں تو یہ چیں چیں کی آوازیں بار بار آتی رہتی ہیں۔یہانتک کہ رفتہ رفتہ کل جنگل ملکر خوب زور شور سے گاتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔یہ ہم آہنگی کی آواز کیسی عجیب

معلوم ہوتی تھی! ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا سارے کے سارے درخت ہر ایک گھاس کا پتا جھاڑیاں اور زمین و آسمان سب ملکر اس عجیب راگ میں شریک ہیں۔ پس جب میں نے اس راگ کو برابر سنا تو میں نے خیال کیا کہ راگ کے بارے میں یہ کیسا عمدہ مطالعہ ہے۔ کاش ہم پرندوں سے خوش الحانی سیکھ سکیں کاش ہم ان طاقتوں کو اپنے اندر آنے دیں اور انہیں اپنے میں ظاہر ہونے دیں تو ہم کیا ہی عمدہ گویّے اور لوگوں کے دلوں پر اثر پیدا کرنے والے بن جائینگے +

کیا تمہیں وہ حالات معلوم ہیں جبکہ سینکی صاحب نے اوّل دفعہ "دی نائنٹی اینڈ نائن" کا راگ گایا۔ ہمارے ایک اخبار نویس کا بیان ہے کہ سینکی صاحب کے تمام راگوں میں سے "دی نائنٹی اینڈ نائن" ایک ایسا راگ ہے کہ اس کے باعث اُن کی نہایت ہی شہرت ہوئی ہے۔ اس راگ کو گانے سے پہلے کچھ عرصہ ہوا سینکی صاحب نے مقام ڈنور کے ایک بڑے مجمع میں اس راگ کی اصلیت کا حال سنایا تھا۔ موڈی صاحب کے ساتھ گلاسگو سے اڈنبرا کی طرف روانہ ہوتے ہوئے سینکی صاحب ایک ایسے مقام پر ٹھہر گئے جہاں اخبار بکتے تھے۔ وہاں پر انہوں نے ایک پیسے والا مذہبی اخبار خریدا۔ جب وہ دونو یعنی سینکی صاحب اور موڈی صاحب گاڑی میں جا رہے تھے اخبار پڑھتے پڑھتے سینکی صاحب کی نظر ایک صفحہ کے کونے پر چند چھوٹے چھوٹے شعروں پر پڑی۔ موڈی صاحب کی طرف مخاطب ہو کر اس نے کہا۔ میں اب سے یہ بھجن گایا کرونگا۔ لیکن چونکہ موڈی صاحب اپنے کام میں مصروف تھے انہوں نے کچھ نہ سنا۔ سینکی صاحب کو اتنا وقت نہیں ملا کہ اس بھجن کی لَے ٹھیک کر لیتے۔ اس لئے انہوں نے ان شعروں کو اپنے راگ کی بیاض میں چسپاں کر لیا +

ایک دن ادنبرا کے مقام پر ایک نہایت ہی مؤثر مجمع یا مجلس منعقد ہوئی۔ اس میں ڈاکٹر بونر نے "اچھے چرواہے" کے عنوان پر ایک بڑی تقریر کی۔ اس تقریر کے اختتام کے بعد موڈی صاحب نے اپنے ساتھی کو گانے کے لئے اشارہ کیا۔ اُس کے دل میں یہی خیال آیا کہ میں تیئیسواں زبور گاؤں لیکن یہ زبور وہ بہت دفعہ پہلے گا چکا تھا۔ پھر اُس کے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ شعر گاؤں جو میں نے اخبار میں دیکھے تھے۔ لیکن پھر یہ خیال آیا کہ مجھے راگنی تو معلوم نہیں میں اُن شعروں کو کس طرح گا سکتا ہوں۔ بعد میں ایک اور خیال آیا اور وہ خیال یہ تھا کہ کسی راگنی میں ہو اُنہی شعروں کو گانا چاہئے۔ چنانچہ اُس نے اُن اشعار

کو اپنے آگے رکھ لیا۔ باجا بجانا شروع کیا اور مُنہ کھولکر گانے لگا اور اُسے یہ نہ معلوم تھا کہ میں کہاں جا نکلونگا۔ اُس نے پہلا شعر ختم کیا اور لوگ چپ چاپ سنتے رہے۔ پھر اُس نے ایک لمبا سانس لیا اور تعجب سے اپنے دل میں کہا کہ آیا میں دُوسرا شعر بھی اسی طرح گا سکونگا۔ اُس نے کوشش کی اور وہ اپنی اِس کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد گانا آسان تھا جب وہ سارا بھجن گا چُکا تو تمام مجمع رقت میں آگیا اور گروہ کے گروہ رونے چلاّنے لگے۔ سینکی صاحب کہتے ہیں کہ یہ میری زندگی کا نہایت ہی نازک موقع تھا۔ موڈی صاحب نے فرمایا کہ میں نے ایسا راگ کبھی نہیں سُنا۔ یہ راگ ہر ایک مجلس میں گایا گیا اور فوراً تمام دنیا میں پھیل گیا +

جب ہم اپنے اندر نہایت اعلےٰ درجہ کے الہاموں کے آنے کے لئے طیار ہیں تو وہ ضرور آئینگے۔ جب ہم کلام ربّانی کی طرف رجوع نہیں کرتے تو ہم خواہ کیسا ہی کام ہو اُس میں نہایت اعلےٰ درجہ کے نتائج حاصل نہیں کر سکتے +

گر تم مصنّف ہو تو تمہیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ عمدہ تصنیف لکھنے میں کامیاب ہونے کے لئے ایک بڑی نصیحت یہ ہے۔ اپنے دل کے اندر غور کرو اور لکھو۔ جو خیالات اندر سے اُبھیں اُنہی کو ظاہر کرو اور کسی طرح کا خوف نہ کرو۔ اور اپنی روح کی تحریکات پر ٹھیک ٹھیک عمل کرو۔ یاد رہے کہ کوئی مصنّف جیسا کہ وہ خود ہے اس سے زیادہ عمدہ نہیں لکھ سکتا۔ اگر وہ زیادہ عمدہ لکھنا چاہے یا خیالات ظاہر کرنا چاہے تو یہ ضرور ہے کہ خود بھی وہ زیادہ عمدہ ہو۔ وہ محض اپنے اندرونی خیالات کی ہو بہو نقل کرتا جاتا ہے۔ ایک طرح سے وہ اپنے آپ کو اپنی کتاب میں لکھ کر ظاہر کرتا ہے۔ پس جس قسم کا وہ خود ہے۔ اس سے زیادہ وہ اپنی کتاب میں ظاہر نہیں کر سکتا +

اگر وہ شخص خود اپنی ذات پر بھروسا رکھتا ہے ارادے کا مضبوط ہے۔ تاثّرات کا پکّا ہے اور ہمیشہ نہایت اعلےٰ درجہ کے الہاموں کو اپنے اندر آنے دیتا ہے تو اس کی کتاب یا تصنیف کے صفحوں میں کچھ ایسی ناقابل بیان اور عمدہ تاثیر آجاتی ہے جس سے اُن صفحوں میں جان پڑ جاتی ہے اور گویا اُن میں اس قدر بھاری طاقت آجاتی ہے کہ ناظرین کو بھی وہی الہامات سُوجھنے لگتے ہیں جو مصنّف کے اندر ظاہر ہوئے تھے۔ جو کچھ سطروں میں لکھا ہوا ہوتا ہے اُس کے ظاہری معنوں کی نسبت اُن کا اصلی مدعا کچھ اور ہوتا ہے جس کے سمجھنے کے لئے

ایزدی الہام کی ضرورت ہے۔مصنّف نے جس نیّت سے لکھا ہے اس اصلی مدعا کی تہ کو پہنچنے سے یہ جادو کی طاقت حاصل ہوتی ہے۔اِس قسم کا اثر پیدا کرنے کے باعث یہ کتاب معمولی کتابوں سے بڑھ جاتی ہے اور اعلےٰ تر درجہ کی کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔اسی کے باعث سو کتابوں میں سے اس ایک کتاب کی بہت کچھ قدر ہوتی ہے اَور کئی بار چھپکر ہاتھوں ہاتھ بک جاتی ہے۔ اور ننانوے کتابیں ایسی ہیں کہ وہ ایک ہی بار چھپکر رہ جاتی ہیں+

یہی روحانی طاقت ہے جس کو اپنی ذات پر بھروسا کرنے والا مصنّف اپنی تصنیف میں ڈالتا ہے اور اسی وجہ سے وہ جھٹ پٹ بکتی چلی جاتی ہے۔ کیونکہ کسی کتاب کے زیادہ شائع ہونے کا یہی طریقہ ہے کہ ہر ایک شخص اُس کتاب کو خود پڑھے اَور دوسرے کو سنائے۔اسی روحانی طاقت کے باعث بہت دفعہ ایسا ہوُا ہے کہ جب ایک کتاب ایک پڑھنے والے کو بہت پسند آئی وہ اُس کی بہت سی کاپیاں دوسروں کے لئے خرید لیتا ہے۔ایموسن صاحب فرماتے ہیں۔ ”ایک عمدہ نظم کی کتاب دنیا میں معقول شخصوں کے پاس پہنچ جاتی ہے اور یہ لوگ اُسے نہایت خوشی سے پڑھتے ہیں اَور اپنے جیسے معقول پڑوسیوں کو پڑھنے کے لئے دیدیتے ہیں یا اُس کے خیالات اُن پر ظاہر کرتے ہیں۔اس طرح سے یہ کتاب عقلمند اَور فراخ حوصلہ روحوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور اُن کے اندرونی خیالات کی تصدیق کرتی ہے اور اُن کی دلی ہمدردی کے باعث درحقیقت اپنے آپ کو مشتہر کرتی ہے+

یہ اس قسم کا مصنّف ہے جو اس خیال سے نہیں لکھتا کہ میری کتاب علمی کتابوں میں داخل ہو جائے بلکہ وہ محض اس خیال سے لکھتا ہے کہ میرے خیالات کا لوگوں کے دلوں پر اثر ہو۔میں اُن کے لئے نہایت عمدہ اور قیمتی شے مہیّا کروں ایسی شے جس سے اُن کے خیالات وسیع ہوں اَور اُن کی زندگی خوشگوار خوشنما اور مالا مال ہو جائے۔جس سے وہ اعلےٰ تر زندگی کو معلوم کرسکیں۔ اور ساتھ ہی اعلےٰ درجہ کی قوتوں اَور خوشیوں کو حاصل کرسکیں۔اور ہمیشہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر یہ مصنّف لوگوں کے دلوں پر اثر کرنے میں کامیاب ہوجائے تو وہ کتاب خود بخود علمی کتابوں میں داخل ہو جاتی ہے اور ایک اعلےٰ تصنیف سمجھی جاتی ہے اَور اگر وہ شروع ہی سے یہ خیال رکھتا کہ یہ کتاب علمی کتابوں میں داخل ہو جائے اور اسی غرض سے لکھتا تو اس کتاب کی اتنی قدر نہ ہوتی+

برعکس اس کے جو شخص پگ ڈنڈیاں چھوڑ کر ادھر اُدھر چلنے سے ڈرتا ہے اور جو مصنوعی قاعدوں کا پابند رہتا ہے یا یہ کہو کہ جو شخص لکیر کا فقیر ہے وہ اپنی قوت متخیلہ کی اختراعی طاقتوں کو اپنی ہی بنائی ہوئی حدوں میں محدود رکھتا ہے۔ زمانۂ حال کے مصنفوں میں سے ایک نہایت مشہور مصنف کا بیان ہے "میری کتاب میں صنوبر کے درختوں کی خوشبو آئیگی اور شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی آواز سُنائی دیگی۔ ابابیلیں جو اپنے گھونسلے بنانے کے لئے اپنی چونچوں میں تنکے لئے ہوئے میری کھڑکی میں سے دکھائی دیتی ہیں۔ اس میری کتاب میں بھی اپنے گھونسلے بنائینگی" اے حلیم دانا شخص! یہ بہت بہتر ہے کہ اس کتاب میں صنوبر کے درختوں کی خوشبو آئے اور شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ سُنائی دے بجائے اس کے کہ اس کتاب میں اُن قاعدوں کی بو آئے یا وہ قاعدے بھر دیئے جائیں جن کو ایک ادنےٰ لیاقت کا شخص تمہارے جیسے چند بڑے بڑے اور بے باکانہ لکھنے والے مصنفوں کی کتابوں کا مطالعہ کرکے اخذ کر لیتا ہے اور اس طرح سے اُن قاعدوں کو ترتیب دیکر ایک چھوٹی سی علم انشا یا صنائع و بدائع کی کتاب بنا دیتا ہے" وہ لوگ کسی کام کے نہیں جو اس غرض سے مطالعہ کرتے ہیں کہ جو کچھ پہلے وقتوں میں کیا گیا تھا بعینہ وہی اب کیا جائے۔ یہ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ حال کا زمانہ ایک نیا زمانہ ہے۔

جب شیکسپئیر پر یہ الزام لگایا گیا کہ اُس نے اپنے زمانہ کے مصنفوں سے بہت کچھ لیا ہے تو لینڈڈ صاحب نے اس کا یہ جواب دیا "تاہم جن شخصوں سے اُس نے لیا ہے اُن کی نسبت اُس کی تصنیف میں زیادہ جان اور تازگی پائی جاتی ہے۔ اُس نے مردہ لاشوں میں دم پھونکا اور انہیں زندہ کیا" یہ اس قسم کا شخص ہے جو دنیا کے راستے پر نہیں چلتا بلکہ دنیا کو اپنے راستے پر چلاتا ہے ✣

میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں لاانتہا ذات باری کی تقلید کروں جو در اصل میرا حق ہے بجائے اس کے کہ کسی فصیح یا بلیغ شخص کے بنائے ہوئے قاعدوں کا غلام بنوں یا کسی نکتہ چین یا مُو شگاف کی راہوں پر چلوں۔ آہ! میں لوگوں کے لئے لکھنا چاہتا ہوں۔ میں لوگوں کو ایک ایسی شے دینا چاہتا ہوں جس سے ہماری روزمرہ کی زندگی کی تکلیفیں ہلکی ہوں ایسی شے جس سے اس دنیا میں لطف حاصل ہو اور عاقبت میں اُمید ہو۔ ایسی شے جو اس

بے فکر اور شہوت پرست انسان کو زیادہ غور و خوض کرنے والا شریف اور حلیم بنا دے ایسی شے جو اس بزدل اور ڈر پوک والی عورت کی خفیہ طاقتوں کو متحرک اور پُر جوش بنا دے۔ یہ طاقتیں حرکت میں آکر ایک ایسا اثر پیدا کریںگی جس کی کوئی مزاحمت نہیں کر سکیگا اور جس اثر کو دیکھ کر وہ خود بھی حیران رہ جائیگی۔ میں ایک ایسی شے دینا چاہتا ہوں جس سے ہر ایک شخص کو ہر ایک انسانی روح کی ایزدی طاقت کا علم ہو جائے ایسی شے جس سے ہر ایک شخص اپنی ہی ایزدی طاقت کو معہ اُس کی تمام متعلقہ حشمت عظمت اور طاقت کے بخوبی سمجھ جائے۔ میں ایک دفعہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤں اور پھر مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ ایا نکتہ چین شخص میری تعریف کرتے ہیں یا بُرائی کرتے ہیں۔ اگر وہ میری بُرائی کرتے ہیں تو اُس حالت میں انکی بُرائی ایسی ہی سمجھی جائیگی جیسے کہ لاثانی راگ یا آواز کے مقابلہ میں جو نرم نرم موسم بہار کی ہوا کے باعث بڑے بڑے صنوبر کے جنگل میں سے آ رہی ہو۔ نیچے زمین پر گری ہوئی چند سوکھی لکڑیوں کا چٹخنا +

اگر تم پادری ہو یا کسی مذہب کے واعظ ہو تو جو مذہبی مسئلے انسان نے خود گھڑ لئے ہیں اور جن پر بہت سے لوگوں کا اعتقاد ہے جس قدر تم اپنے تئیں اُن مسئلوں سے بری سمجھوگے اور جس قدر تم ایزدی رَو کو اپنے اندر آنے دوگے اسی قدر تمہارا کلام مستند ہوگا۔ جس قدر تم ایسا کروگے اسی قدر تم نبیوں کے اقوال کا کم مطالعہ کروگے اور خود نبی بننے لگوگے۔ یہ راستہ تمہارے لئے بعینہ ایسا کھلا ہوا ہے جیسا کہ کسی اَور کے لئے کھلا ہے ہ

یاد رکھو کہ دنیا میں جو بڑے بڑے نبی پیغمبر اَور اولیا ہوئے ہیں اُنہوں نے بذات خود یہ دعوے نہیں کیا کہ یہ رُتبہ ہمیں کو حاصل ہے اور اَور کوئی شخص اس رُتبے پر نہیں پہنچ سکتا۔ سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے ابدی قوانین سے کام لیا ایزدی رَو کو اپنے اندر آزادی سے داخل ہونے دیا۔ خداوند تعالے سے اپنی یگانگت معلوم کی اَور اعلا درجہ کی پاک زندگی بسر کی اس سے اُن کو یہ درجہ حاصل ہوا اَور ہم بھی انہی کیسی پاک زندگی بسر کرنے سے اُن جیسے بنسکتے ہیں +

چونکہ صرف ظاہری رسومات کو مذہب خیال کیا جاتا ہے اِس لئے لوگ ان سے متنفر ہیں۔ اور بہت سے کم مایہ لوگ تو یہ کہتے ہوئے سُنائی دیتے ہیں کہ مذہب نیست و نابود ہوتا جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جو شے در اصل پیدا

ہی نہیں ہوئی وہ کس طرح معدوم ہو سکتی ہے۔اور عام لوگوں کے لحاظ
سے تو مذہب ابھی جنم لینے لگا ہے یعنی لوگ اب ہوش میں آئے ہیں اور سمجھنے
جاتے ہیں کہ اصلی مذہب کیا شے ہے۔مذہب کا نیست و نابود ہونا تو خیال
ہی میں نہیں آ سکتا۔مذہب انسانی روح کا ایسا ہی جزو ہے جیسا کہ انسانی
روح خدا کا جزو ہے۔اور جب تک کہ خدا اور انسانی روح قائم ہیں تب
تک مذہب ہرگز نیست و نابود ہو نہیں سکتا۔

خدا کا شکر ہے کہ بہت سے ظاہری رسم و رواج اور بے سود اور
بے معنی مسئلے اور عقیدے جن کو مذہب سمجھا جاتا ہے آج کل کے
زمانہ میں بہت جلد معدوم ہوتے جاتے ہیں۔ان کے معدوم ہونے
کے دو طریقے ہیں۔اوّل طریقہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ اِس ظاہری مذہب
سے دق آ گئے یا اُکتا گئے اور وہ اپنے دل میں یہ سمجھنے لگے ہیں کہ صرف اِن
ظاہری باتوں کے کرنے سے تو کچھ نہ کرنا بہتر ہے۔وہ اس ظاہری مذہب کو
اس طرح چھوڑتے جاتے ہیں جیسے کہ درخت شروع موسم سرما میں پت جھڑ
ہو جاتا ہے۔دوسرا طریق یہ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کے اندر
ایزدی نفس جوش مار رہا ہے اور جو ایزدی رَو کو اپنے اندر آنے دیتے ہیں اور یہ نئی
قسم کی زندگی پرانی زندگی کو پرے دھکیل رہی ہے جس طرح کہ موسم بہار میں
درخت کے پرانے پتوں کی بجائے نئی کونپلیں نکل آتی ہیں۔اور جس طرح کہ
لوگ ہر طرف سے اس پرانے مذہب کو چھوڑتے جاتے ہیں فی الحقیقت اس
بات کے دیکھنے سے نہایت لطف آتا ہے اور دل میں جوش پیدا ہوتا ہے۔

ہمارے مندروں گرجاؤں اور مسجدوں میں جو لوگ صرف ظاہری رسومات کو
ماننے والے ہیں اور جو اصلی مذہب کی تلقین نہیں کرتے گویا روٹی کی بجائے پتھر
دیتے ہیں اور جان ڈالنے والے اناج کی بجائے بھوسی اور چھلکے دیتے ہیں اگر
ان لوگوں کی بجائے ایسے لوگ ہوں جن میں اعلیٰ درجہ کے الہام آتے رہتے ہیں۔
اور جو ایزدی قوانین کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔پھر جو لوگ مذہب کو معدوم
ہونا خیال کرتے ہیں اُن سے سوال کرو "در اصل جلتا کوئلا ہی اور کوئلوں کو
سلگاتا ہے اور بجھا ہوا کیا سلگائیگا"۔اسی لئے جو لوگ خود الہام الٰہی کے قائل ہیں
اور جو اسی وجہ سے لوگوں کو نہایت بیش قیمت اور پر معنی پیغام دینا چاہتے ہیں۔
اور جو اس پیغام کو ایسی پُرجوش اور موثّر تقریر میں بیان کر سکتے ہیں کہ اس سے

لوگوں کی روحیں تسخیر ہو جاتی ہیں ایسے پاک اور سچے شخص مندروں وغیرہ میں ہونے چاہئیں پھر تم دیکھوگے کہ مندر گرجا اور مسجد سونی نہیں رہینگی۔ اُن میں اتنے لوگ آئینگے کہ اُن کے لئے جگہ بھی نہیں ملیگی۔ "صدف کو توڑنے ہی سے موتی نکل سکتا ہے"۔ پس ہمیں کسی نئے الہام یا نئی آسمانی کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ ہمارے ہاں ہر جگہ اور ہر مذہب میں موجود ہے۔ اُس کی روحِ رواں کو حرکت دینے کی ضرورت ہے۔ پھر رفتہ رفتہ جب ہم ان موجودہ الہاموں سے فائدہ اُٹھائینگے۔ تو ہمیں نئی نئی باتیں بھی سوجھیں گی لیکن پہلے ہی سے یہ باتیں نہیں سوجھ سکتیں +

ایک شخص کا بیان ہے "تمام دنیا میں انسانی روح کو اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ پرانے مذہب پر جس کو سب لوگوں نے تسلیم کر لیا ہے نہایت فصاحت سے وعظ کی جائے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ خداوند تعالےٰ کی لاانتہا روح ہر ایک کام میں جوش دلانے اور نہایت موثر بنانے کے لئے داخل کیجائے۔ اور میں اپنے ذاتی تجربہ سے اس امر کی شہادت دے سکتا ہوں کہ یہ ایزدی روح یا الہام انسانی روح کی ضروریات کے عین مطابق ہے۔ جیسے کہ صبح کی ہوا یا نسیم سحری درختوں کو خوشنما اور تروتازہ بنا دیتی ہے۔ اسی طرح جو لوگ ایزدی روح کو اپنے نفس کے اندر آنے دیتے ہیں وہ صاحب کشف ہو جاتے ہیں۔ ایزدی الہام سے انسانی روح میں بہت کچھ جوش آجاتا ہے۔ تمام انسان میں نئے سرے سے جان پڑ جاتی ہے۔ اُس کے حواس اور جذبے نئے ہو جاتے ہیں اس کی عقل اور تاثرات اور قوت متخیلہ سب از سر نو جنم لیتی ہیں۔ جس قدر اُسے معلوم ہے اُس سے زیادہ تبدیلی ظہور میں آتی ہے۔ اور اُسے تعجب ہوتا ہے کہ اس ایزدی الہام سے کیا کیا طاقتیں اُس شخص میں نمایاں ہوتی ہیں۔ وہ معلوم کرتا ہے کہ میری اصلی حالت ناقابل بیان ہے اور اس لئے اُس کو تحقیق ہو جاتا ہے کہ آئندہ ضرور اور بھی حیرت انگیز باتیں ظہور میں آئینگی۔ اور میں اپنے ناظرین سے کہتا ہوں کہ اسی میں خداوند تعلےٰ کی ہستی اور ابدی انسانی اُمید کی موجودگی ثابت ہوتی ہے۔ الہام ایزدی کا دم نئے سرے سے روح میں پھونکو روح کے پُرانے خیالات کو تازہ کرو اور حالت ایزدی کو حاصل کر لو۔ اس وقت تمہیں اپنے اندر سے اس طرح صاف صاف نظر آئیگا جس طرح کہ دنیا باہر سے نظر آتی ہے۔ فی الحقیقت قدرت اور دنیا کے تمہارے

بیرونی اور بالائی تجربے کی نسبت تمہارا زندگی کا اندرونی تجربہ اور خداوند تعالےٰ میں لا انتہا امید کا ہونا تم پر بہت زیادہ اثر کریگا''۔

اس کل کائنات میں طاقت کا سرچشمہ صرف ایک ہے پس تم خواہ کچھ ہی ہو مثلاً مصور۔خوش تقریر۔علم موسیقی داں مصنّف مذہبی واعظ وغیرہ وغیرہ یہ جان لو کہ طاقت حاصل کرنے اور اُسے تسخیر کرنے کے یہ معنے ہیں کہ لا انتہا طاقت کے ساتھ ملکر اس طرح کام کیا جائے کہ وہ طاقت برابر تمہارے ذریعہ کام کرتی رہے اور ظاہر ہوتی رہے۔اگر تم اس بات میں قاصر رہوگے تو ہر ایک بات میں قاصر رہوگے۔اگر تم یہ نہ کر سکوگے تو تمہارا کام خواہ کچھ ہی ہو تیسرے یا چوتھے درجہ کا ہوگا یعنی بہت ہی ادنےٰ ہوگا ممکن ہے کہ وہ کبھی کبھی دوسرے درجہ کا ہو جائے لیکن یہ قطعی ہے کہ وہ اوّل درجہ کا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور تمہارے لئے یہ بات قطعی ناممکن ہوگی کہ تم کبھی اپنے کام پر پورے پورے حاوی ہو سکو۔

جو کچھ رائے تم اپنی بابت رکھوگے اُس سے تمہارے کام کی کامیابی یا ناکامیابی تحقیق ہو جائیگی۔جب تک کہ تم مادّی اور عقلی دنیا میں زندگی بسر کروگے۔ تب تک تم ان کی قید میں رہوگے۔مگر جب تم لا انتہا زندگی اور طاقت سے اپنی یگانگت سمجھنے لگوگے اور اس لا انتہا طاقت کو اپنے اندر آزادی سے آنے دوگے تو تم دیکھوگے کہ تم زندگی کی بالکل نئی صورت میں داخل ہو گئے ہو اور اب تمہاری طاقت روزمرہ بڑھتی جاتی ہے۔پھر یہ بات سچ ہوگی کہ تمہاری اکیلے کی طاقت دس آدمیوں کی طاقت کے برابر ہوگی کیونکہ تمہارا باطن صاف ہے۔

ہر شے کی افراط۔اقبالمندی کا قانون

یہ لا انتہا افراط کی روح ہے۔یعنی وہ طاقت جو تمام چیزوں کو مادی صورت میں لائی ہے اور ہمیشہ لاتی رہتی ہے۔جو شخص اس لا انتہا طاقت کے ساتھ اپنی یگانگت سمجھکر زندگی بسر کرتا ہے وہ مثل مقناطیس کی جن جن چیزوں کو وہ چاہتا ہے اُن کو برابر اپنی طرف کشش کرتا رہتا ہے۔

اگر کوئی شخص اپنے دل میں مفلسی کا خیال رکھیگا۔تو وہ مفلس ہوگا اور غالب ہے کہ وہ مفلسی کی حالت میں رہیگا۔اگر کوئی شخص موجودہ حالتوں

کا چنداں خیال نہ کرکے اپنے دل میں خوشحالی کا خیال رکھیگا تو وہ اُن قوتوں کو حرکت میں لاتا ہے جن سے وہ کبھی نہ کبھی ضرور خوشحال ہو جائیگا۔ کُل کائنات میں قانون کشش متواتر عمل کرتا رہتا ہے اور اس کے متعلق ایک بڑی اور غیر متغیر بات ہم نے یہ معلوم کی ہے کہ ہمجنس ہمجنس کو کشش کرتا ہے +

اگر ہم اور یہ لا انتہا طاقت جو تمام چیزوں کا سرچشمہ ہے ایک ہی ہیں تو پس جس قدر ہم اس یگانگت کو سمجھکر زندگی بسر کرینگے اسی قدر ہم میں ایک ایسی طاقت محسوس ہوگی جس کے باعث تمام مرغوب طبع اور پسندیدہ چیزیں ہم کو افراط سے میسر ہونگی۔ اس طرح سے ہم میں ایک ایسی طاقت حاصل ہو جائیگی جس کے باعث ہم جن صورتوں یا حالتوں کو چاہتے ہیں اُنہیں ہر وقت مہیا کر سکیں گے +

جس طرح کہ اس وقت تمام راستی موجود ہے اور ہمیں صرف اُسے معلوم کرنیکی ضرورت ہے۔ اسی طرح تمام چیزیں جو ہماری موجودہ ضروریات کے لئے درکار ہیں اس وقت موجود ہیں اور ہماری صرف اُس طاقت کی انتظار کر رہی ہیں جس سے ہم ان سب کو اپنے تصرف میں کر لیں۔ خداوند تعالےٰ تمام چیزوں کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے۔ اس کا ہمیشہ یہ حکم ہے۔ اے میرے بچے! تو مجھے ہر حالت میں تسلیم کر اور جس قدر تو ایسا کریگا اور جس قدر تو اس پر عمل کریگا اسی قدر یہ جان لے کہ جو کچھ میرا ہے وہی تیرا ہے۔ خداوند تعالےٰ تمام شخصوں کو فیاضی سے دیتا ہے اور کسی کو زجر و توبیخ نہیں کرتا۔ در اصل جو لوگ نیک بنکر اور سچی اطاعت اختیار کرکے اُس سے مانگتے ہیں وہ اُن سب پر بخشش کرتا ہے۔ وہ کسی کو اچھی چیزیں لینے کے لئے مجبور نہیں کرتا +

اس پُرانے اور کسی قدر مروّجہ خیال کی مطلقاً کوئی بنیاد نہیں ہے کہ پاکبازی اور مفلسی دونوں لازم ملزوم ہیں اور جس قدر جلدی ہم اس خیال کو ترک کر دیں اسی قدر بہتر ہوگا۔ یہ خیال اسی طرح پیدا ہوا جس طرح کہ سخت نفس کشی کا خیال پیدا ہوا۔ اور اُس زمانے میں پیدا ہوا۔ جبکہ لوگوں میں یہ خیال پھیلا ہوا تھا کہ بالضرور روح اور نفس امارہ میں ایک قسم کی تضاد ہے۔ اس لئے یہ خیال اُن لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوا جو زندگی کی بابت متعصبانہ اور یک طرفہ رائے رکھتے تھے۔ اصلی پاکبازی در اصل اصلی دانائی ہے جو شخص حقیقت میں عقلمند ہے اور جو خداوند تعالےٰ کی دی ہوئی

طاقتوں اور قوتوں سے کام لیتا ہے اُس کے لئے اس کل کائنات کا خزانہ ہمیشہ کھُلا ہوا ہے۔جو کوئی کچھ مانگتا ہے ہمیشہ اُس کی خواہش کے مطابق اُس کو ملتا ہے بشرطیکہ یہ خواہش جائز اور عاقلانہ ہو۔جب کوئی شخص ان اعلےٰ قوانین کو بخوبی سمجھ لیتا ہے تو اُس کے دل کو مفلسی یا احتیاج کا ڈر کبھی تکلیف نہیں پہنچاتا+

کیا تم نوکری سے برطرف ہوگئے ہو اور اس لئے نوکری کی تلاش میں ہو؟ اگر تمہارے دل میں یہ ڈر بیٹھ جائے کہ ہمیں اور نوکری نہیں ملیگی تو غالب ہے کہ عرصہ دراز کے بعد شاید تمہیں کوئی نوکری مل جائے یا جو نوکری تمہیں ملے گی فی الحقیقت نہایت ادنےٰ درجہ کی ہوگی۔خواہ موقعے یا حالتیں کچھ ہی ہوں۔ مگر تمہیں اس بات کا سمجھنا ضروری ہے کہ تمہارے اندر ایسی طاقتیں اور قوتیں ہیں جن کو عمل میں لانے سے تم تمام ظاہری یا عارضی نقصانوں پر غالب آسکوگے۔ اِن قوتوں کو عمل میں لانے سے تم اپنے اندر ایک مقناطیسی طاقت قائم کروگے جس سے تمہیں ایک ایسی نوکری مل جائیگی جو تمہاری پہلی نوکری سے جس سے تم برطرف کئے گئے ہو بہت بہتر ہوگی اور جلدی ہی ایک ایسا وقت آئیگا جب تم اس بات کا شکریہ ادا کروگے اور کہوگے کہ اچھا ہوا پہلی نوکری جاتی رہی+

یہ جان لو کہ تمہارے اندر اور تمہارے ذریعہ وہی لا انتہا طاقت کام کر رہی ہے جو اس کائنات میں تمام چیزوں کو پیدا کرتی ہے اور ان کو قابو میں رکھتی ہے اور جو طاقت مختلف دنیاؤں کے لا انتہا نظاموں پر حکومت کرتی ہے۔خیال ایک قوت ہے اور جب اس خیال کو ٹھیک راستہ پر لگایا جائے اور عقلمندی سے اس کی رہنمائی کی جائے تو اس میں بے حد پوشیدہ طاقت ہوتی ہے۔پس یہ خیال ظاہر کرو کہ مناسب نوکری یا مناسب کام مناسب وقت میں جائز طور پر تمہیں مل جائیگا اور جب وہ کام تمہیں ملجائے تو تم اُسے جان لوگے اسی خیال پر جمے رہو اسے کمزور نہ ہونے دو اس پر مستقل رہو اور پختہ امید سے اسے ہمیشہ ترو تازہ کرتے رہو۔اس طرح سے تم اپنا اشتہار گویا ایک روحانی پرچے میں چھپواتے ہو۔یہ پرچہ تھوڑے لوگوں کے پاس نہیں جاتا بلکہ یہ اس دنیا اور نیز کل کائنات کی دور دراز حدوں تک پہنچ جاتا ہے۔علاوہ ازیں اگر یہ اشتہار تمہاری طرف سے جائز طور پر دیا جائے تو اُس سے زیادہ کامیابی حاصل ہوگی اور اتنی کامیابی کسی چھپے ہوئے اخبار میں دینے سے نہیں ہو سکتی گو وہ اخبار اشتہار دینے کا نہایت عمدہ ذریعہ کیوں نہ سمجھا جاتا ہو۔جس قدر تم اس بات کو بخوبی

سمجھوگے اور اعلےٰ تر قوانین اور قوتوں کے مطابق زندگی بسر کروگے اسی قدر تم یہ کام عمدہ طور سے کر سکوگے +

اگر تم اخباروں میں "چاہیئے" "ضرورت ہے" اس قسم کے اشتہاروں کو پڑھنا چاہو تو معمولی طور پر نہ پڑھو۔ اعلےٰ تر قوتوں کو عمل میں لاؤ اور اس طرح اس کی بنیاد بلند تر رکھو۔ جب تم اخبار پڑھنے لگو تو نفس کی مندرجہ ذیل حالت اختیار کرو۔ اگر اس پرچے میں کوئی ایسا اشتہار ہے جس کا جواب دینا میرے لئے بہتر ہوگا تو جونہیں میں اشتہار پر آؤنگا میں اُسے پہچان لونگا۔ یہ کہو اس پر یقین کرو اور اُمید رکھو۔ اگر تم یہ بات پورے پورے اعتقاد سے کرلو تو جب تم ٹھیک اشتہار پر آجاؤگے تو تمہارا ضمیر تمہیں ہدایت دیگا اور یہ اندرونی ہدایت صرف یہی ہے کہ تمہاری روح تم سے باتیں کر رہی ہے۔ جب تمہاری روح تمہیں اس طرح ہدایت کرے تو فوراً اُس پر عمل کرو +

اگر تمہیں نوکری ملجائے اور یہ نوکری تمہارے حسب منشا نہ ہو اور اگر تم یہ محسوس کرو کہ تمہیں اس سے بہتر نوکری ملنی چاہیئے تھی تو جو ہیں تم یہ نوکری منظور کرو اُس وقت اپنے دل میں یہ سمجھ لو کہ یہ نوکری صرف ایک ذریعہ ہے جس سے تمہیں اور بہتر نوکری مل سکیگی۔ اس خیال پر ثابت قدمی سے قائم رہو اس کو کہو اس پر یقین کرو اور اس کی امید رکھو۔ اور جو نوکری تمہیں اب ملی ہے اس کو نہایت وفاداری اور جانفشانی سے انجام دو۔ اگر تم اس نوکری میں اپنا کام وفاداری سے نہ کروگے تو اغلب ہے کہ یہ نوکری تمہیں اس سے بہتر نوکری ملنے کا ذریعہ نہ ہوگی بلکہ اس سے بدتر نوکری ملنے کا باعث ہوگی۔ اگر تم اپنی اس نوکری میں وفاداری سے کام کروگے تو ممکن ہے کہ ایسا وقت جلدی آجائے جب تم شکر گزار ہوگے اور خوش ہوگے کہ تمہاری پرانی نوکری جاتی رہی +

اقبالمندی کا قانون یہ ہے۔ جب بظاہر ادبار کے آثار نمایاں ہوں تو ہمت نہ ہارو بلکہ اس سے جہانتک ہوسکے فائدہ اُٹھاؤ اور ہمیشہ بہتر چیزوں اور زیادہ اقبالمند حالتوں کی اُمید رکھو۔ اپنے نفس کو اس حالت میں رکھنے سے تم اُن زودرس خاموش اور ناقابل مزاحمت قوتوں کو عمل میں لاتے ہو جس سے تمہارا خیال کبھی نہ کبھی مادی صورت اختیار کر لیگا۔ خیالات میں مخفی طاقت ہوتی ہے اور خیالات کو دل میں جائز طور پر جگہ دینے اور وسعت دینے سے وہ مادی صورت اختیار کر لیتے ہیں +

ایک لمحہ بھی شکایت کرنے میں صرف نہ کرو بلکہ اُس وقت سے یہ فائدہ اُٹھاؤ کہ جو حالتیں تم چاہتے ہو اُن کے میسّر آنے کی اُمید رکھو۔اپنے دل میں بہبودی کا خیال رکھو اور اپنے آپ کو حالت عروج میں دیکھو۔یہ کہو کہ ہم جلدہی ہی عروج یا اقبالمندی کی حالت میں پہنچ جائینگے۔اس بات کو چپکے سے لیکن اطمینان اور دلجمعی سے مستقل ارادہ ہوکر ظاہر کرو۔اس بات میں کامل یقین کرو۔اس بات کی توقّع رکھو اور ہمیشہ یہی خیال رکھو کہ یہ ہماری اُمید بر آئیگی۔اس طرح سے تم میں اپنی مطلوبہ چیزوں کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے ایک مقناطیسی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ان باتوں کو سمجھانے اور ظاہر کرنے سے ہرگز نہ ڈرو کیونکہ ایسا کرنے سے تم ایک ایسا خیال ظاہر کروگے جو خود بخود مادّی صورت اختیار کرنے لگیگا۔اس طرح سے تم اس دنیا میں نہایت زودرس اور طاقتور ذریعوں سے فائدہ اٹھاؤ گے۔اگر تم خاصکر کوئی ایسی چیز چاہتے ہو جس کا ہونا تم اپنے لئے عمدہ اور مناسب سمجھتے ہو جس سے تمہاری زندگی کا دائرہ وسیع ہو یا جس کے باعث تم اوروں کو زیادہ فائدہ پہنچا سکو تو یہ خیال اپنے دل میں باندھو کہ مناسب وقت پر مناسب طریقے سے اور مناسب ذریعہ سے تمہیں ایک ایسا طریق سوجھیگا یا ایسا سامان بن جائیگا جس سے تم اپنی مراد کو پہنچ جاؤ گے ؛

مجھے ایک نوجوان شریف زادی کا حال معلوم ہے کہ اُسے کچھ عرصہ پیشتر کچھ روپے کی بہت سخت ضرورت تھی۔یہ روپیہ اُسے کسی نیک مطلب کے لئے درکار تھا اور اُس کے دل میں یہ خیال آیا کہ کوئی وجہ نہیں کہ مجھے یہ روپیہ نہ ملے۔یہ وہ عورت ہے جس نے اندرونی قوتوں کی طاقت کو سمجھ لیا ہے۔اُس نے اپنے نفس میں اس مذکورہ بالا خیال کو قائم رکھا۔صبح کے وقت وہ چند لمحوں تک خلوت گاہ میں رہی۔اس طرح پر اُس نے اعلےٰ تر طاقتوں سے موانست ظاہر کی۔دن ختم ہونے سے پہلے ایک شریف آدمی اُس کے مکان پر آیا یہ شخص اس خاندان میں سے تھا جس خاندان سے یہ عورت واقف تھی۔اس شخص نے اُس سے پوچھا کہ ایا تم ہمارے خاندان کے لئے جو کام ہم کرانا چاہتے ہیں کردوگی۔وہ کسی قدر حیران ہوئی کہ یہ لوگ مجھ سے یہ خاص کام کیوں کرانا چاہتے ہیں۔لیکن اُس عورت نے اپنے دل میں یہ کہا ‘‘یہ کام خدا کی طرف سے ملا ہے۔میں اسے قبول کرتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے’’ اُس نے وہ کام منظور کر لیا اور نہایت خوش اسلوبی سے اُسے انجام دیا۔جب

وہ کام ختم کر چکی تو اُنہوں نے اُسے اس قدر زیادہ روپیہ دیا کہ اُتنے کی اُسے توقع نہ تھی۔ اُس عورت نے خیال کیا کہ جو کام میں نے کیا ہے یہ روپیہ اُس کی اُجرت سے بہت زیادہ ہے۔ اُس نے لینے سے انکار کیا۔ اُس خاندان کے لوگوں نے جواب میں یہ کہا "یہ روپیہ زیادہ نہیں ہے۔ جو کچھ ہم تمہیں دیتے ہیں اُس سے بہت بڑھ کر تم نے ہماری خدمت کی ہے۔" جو کام وہ عورت کرنا چاہتی تھی اُس کے لئے یہ روپیہ بہت کافی تھا بلکہ زیادہ تھا +

اعلیٰ تر طاقتوں کو دانائی اور کامیابی کے ساتھ استعمال کرنے کے بارے میں بہت سی مثالیں ہیں ان میں سے یہ صرف ایک مثال یہاں پر دی گئی ہے۔ اس مثال سے یہ بھی نصیحت ملتی ہے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر نہ بیٹھ جاؤ اور یہ توقع نہ کرو کہ چیزیں خود بخود ہاتھ پاؤں ہلانے بنا تمہاری گود میں آن پڑینگی۔ بلکہ اعلےٰ تر قوّتوں کو عمل میں لاؤ اور اُس وقت جو شے سب سے اوّل تمہیں پیش آئے اُس سے فائدہ اُٹھاؤ۔ جو کام تمہیں ملے اُسے کرو۔ اور عمدہ طور سے کرو۔ اگر یہ کام پورا پورا تمہارے حسب منشا نہیں ہے تو پھر یہ کہو اس پر یقین کرو اور توقع رکھو کہ یہ کام صرف ایک ذریعہ ہے جس کے باعث تمہیں اور بہتر کام مل سکیگا۔" اس دنیا میں بہترین شے جو تمہیں مل سکتی ہے اُس کو اپنی طرف کشش کرنے کی بنیاد یہ ہے کہ اوّل اُن چیزوں کو اپنے نفس میں جس کو لوگ غلطی سے محض خیال کہتے ہیں جمع کرو تسلیم کرو اور عمل میں لاؤ۔ جن چیزوں کو ہم خیال یا وہم کہتے ہیں وہ حقیقت میں اصلی شے ہیں اور غیر مرئی عنصر کی قوتیں ہیں۔ اپنے نفس میں محلوں کا خیال کرو اور اُن میں زندگی بسر کرو اور تم دیکھوگے کہ رفتہ رفتہ محلوں کے آس پاس کی چیزیں اور محل تمہارے پاس چلے آئینگے۔ لیکن اس طرح زندگی بسر کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ تم اوروں کو دیکھ دیکھکر جھرو یا یہ خواہش کرو ہائے ہمیں یہ چیزیں کیوں نصیب نہیں! مطلب یہ ہے کہ تم دنیا میں پستی کی حالت میں رہکر آسودگی اور استقلال سے یہ خیال کرو کہ ہم برتر حالت میں ہیں۔ لطف اس میں ہے کہ اگر تمہیں لوہے کے تسلے میں کھانا پڑتا ہے تو تم یہ خیال کرو کہ اس لوہے کے تسلے کے بعد ضرور ہم کو چاندی کا تھال ملیگا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ جن لوگوں کے پاس چاندی کا تھال ہے تم اُن پر حسد کرو اور یہ شکایت کرو کہ ہائے ہمیں چاندی کا تھال میسّر نہیں۔ اس

قسم کی شکایت کرنا یا بڑبڑانا گویا ایک سرمایہ ہے جو ہم نے اپنی ذہنی قوت کے خزانہ سے نکال کر پھینک دیا ہے"*
میرا ایک دوست ہے یہ شخص اندرونی قوتوں کی طاقت سے واقف ہے اور اپنی زندگی ہر طرح سے اُن کے مطابق بسر کرتا ہے۔اُس نے اشارتاً مندرجہ ذیل صورت میں بیان کیا ہے۔جب تم ریچھ کے پنجوں میں پھنسے ہوئے ہو گو اُس نے تمہیں خوب بھینچ رکھا ہے پھر بھی تم اُس کے چہرے کی طرف دیکھتے رہو اور کھل کھلا کر ہنسو۔اور اسی اثنا میں اپنی نظر سانڈ پر بھی رکھو۔اگر تم اپنی ساری توجہ ریچھ کے کام پر دوگے تو ممکن ہے کہ سانڈ تمہاری نظر سے بالکل غائب ہو جائے۔ یا یہ کہو کہ اگر تم بالکل مصیبت کے بوجھ تلے دب جاؤگے تو غالب ہے کہ مصیبت تم پر حاوی ہو جائیگی اور تم پھر اُس سے جاں بر نہ ہو سکوگے لیکن اگر تم اپنے میں مختلف حالتوں پر غالب آنیکی طاقت تسلیم کرو تو مصیبت تمہاری مطیع ہو جائیگی اور عروج اور اقبالمندی میں مبدل ہو جائیگی۔جب مصیبت تم پر آئے اگر تم اُسے اطمینان سے اپنے اوپر لو اور اس وقت کو پشیمانی خوف اور اندیشوں میں صرف کرنے کی بجائے اپنی اندرونی طاقتور قوتوں کو تحریک دینے میں صرف کرو تو مصیبت بہت جلدی بھاگ جائیگی*
یقین پورا پورا یقین ہی اصلی کامیابی کا اصول ہے۔جب ہم اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ انسان کی کامیابی یا ناکامیابی اُسی کے ہاتھ میں ہے اور بیرونی صورتوں پر منحصر نہیں ہے تب ہمیں ایسی طاقتیں حاصل ہونگی جن کے باعث بیرونی حالتیں ہمارے لئے فوراً کامیابی حاصل کرنے کا ذریعہ بن جائینگی۔جب ہم اس اعلےٰ حقیقت کو سمجھ سکینگے اور اپنی زندگی اعلےٰ اصولوں کے عین مطابق بسر کر سکینگے تب ہم اپنی تحریک شدہ اندرونی قوتوں کو اس طرح یکسو اور رہنما کر سکینگے کہ وہ قوتیں ہم سے باہر چلی جائینگی اور جس چیز کے لینے کے لئے وہ بھیجی گئی ہیں اُسے لیکر واپس ہمارے پاس آ جائینگی۔ تب ہم اچھی طرح سے اور پوری پوری کامیابی حاصل کر سکینگے۔ تب ہم اندر ایک ایسا مضبوط مرکز قائم کر سکتے ہیں کہ اس چیز یا اُس چیز کے لئے اِدھر اُدھر دوڑنے کی بجائے ہم گھر پر ہی بیٹھے ہوئے جن حالتوں کو ہم چاہینگے اپنی طرف کشش کر سکینگے۔ اگر ہم ثابت قدمی سے اس مرکز پر قائم ہو کر جمے بیٹھے رہینگے تو چیزیں متواتر ہماری طرف کھینچتی ہوئی معلوم ہونگی*

آج کل کے بہت سے لوگ ایسی چیزوں کی تلاش میں ہیں جو عملی اور کارآمد ہوں اور جن سے ہم روزمرہ فائدہ اُٹھا سکیں۔ جن بڑے بڑے مسئلوں پر ہم غور کر رہے ہیں اگر ہم ان کے بنیادی اصولوں یا قوانین کا جس قدر زیادہ احتیاط سے معائنہ کریں تو اسی قدر زیادہ ہم کو یہ معلوم ہوگا کہ یہ اصول یا قوانین نہایت عملی اور کارآمد ہی نہیں ہیں بلکہ ایک طرح سے اگر ٹھیک ٹھیک سوچا جائے تو یہی مفید اور کارآمد چیزیں ہیں*

اس وقت دنیا میں کثرت ایسے لوگوں کی ہے جو ہمیشہ اس بات کا فخر کرتے رہتے ہیں کہ ہم مفید باتوں کی پروا کرتے ہیں یعنی ان باتوں کی جو روزمرہ کی زندگی میں مفید اور کارآمد ہوں۔ مگر بہت دفعہ جو لوگ خود اس بات کا کچھ خیال نہیں کرتے وہی دنیا کے لئے نہایت مفید اور عملی شخص ثابت ہوئے ہیں۔ برعکس اس کے جو لوگ اپنے مفید ثابت ہونیکا فخر سے ذکر کرتے ہیں اُن سے بہت دفعہ کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا ہے۔ یا یہ کہو کہ یہ لوگ کسی قدر مفید ثابت ہوئے ہوں لیکن جہانتک کہ کل زندگی کا دارومدار ہے یہ لوگ بالکل غیر مفید ثابت ہوئے ہیں*

مثلاً اُس آدمی کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے جس نے مادّی لحاظ سے تو تمام دنیا کو فتح کر لیا ہے لیکن ابھی تک اپنی روح سے واقفیت حاصل نہیں کی۔ ہمارے اردگرد بہت سے لوگ ہیں جو اصلی زندگی سے بالکل محروم ہیں اور جنہوں نے اصلی زندگی بسر کرنیکی ابجد تک بھی نہیں سیکھی ہے یعنے یہ لوگ مطلق نہیں جانتے کہ کس طرح زندگی بسر کرنی چاہئیے یہ لوگ غلام ہیں یعنی چندروزہ دنیاوی چیزیں جو انہوں نے اکٹھی کی ہیں اُن کے غلام ہیں۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہمارے پاس دولت ہے یہ لوگ دراصل دولت کے بس میں ہیں یہ لوگ اپنے ہمسایوں اور دنیا کے اور لوگوں کی کچھ بھی خدمتگزاری نہیں کرتے جو لوگ اپنے جسم کو قائم نہیں رکھ سکتے اور یہی یعنی جسم ہی ایک ذریعہ ہے جس کے باعث وہ مادی دنیا سے علاقہ رکھتے ہیں یہ لوگ فی الواقع دنیا سے مفلس ہوکر جائینگے اور ان کی حالت قابل رحم ہوگی۔ چونکہ یہ لوگ اپنی جمع کی ہوئی چیزوں کا عشر عشیر بھی اپنے ساتھ نہیں لے جا سکینگے اس لئے وہ دوسری دنیا میں برہنہ اور محروم جا کھڑے ہونگے*

مہربانی کے کام۔ چال چلن کی عمدہ خوبیاں۔ روحانی قوتوں کا محسوس کرنا

اندرونی زندگی کی اصلی دولت اور اس کا اظہار - یہ سب چیزیں ہماری اصلی اور ابدی ملکیت بن جاتی ہیں مگر مندرجہ بالا لوگوں کی زندگی میں ان چیزوں میں سے کوئی بھی موجود نہیں اور اس لئے وہ زندگی کی اصلی چیزوں سے محروم ہیں۔ بلکہ اکثر بار اس سے بھی بدتر حالت میں ہیں۔ ہمیں یہ نہیں خیال کر لینا چاہیئے کہ جو عادتیں ایک دفعہ قائم ہو گئیں وہ اس زندگی کی نسبت دوسری زندگی میں زیادہ آسانی سے دُور ہو جائینگی۔ اگر کوئی شخص اپنی مرضی سے اس دنیا میں کسی قسم کا خبط پیدا کرتا ہے تو ہمیں یہ نہیں خیال کرنا چاہیئے کہ صرف اس جسم کے نیست و نابود ہو جانے سے اُس کا خبط دور ہو جائیگا۔ ہر ایک شے اصول یا قانون پر مبنی ہے اور علت و معلول کے سلسلے میں جکڑی ہوئی ہے جیسا بوئینگے ویسا ہی کاٹینگے صرف اسی زندگی میں نہیں بلکہ دوسری زندگیوں میں بھی۔

جو شخص اس دنیا میں صرف مادی چیزوں کے حاصل کرنے کی اس قدر خواہش رکھتا ہے کہ وہ اس خواہش کا غلام بن گیا ہے وہ اس دنیا کو چھوڑ جانے کے بعد بھی اسی خواہش میں پھنسا رہیگا۔ علاوہ ازیں اُس وقت اُس کو اپنی ان خواہشوں کے پورا کرنے کے وسائل بھی مہیا نہ ہونگے۔ چونکہ اُس میں یہ عادت غالب ہوگی اس لئے وہ کم از کم کچھ عرصہ کے لئے تو اپنی طبیعت کو اَور چیزوں پر نہیں لگا سکیگا اور چونکہ اُس کو اپنی خواہش کے پورا کرنے کے وسائل میسّر نہ ہونگے اس سے اُس کو اَور بھی زیادہ سخت تکلیف پہنچیگی۔ اغلب ہے کہ یہ تکلیف اَور بھی بڑھ جائے جبکہ وہ یہ دیکھیگا کہ جن اکٹھی کی ہوئی چیزوں دھن دولت وغیرہ کو وہ اپنا خیال کرتا تھا اب اُن سب کو فضول خرچ لوگ ادھر اُدھر بکھیر رہے ہیں اور ضائع کر رہے ہیں۔ اُسے اختیار ہے کہ وہ اپنی ملکیت وصیت نامہ کی رُو سے اَوروں کے نام کر جائے لیکن اُس کے استعمال کی نسبت وہ کچھ نہیں کہ سکتا۔ اِن لوگوں کو اختیار ہے اُسے جس طرح چاہیں خرچ کریں۔

پس اگر ہم یہ خیال کریں کہ کوئی مادّی شے ہماری ہے تو یہ سراسر بیوقوفی ہے۔ مثلاً کوئی شخص خداوند تعالےٰ کی زمین میں سے چند بیگھہ زمین کی حد بندی کر لے اور کہے کہ اتنی بیگھہ زمین میری ملکیت ہے تو یہ اُس کی حماقت ہے۔ جو چیز کہ ہم اپنے پاس رکھ نہیں سکتے کوئی ہماری نہیں ہے۔ جو چیزیں ہمارے قبضہ میں آتی ہیں اِس لئے نہیں آتیں کہ ہم اُن کو اپنی ملکیت بنا لیں

جیسا کہ ہم کہتے ہیں اَور اس غرض سے تو بالکل نہیں آتیں کہ ہم اُنہیں جمع کرلیں۔ اُن چیزوں کا ہمارے قبضے میں آنیکا یہ منشا ہوتا ہے کہ ہم اُن کو کام میں لائیں اور دانائی سے کام میں لائیں۔ ہم صرف کارندے ہیں اور اس حیثیت میں ہم اس بات کے جواب دہ ہونگے کہ جو کچھ ہم کو تفویض ہُوا تھا اُس کو کس طرح صرف کیا گیا؟ قانون موازنہ یا معاوضہ جو تمام دنیا پر حاوی ہے اپنا عمل نہایت ہی ٹھیک ٹھیک کر رہا ہے گو یہ ممکن ہے کہ ہم اُس کے عمل کو ہمیشہ پوری طرح سے نہ سمجھیں یا جب اُس کا عمل ہم پر ہوتا ہے تب بھی ہم اُس کو نہ پہچانیں۔

جس شخص نے اعلےٰ درجہ کی زندگی حاصل کرلی ہے پھر اُس کو کثیر دولت جمع کرنے کی کوئی آرزو نہیں رہتی اور نہ اُسے کسی اَور چیز کو کثرت سے حاصل کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ جس قدر وہ اس بات کو پہچان لیتا ہے کہ میرے اندر دولت بھری ہوئی ہے تو پھر بیرونی دولت اُس کی نظر میں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی۔ جب وہ اس بات کو بخوبی سمجھتا ہے کہ میرے اندر ایک ایسا سرچشمہ موجود ہے کہ میں وہاں سے جتنی چیزوں کی مجھے ضرورت ہوتی ہے اُن سب کو جب جی چاہے کافی طور پر منگانے اور اپنے قبضے میں لانیکی طاقت رکھتا ہوں تو پھر وہ مادّی چیزوں دھن دولت وغیرہ کو جمع نہیں کرتا کیونکہ وہ اس کے لئے وبالِ جان ہیں اُن کی اُسے ہر وقت حفاظت اَور احتیاط کرنی پڑتی ہے اور اس طرح اُس کا وقت اور اُس کا خیال زندگی کی اصلی چیزوں سے ہٹکر ان فضول چیزوں میں لگ جاتا ہے۔ یا یہ کہو کہ یہ شخص سب سے پہلے اندرونی سلطنت کی تلاش کرتا ہے اور جب وہ دیکھتا ہے کہ مجھے یہ اندرونی سلطنت ملگئی ہے تو باقی تمام چیزیں خود بخود افراط سے میسّر آجاتی ہیں۔

ایک مرشد کامل جس کے پاس بظاہر کچھ نہ تھا لیکن دراصل سب کچھ تھا اُس کا قول ہے کہ دولتمند آدمی کے لئے بہشت میں داخل ہونا اسی قدر مشکل ہے جس قدر کہ اونٹ کے لئے سوئی کے ناکے میں سے گذرنا مشکل ہے اس سے یہ مراد ہے کہ اگر کوئی اپنا تمام وقت اپنی ضرورت سے زیادہ لاانتہا دولت اور بیرونی مادّی چیزوں کے جمع کرنے میں صرف کردے تو اُسے اُس عجیب و غریب سلطنت کے حاصل کرنے کا وقت کہاں مل سکتا ہے جس سلطنت کے ملنے سے باقی سب کچھ اُس کے ساتھ ہی آجاتا ہے۔ تم ہی بتاؤ کہ ان

دونو چیزوں میں سے کونسی چیز اچھی ہے؟ ایک تو لاکھوں کروڑوں روپے جمع کر لینا اور اس سب کی حفاظت کا فکر رکھنا کیونکہ روپے کے ساتھ اُسکی حفاظت کا فکر لازمی ہوتا ہے۔ دوسرے ایسے اصولوں اور قوتوں کا معلوم کرنا کہ ہر قسم کی ضرورت مناسب وقت پر پوری ہو جائیگی اور یہ جاننا کہ ہم کسی عمدہ شئے سے محروم نہیں کیئے جائینگے اور اس بات کا علم ہونا کہ یہ امر ہماری طاقت میں ہے کہ جس قدر ہمیں ضرورت ہوگی اسی قدر ہم حاصل کر سکینگے ÷

جو شخص اس اعلےٰ تر علم کی سلطنت میں داخل ہو جاتا ہے اُس کو پھر یہ پروا نہیں ہوتی ہے کہ میں بھی اسی دیوانہ پن کی حالت میں ہو جاؤں جس میں آجکل بہت سے دنیا کے لوگ مبتلا ہیں۔ وہ اس بات سے ایسی ہی نفرت کرتا ہے جیسے کہ کوئی شخص جسم کی مکروہ بیماری سے نفرت کرتا ہے جب ہم اعلےٰ تر طاقتوں کو سمجھنے لگینگے تب ہم اصلی زندگی کی طرف زیادہ توجہ دینگے اور دولت وغیرہ کا جمع کرنا ہیچ سمجھینگے جو ہماری اصلی ترقی میں ممد ہونے کی بجائے ہارج ہوتی ہیں۔ یہاں بھی زندگی کی اور تمام حالتوں کی طرح اوسط یا درمیانی درجے ہی کا خیال رکھنا بہتر ہے ÷

دولت کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ جب دولت اندازہ سے زیادہ ہوگی اُس کو ہم ٹھیک ٹھیک کام میں نہ لا سکینگے اور جب وہ دولت کام میں نہ آئیگی تو وہ مدد دینے کی بجائے ایک قسم کی روک ہو جائیگی اور نعمت اور برکت ہونے کی بجائے لعنت کا باعث ہوگی۔ ہمارے ارد گرد کے تمام لوگ ایسے ہیں جن کی زندگی اب پست اور کوتاہ ہو گئی ہے کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی کا بہت سا حصہ روپیہ جمع کرنے میں صرف کر دیا ہے۔ اور اگر اب بھی یہ باقی زندگی کو عقلمندی سے صرف کرنا چاہیں تو اُن کی زندگی ہمیشہ کیلیئے خوشنما اور عمدہ بن سکتی ہے ÷

جو شخص اپنی تمام زندگی میں دھن دولت وغیرہ جمع کرتا رہتا ہے اور مرتے وقت سب کچھ خیرات کرنے کے لیئے چھوڑ جاتا ہے اس شخص کی زندگی بھی اعلےٰ زندگی کے معیار سے بہت گری ہوئی ہے۔ یہ عذر قابل پذیرائی نہیں کہ میں نے تو سب کچھ اس لیئے جمع کیا تھا کہ مرتے وقت اُسے اچھے کاموں میں لگانے کے لیئے دیجاؤں۔ مجھ میں یہ کوئی خاص خوبی کی بات نہیں ہے کہ میں گھسی ہوئی پرانی جوتیاں جو اب میرے کام کی نہیں رہیں دوسرے شخص کو جسے جوتیوں کی ضرورت ہے دیتا ہوں۔ لیکن اگر خوبی کی بات ہے یا جسے خوبی

کہ سکتے ہیں تو یہ ہے کہ ایک عمدہ مضبوط جُوتیوں کا جوڑا ایسے شخص کو دیا جائے جس کے پاس سخت جاڑے کے موسم میں جوتیاں نہیں ہیں اور جو دیانتداری اور جانفشانی سے محنت کرکے روزی کماتا ہے اور اپنی اور اپنے کنبے کی پرورش کرتا ہے۔ اور اگر جوتیوں کے ساتھ میں اُسے اپنی محبّت کا حصّہ بھی دیتا ہوں تو اُس کو دُگنی نعمت مل گئی اور مجھے دُگنی برکت نصیب ہوگئی +

جن لوگوں نے بہت کچھ جمع کر لیا ہے اُن کے لئے اُس سرمایہ کا اس طرح صرف کرنا بہتر ہوگا کہ وہ روز مرّہ جب تک کہ وہ زندہ ہیں اُس سے اپنی زندگی اور چال چلن کو عمدہ بنائیں۔ اس طرح سے اُن کی زندگی روز بروز بہتر ہوتی جائیگی اور ترقی کریگی۔ ایک زمانہ ایسا آئیگا جبکہ انسان کے لئے یہ بات بہت بُری سمجھی جائیگی کہ وہ مر گیا اور اپنے پیچھے بہت کچھ جمع کرکے چھوڑ گیا۔ کہاوت ہے۔ رکھوالے مر جائینگے اور پنچھی کھیتی کھائینگے +

بہت سے شخص آج کل محلوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں جو زندگی کی اصلی خوبی کے لحاظ سے در اصل اُن شخصوں سے بھی غریب ہیں جن کے چھپّر پر پھوس نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ایک شخص کے پاس محل ہو اور وہ اُس میں رہے لیکن یہ محل بھی اُس کے لئے صرف ایک محتاج خانہ ہو +

دیکھو قدرت کا کیا عمدہ انتظام ہے کہ جو چیز جمع کی ہوئی ہے اور اس لئے کسی کام میں نہیں آ سکتی اُس کے تتّر بتّر کرنے اور پریشان کرنے کے لئے خداوند تعالےٰ نے کیڑے اور زنگار پیدا کر دئے ہیں تاکہ اُس کے کام میں آنے کی یہ نئی صورت نکل آئے۔ ایک اور بڑا اصول یا قانون متواتر عمل کرتا رہتا ہے اور اس اصول یا قانون کے نتائج یہ ہیں کہ جو شخص صرف جمع کرتا رہتا ہے اُس کی تمام اعلےٰ قوتیں اور اصلی لطف حاصل کرنے کی طاقتیں پست اور زائل ہو جاتی ہیں +

بہت سے لوگ اعلےٰ تر اور بہتر چیزوں سے ہمیشہ دور رہتے ہیں کیونکہ وہ ہمیشہ پُرانی چیزوں سے رغبت رکھتے ہیں۔ اگر وہ پُرانی چیزوں کو کام میں لائیں اور اُنہیں دے ڈالیں تو آئندہ نئی چیزوں کے لئے گنجائش ہو سکتی ہے۔ جمع کرنے سے ہمیشہ کسی نہ کسی طرح کا نقصان پہنچتا رہتا ہے۔ صرف کرنے سے اور عقلمندی کے ساتھ صرف کرنے سے ہمیشہ نیا فائدہ حاصل ہوتا رہتا ہے +

اگر درخت جہالت اور طمع کے باعث اس سال کے پتّوں کو کام دے چکنے

کے بعد اپنے پر رہنے دے تو پھر اُسے موسم بہار میں مکمّل اور خوشنما نئی زندگی کب حاصل ہو سکتی ہے؟ زوال رفتہ رفتہ آتا ہے اور سب سے آخر میں موت آتی ہے۔ہاں اگر درخت کو ابھی موت آ جائے تو پھر شاید اُس کے لئے یہ بہتر ہو کہ وہ اپنے پُرانے پتّوں اور چیزوں سے رغبت رکھے اور اُن کو نہ چھوڑے کیونکہ اَور نئے پتّے اب نہیں آئینگے۔لیکن جب تک کہ درخت میں زندگی اپنا عمل کر رہی ہے تب تک یہ ضرور ہے کہ وہ پُرانے پتّوں کو چھوڑ دے تاکہ اُن کی جگہ نئے پتّے آ سکیں ؞

افراط اس کائنات کا اصول ہے۔یعنی ہر ایک قسم کی ضرورت کے لئے خود بخود کافی سامان مہیّا ہو جاتا ہے۔ہمارے لئے قدرتی اور اصلی زندگی یہ ہے۔ ہمیشہ لا انتہا زندگی اور طاقت کے ساتھ اپنی یگانگت سمجھکر زندگی بسر کرنے سے ایسی کامل زندگی اور طاقت حاصل کرنا کہ ہم یہ معلوم کریں کہ جن تمام چیزوں کی ہمیں ضرورت ہے اُن کا وافر ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے ؞

پس جمع کرنے سے نہیں بلکہ جو چیزیں ہمارے پاس آئیں اُنکو عقلمندی سے کام میں لانے اَور خرچ کرنے سے ہی ایک ہمیشہ نیا ذخیرہ ہمارے پاس موجود رہیگا اور یہ نیا ذخیرہ پُرانے ذخیرہ کی نسبت ہماری موجودہ ضروریات کے لئے زیادہ تر مفید اور کار آمد ہوگا۔اس طریق سے ہمیں خود لا انتہا نیکی کے عمدہ سے عمدہ خزانے ہی میسّر نہ ہو جائینگے۔بلکہ ہمارے ذریعہ یہ خزانے اَوروں کو بھی مل سکینگے ؞

انسان کس طرح سے پیغمبر-انبیا ولی اَور نجات دہندے بنے

یہاں تک تو میں نے تمہارے آگے ان ضروری مسئلوں کو صاف صاف اَور بے کم و کاست بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور انسان کی عقل اَور واقفیت کی بنا پر ہر ایک شے کا ذکر کیا ہے۔میں نے کوئی شے ایسی نہیں بیان کی ہے جو دوسروں کی تعلیم پر بنی ہو۔گو یہ تعلیم اُن شخصوں کی ہو جن کو الہام ایزدی ہوا ہے۔اب ہم انہی بڑے بڑے مسئلوں کو ذرا اُن خیالات اور ہدایات کی رُو سے غور کرتے ہیں۔جو دنیا کے بعض بڑے بڑے حکما اور مرشدان کامل نے ظاہر کی ہیں ؞

تمہیں یاد ہوگا کہ ان صفحوں میں جو خیال ظاہر کیا گیا ہے اُس کا لب لباب

یہ ہے کہ انسان کی زندگی میں بڑی ضروری بات یہ ہے کہ ہم لا انتہا زندگی سے اپنی یگانگت کو بخوبی سمجھیں اَور اس ایزدی رَو کو اپنے اندر آزادی سے آنے دیں۔حضرت عیسےٰ نے فرمایا ہے کہ میں اور میرا حقیقی باپ ایک ہیں۔اس کلام میں ہم دیکھتے ہیں کہ اُنھوں نے خداوند تعالےٰ کی زندگی سے اپنی یگانگت تسلیم کی۔ پھر اُنھوں نے کہا ہے کہ جو باتیں میں تم سے بیان کرتا ہوں اپنی طرف سے نہیں بیان کرتا بلکہ جو حقیقی باپ میرے گھٹ میں ہے وہی یہ کام کرتا ہے۔اس بات سے یہ صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ نے اس بات کو تسلیم کیا کہ میں خود کچھ نہیں کر سکتا۔میں صرف خداوند تعالےٰ کے ساتھ ملکر کام کرتا ہوں۔آگے جاکر اُنھوں نے یہ کہا ہے - میرا حقیقی باپ کام کرتا ہے اور میں کام کرتا ہوں۔اُس کے یہ معنے ہیں کہ میرا حقیقی باپ مجھ میں طاقت عطا کرتا ہے میں اُس طاقت کو اپنے اندر آنے دیتا ہوں اَور اس طاقت کے ساتھ ملکر کام کرتا ہوں ؞

پھر حضرت عیسےٰ نے کہا ہے۔اوّل تم خداوند تعالےٰ کی سلطنت اَور اس کی راستبازی کو ڈھونڈو باقی سب چیزیں خود بخود تم کو ملجائینگی۔اور اس کے معنے بھی اُنھوں نے صاف کردئے ہیں۔یعنے پھر اُنھوں نے کہا ہے یہ نہ کہو کہ یہ دیکھو اور وہ دیکھو۔کیا تم نہیں جانتے کہ فردوس کی سلطنت تمہارے اندر موجود ہے؟ اُن کی تلقین کے مطابق خداوند تعالےٰ کی سلطنت اور فردوس کی سلطنت ایک ہی ہیں۔پس اگر اُن کی یہ تعلیم ہے کہ فردوس ہمارے اندر موجود ہے تو کیا اس کے صاف صاف یہ معنے نہیں ہیں کہ اُن کی ہدایت صرف یہ ہے کہ تم اپنے حقیقی باپ کی زندگی کے ساتھ اپنی یگانگت کو بخوبی سمجھو جب تم اس یگانگت کو سمجھ لوگے تو یہ سلطنت تمہیں مل جائیگی اور جب یہ سلطنت تمہیں مل جائے گی تو باقی تمام چیزیں مہیّا ہو جائینگی ؞

فضول خرچ بیٹے کی کہانی اس اعلےٰ تعلیم کی ایک اَور عمدہ مثال ہے۔جب یہ فضول خرچ بیٹا ہر ایک شے کو کھا اڑا چکا اَور دنیاوی عیش و عشرت کی تلاش میں تمام دنیا میں دھکّے کھا چکا اَور معلوم کرچکا کہ اس سے اُس کو کچھ سیری نہیں ہوئی بلکہ وہ حیوانوں کے زمرہ میں آگیا تب وہ ہوش میں آیا اور کہنے لگا کہ میں اب اُٹھکر اپنے حقیقی باپ کے پاس جاتا ہوں۔اس کے یہ معنے ہیں کہ بہت کچھ آوارہ گردی کے بعد آخرکار اُسی شخص کی روح اُس سے

ہمکلام ہوکر کہنے لگی - تم رنر ے جانور نہیں ہو - تم اپنے حقیقی باپ کے لڑکے ہو
اُٹھو اور اپنے باپ کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ میں تمام چیزیں ہیں - پھر
حضرت عیسےٰ نے کہا ہے - اس دنیا میں کسی شخص کو اپنا باپ نہ کہو - کیونکہ
تمہارا اصلی باپ ایک ہی ہے - اور وہ آسمان میں ہے - یہاں پر اُنہوں نے
اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اصلی زندگی براہ راست خداوند تعالےٰ کی زندگی سے
عطا ہوئی ہے - ہمارے ماں باپ صرف ہمارے جسم کے بنانے والے ہیں یہ
جسم بمنزلہ مکانوں کے ہیں جن میں ہم رہتے ہیں - لیکن اصلی زندگی زندگی کے
لا انتہا ماخذ یعنی خداوند تعالےٰ سے جو ہمارا حقیقی باپ ہے عطا ہوتی ہے *

ایک دن کسی شخص نے حضرت عیسےٰ سے کہا کہ تمہاری ما اور بھائی باہر
ٹھیرے ہوئے ہیں اور تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں - حضرت عیسےٰ نے فرمایا -
میری ماکون ہے اور میرے بھائی کون ہیں ؟ جو شخص میرے حقیقی باپ
کا جو بہشت میں ہے حکم مانتا ہے وہی میرا بھائی ہے وہی میری بہن
اور وہی میری ماتا ہے *

بہت سے لوگ رشتہ کے تعلقات میں پھنسے ہوئے ہیں اور اُن کے بہت
کچھ پابند ہیں - مگر ہمارے لئے اس بات کا یاد رکھنا بہتر ہے کہ فی الواقع
ہمارے اصلی رشتہ دار وہ لوگ نہیں جن سے ہمارا خون ملا ہُوا ہے - در اصل
ہمارے اصلی اور قریبی رشتہ دار وہ لوگ ہیں جو ہم سے نفس روح اور طبیعت
میں بہت کچھ ملتے جلتے ہیں - ممکن ہے کہ ہمارے ایسے رشتہ دار کرہ ارض پر
ہم سے بہت دور رہتے ہوں اور ہم نے اب تک انہیں دیکھا بھی نہ ہو -
لیکن یہ ضرور ہے کہ قانون کشش کے ذریعہ جو ہمیشہ اپنا عمل کرتا رہتا ہے
اور ہرگز خطا نہیں کرتا ہم اس زندگی کی صورت میں یا دوسری زندگی میں
اُن سے جاکر ملینگے *

جب حضرت عیسےٰ نے یہ حکم دیا کہ اس دنیا میں کسی آدمی کو اپنا باپ نہ کہو
کیونکہ در اصل تمہارا باپ ایک ہی ہے اور وہ آسمان میں موجود ہے - اس
سے انہوں نے اس اعلےٰ خیال کو ظاہر کیا کہ خداوند تعالےٰ سب کا حقیقی
باپ ہے - پس اگر خداوند تعالےٰ سب کا باپ ہے تب ہم سب آپس میں
بھائی بہن ہوئے - لیکن اس سے بھی اعلےٰ تر خیال یہ ہے کہ انسان اور
خدا ایک ہیں اور اسی وجہ سے کُل انسانی نسل ایک ہے - جب ہم اس

بات کو بخوبی سمجھ جاتے ہیں تو ہمیں صاف صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ جس قدر ہم لا انتہا زندگی سے اپنی یگانگت سمجھینگے اور اس لیئے جس قدر ہم خداوند تعالٰے کی طرف اپنا قدم بڑھائینگے اسی قدر ہم کُل بنی نوع انسان کو اس اعلٰے تر حقیقت کے سمجھنے میں مدد دینگے اور اُن کو رفتہ رفتہ اعلٰے منزل مقصود یعنے خداوند تعالٰے کی طرف رجوع کر سکیں گے ❖

مندرجہ ذیل کلام میں بھی حضرت عیسٰے نے لا انتہا زندگی کے ساتھ ہمارا اصلی تعلق بتایا ہے "جب تک کہ تم معصوم بچے نہ ہوگے تب تک تم فردوس کی سلطنت میں نہیں داخل ہو سکو گے"۔ جب حضرت عیسٰے نے یہ کہا کہ انسان کی زندگی کا ذریعہ صرف روٹی نہیں ہے بلکہ اُس کی زندگی کا ذریعہ وہ کلمہ ہے جو خدا کے منہ سے نکلتا ہے۔ تو اس میں بھی ایک بڑے بڑے معنی مسئلہ کی تلقین کی ہے جس کو ہم ابھی پوری پوری طرح سے نہیں سمجھے ہیں یا جس کو ہم نے ابھی سمجھنا شروع کیا ہے۔ یہاں پر اُنہوں نے یہ تعلیم دی ہے کہ جسمانی زندگی صرف مادی خوراک سے قائم نہیں رہ سکتی۔ بلکہ جس قدر کوئی شخص اس لا انتہا ماخذ سے اپنا تعلق رکھتا ہے اسی قدر اُس کی جسمانی ساخت اور جسمانی عمل ظاہر ہوتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ شخص جن کے باطن پاک ہیں کیونکہ اُن کو خدا نظر آئیگا۔ مثل مشہور ہے ساچے راچے رام۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ جو لوگ اس تمام کائنات میں صرف خداوند تعالٰے کو پہچان لیتے ہیں وہ مبارک ہیں کیونکہ یہی لوگ خداوند تعالٰے کو دیکھ سکیں گے ❖

ہندوؤں کے بڑے رشی اور مقنن منو نے کہا ہے۔ جو شخص اپنی ہی روح میں تمام ہستیوں کے اعلٰے ترین روح کو معلوم کر لیتا ہے اور سب لوگوں کو یکساں نظر سے دیکھتا ہے وہ شخص نہایت اعلٰے فرحت حاصل کرتا ہے۔ ایتھنے شس نے یہ کہا تھا کہ ہم اس چمڑے کے جسم میں ہی رہکر خدا ہو سکتے ہیں۔ گتوتم جو بعد میں بدھ کے نام سے مشہور ہوا اُن کی زندگی اور وعظ میں بھی اسی بڑے مسئلے کی تلقین کی گئی ہے جس پر ہم اب غور کر رہے ہیں۔ اُن کا قول ہے۔ لوگ اس لیئے غلامی کی حالت میں ہیں کہ انہوں نے ابھی تک مَیں یعنے خودی کا خیال اپنے دلوں سے دُور نہیں کیا ہے۔ علیحدگی کا خیال قطعی دُور کر دینا اور یہ سمجھ لینا کہ انسان اور لا انتہا ذات باری دونو ایک ہی ہیں بدھ جی مہاراج کی تعلیم کا یہی لب لباب ہے۔ زمانہ متوسط کے حکما کی زندگی میں یہی ایک بڑا

مسئلہ عام طور پر رائج تھا یعنی خداوند تعالےٰ سے وصل یا ملاپ ٭
اگر ہم اپنے زمانہ کے قریب آئیں تو بھی ہم دیکھتے ہیں کہ نہایت مشہور ولی ایمینوئل سوئیڈن بورگ ہوا ہے۔ اس نے ایزدی رَو کے متعلق بڑے بڑے قوانین بنائے ہیں اور یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ اس رَو کو پوری طرح سے انسان کے اندر آنے دینے کا طریقہ کیا ہے۔ فرینڈز جو ایک مذہبی فرقہ کے لوگوں کا نام ہے اُن کے مذہب اور پرستش کے بموجب اصلی حقیقت اندرونی روشنی یا الہام ہے۔ یعنی خداوند تعالےٰ انسان کی روح میں براہ راست گفتگو کرتا ہے جس قدر کہ ہم روح کو اُس کی طرف رجوع کریں ایمرسن جو الہام سے مالامال تھا اُس نے بھی اپنے مندرجہ ذیل قول میں اسی بڑے مسئلہ کو تسلیم کیا ہے "ہم سب زندگی کے بڑے سمندر کے مقابلہ میں بمنزلہ خلیجوں کے ہیں" اور جب اُس نے ایزدی رَو کو بخوبی اپنے اندر آنے دیا تب وہ بھی خدا شناس بن گیا اور اُس کو خدا کی طرف سے الہام ہونے لگا ٭
دنیا بھر کی تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ خواہ مرد ہوں خواہ عورت اصلی دانائی اور طاقت کی سلطنت میں اور اسی وجہ سے اصلی امن اور خوشی کی سلطنت میں داخل ہوئے ہیں اُنہوں نے اس اعلےٰ طاقت کے ساتھ ملکر زندگی بسر کی ہے۔ یعنی خداوند تعالےٰ کے اندرونی احکام پر عمل کیا ہے۔ حضرت داؤد بڑے مضبوط اور طاقت ور ہوئے ہیں اور جس قدر وہ کلام ربّانی کو بغور سنتے تھے اور اُس کی اعلےٰ ہدایت پر عمل کرتے تھے اسی قدر اُن کی روح جوش میں آکر خداوند تعالےٰ کی تعریف اور پرستش کرنے لگتی تھی۔ جب کبھی وہ ایسا کرنے میں قاصر ہوتے تھے تو ہم سُنتے ہیں۔ کہ اُن کی روح رنج والم کے مارے چلاّتی تھی اور روتی تھی۔ یہی امر ہر ایک قوم یا لوگوں پر عائد ہو سکتا ہے۔ جب تک بنی اسرائیل خداوند تعالےٰ کو مانتے رہے اور اُس کی ہدایت پر عمل کرتے رہے تب تک وہ خوشحال قانع اور طاقتور رہے اور کوئی چیز اُن پر غلبہ نہ پا سکی۔ لیکن جب انہوں نے اپنی ہی طاقت پر حصر رکھا اور خداوند تعالےٰ کو اپنی مضبوطی کا ماخذ نہ سمجھا تب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مغلوب ہو گئے غلام بن گئے یا مایوس ہو گئے ٭
یہ مسئلہ ایک بڑے اٹل قانون پر مبنی ہے۔ یعنی مبارک ہیں وہ لوگ جو کلام الٰہی کو کان دیکر سنتے ہیں اور اُس پر عمل کرتے ہیں۔ پھر سب کچھ

مل جاتا ہے۔ جس قدر ہم اعلےٰ تر روشنی کے مطابق زندگی بسر کرینگے۔ اسی قدر ہم عقلمند ہونگے ⁂

دنیا کی تواریخ میں تمام پیغمبروں انبیا اولیا اور نجات دہندوں نے جو درجہ اور طاقت حاصل کی تھی یہ سب اُن کو بالکل ایک قدرتی عمل یا طریق سے حاصل ہوئی تھی۔ ان سب نے اس بات کو تسلیم کیا اور بخوبی سمجھا کہ ہم میں اور لا انتہا ذات باری کی زندگی میں کچھ فرق نہیں ہے۔ دونو ایک ہیں۔ خداوند تعالےٰ کے ہاں خاص خاص شخصوں کی عزت نہیں ہوتی۔ اُس کے نزدیک سب لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق عزت پاتے ہیں۔ وہ اپنی طرف سے خاص خاص لوگوں کو پیغمبر نبی ولی اور نجات دہندے نہیں پیدا کرتا۔ وہ صرف آدمی پیدا کرتا ہے۔ لیکن اُن آدمیوں میں سے کہیں کہیں کوئی شخص اپنی ذاتی اصلیت اور ماہیت کو پہچان لیتا ہے اور لا انتہا زندگی کے ساتھ اپنی یگانگت معلوم کر لیتا ہے۔ وہ شخص اپنی یگانگت کو سمجھکر زندگی بسر کرتا ہے اور رفتہ رفتہ پیغمبر نبی ولی یا نجات دہندہ بن جاتا ہے۔ نہ خدا کے ہاں کسی خاص ذات یا قوم کا لحاظ ہے۔ وہ کوئی خاص لوگوں کو اپنی طرف سے انتخاب نہیں کرتا۔ یعنی کوئی خاص فرقہ اُس کے مقبول نظر نہیں ہوتا۔ لیکن کہیں کہیں کوئی خاص فرقہ یا قوم خداوند تعالےٰ کو ماننے لگتی ہے اور اس وجہ سے ایک مقبول خدا یا چیدہ لوگوں کی زندگی بسر کرنے لگتی ہے ⁂

معجزوں کے لئے کوئی خاص زمانہ یا جگہ منتخب نہیں کی گئی۔ جن باتوں کو ہم معجزے کہتے ہیں وہ اپنے اپنے موقعوں کے مطابق ہر جگہ اور ہر زمانہ میں ہوئے ہیں۔ یہ معجزے پہلے کی طرح اب بھی ہو رہے ہیں جب ان معجزوں کو عمل میں لانے والے قوانین کی پابندی کی جاتی ہے۔ ہم نے سُنا ہے کہ جو لوگ خداوند تعالےٰ کے قدم بقدم چلتے تھے وہ بڑے طاقتور اور زبردست آدمی تھے۔ در اصل اُن لوگوں کے طاقتور اور زبردست ہونے کا بھید اسی میں ہے کہ وہ خداوند تعالےٰ کے قدم بقدم چلتے تھے۔ یہاں بھی علت و معلول کا سلسلہ جاری ہے ⁂

خداوند تعالےٰ کسی آدمی کو خوشحال نہیں بناتا بلکہ وہ آدمی خود خوشحال ہو جاتا ہے اس لئے کہ وہ خدا پر ایمان لاتا ہے اور اعلےٰ تر قوانین کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔ حضرت سلیمان کو اُس بات کا موقع دیا گیا تھا کہ

وہ جو چاہیں سو مانگ لیں۔ اُنہوں نے اپنی برتر قوت فیصلہ کے ذریعہ دانائیٔ مانگی۔ لیکن جب اُنہوں نے دانائیٔ مانگی تو اُنہوں نے معلوم کیا کہ اس میں یعنی دانائیٔ میں اور بھی سب کچھ شامل ہے۔ ہم نے سُنا ہے کہ خداوند تعالےٰ نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا یعنی فرعون کو بیرحم بنایا۔ میں اس بات کو نہیں مانتا۔ خداوند تعالےٰ کسی کے دل کو سخت نہیں کرتا ہے۔ فرعون نے خود اپنے دل کو سخت کر لیا اور خداوند تعالےٰ پر اس بات کا الزام لگایا گیا۔ لیکن جب فرعون نے اپنے دل کو سخت کر لیا اور احکام الٰہی کی نافرمانی کی تو طاعون کی قسم کی بیماریاں یا آفتیں آئیں۔ یہاں بھی علت ومعلول کا سلسلہ سمجھو۔ برعکس اس کے اگر فرعون خداوند تعالےٰ کے احکام کو بغور سنتا یعنی الہام الٰہی کو اپنے اندر آنے دیتا اور اُس کی ہدایت پر عمل کرتا تو طاعون کی قسم کی بیماریاں یا آفتیں نہ آنے پاتیں ؂

ہم اپنے لئے خود ہی دوست یا دشمن ہو سکتے ہیں۔ جس قدر ہم اپنے اندر کی نہایت اعلےٰ اور بہترین آواز کی خوشی سے تعمیل کرینگے۔ اسی قدر ہم سب کے دوست ہونگے۔ اور جس قدر ہم اپنے اندر کی نہایت اعلےٰ اور بہترین آواز کے برخلاف چلینگے اسی قدر ہم سب کے دشمن ہونگے۔ جس قدر ہم اعلےٰ تر طاقتوں کو اپنے اندر آنے دیں اور اپنے ذریعہ انہیں ظاہر ہونے دیں تب ہم ان اندرونی الہامات اور احکام ربّانی کے باعث ایک طرح سے بنی نوع انسان کے نجات دہندے ہو سکتے ہیں اور اس طرح سے ہم سب ایک دوسرے کے نجات دہندے ہیں یا ہو سکتے ہیں۔ اس طرح پر تم فی الحقیقت دنیا کے نجات دہندوں میں سے ایک ہو سکتے ہو ؂

تمام مذہبوں کا بنیادی اصول - مذہب عامہ

جس بڑے مسئلہ پر ہم یہاں غور کر رہے ہیں۔ وہ تمام مذہبوں کا بنیادی اصول ہے۔ یہ مسئلہ ہر مذہب میں پایا جاتا ہے۔ اور اس کے بارہ میں سب کا اتفاق ہے۔ علاوہ بریں یہ ایک ایسا بڑا مسئلہ ہے کہ تمام لوگ اس پر متفق ہو سکتے ہیں خواہ وہ ایک ہی مذہب کے ہوں خواہ مختلف مذہبوں کے ہوں۔ لوگ ذرا ذرا سی باتوں پر اور چھوٹے چھوٹے خفیف معاملوں میں اپنی اپنی ذاتی رایوں پر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ مگر وہ ہمیشہ بڑے بڑے

بنیادی مسئلوں پر اتفاق راے ظاہر کرتے ہیں کیونکہ ان مسئلوں کو سب مانتے ہیں۔ جھگڑے ادنےٰ نفس کی سرکشی کے سبب سے ہوتے ہیں اور اعلےٰ نفس کے بارہ میں سب کی راے ایک ہے +

ممکن ہے کہ کسی ملک میں مختلف فریق ہوں جو آپس میں لڑتے جھگڑتے رہیں لیکن جب اس ملک میں ایک بڑی بھاری مصیبت مثلاً طوفان قحط وبا وغیرہ آئے تو لوگ ان چھوٹے چھوٹے ذاتی تنازعوں کو بھول جاتے ہیں اور سب ملکر پہلو بہ پہلو ایک بڑے کام میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ بدلنے والا اور ظاہر ہونے والا نفس جھگڑے برپا کرتا ہے لیکن مستقل روحانی نفس سب کے ساتھ ملکر محبت اور خدمتگزاری کے اعلےٰ کام کرتا ہے +

حب الوطنی ایک عمدہ شے ہے۔ بہتر ہے کہ میں اپنے ملک سے محبت کروں لیکن یہ کیوں کہ میں اپنے ملک سے زیادہ محبت کروں اور اور لوگوں سے کم محبت کروں؟ اگر میں اپنے ہی آدمیوں سے محبت کروں اور اوروں سے نفرت کروں تو اس میں میں اپنے حوصلہ کی تنگی ظاہر کرتا ہوں اور یہ میری حب الوطنی میری آنکھوں میں بھی ٹھیک نہیں جچ سکتی۔ اگر میں اپنے ملک سے محبت کرتا ہوں اور اسی طرح اور تمام ملکوں سے محبت کرتا ہوں تو میں فراخ حوصلگی ظاہر کرتا ہوں اور اس قسم کی حب الوطنی نہایت عمدہ ہے اور ہمیشہ قابل اعتبار ہے +

خداوند تعالےٰ کے اوصاف کی نسبت ہمارا اتفاق راے ہے۔ یعنی یہ کہ خدا زندگی اور طاقت کی لا انتہا روح ہے۔ وہی روح سب کی پشت پر ہے وہی سب کے اندر اور سب کے ذریعہ کام کر رہی ہے اور وہی سب کی زندگی ہے۔ اس بارہ میں تمام شخص اور تمام مذاہب متفق ہو سکتے ہیں۔ اس قسم کے خیال کو دل میں جگہ دینے سے نہ کوئی کافر بن سکتا ہے نہ دہریا۔ خدا تعالےٰ کی نسبت اور بہت سے خیال ہیں۔ جن کے باعث لوگ دہریئے اور کافر بن گئے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ ایسے لوگ موجود ہیں۔ ہم میں جو مذہبی جوش سے بھرے ہوئے اور سرگرم ہیں وہ بھی خدا تعالےٰ کی نسبت ایسے اوصاف بیان کرتے ہیں کہ کوئی ذی عزت مرد یا عورت اُن اوصاف کو اپنے سے منسوب کرنا گوارا نہ کریگا۔ یہ راے یا خیال جو ابھی ظاہر کیا گیا ہے اُن لوگوں کو بھی پسند ہے جو اس بات کو نہیں سمجھ سکتے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا اپنے

بچوں پر خفا ہو اُن سے حسد یا بد گمانی ظاہر کرے اور انتقام لینے کی آرزو رکھے۔ جن مرد اور عورتوں میں یہ صفتیں یعنی غصہ حسد انتقام وغیرہ پائی جاتی ہیں وہ لوگ ہمیشہ ہماری نظروں میں گر جاتے ہیں اور ہم اُن کی تعظیم نہیں کرتے۔ باوجود اس کے پھر بھی ہم ان صفتوں کو خداوند تعالےٰ سے منسوب کرتے ہیں ❊

بدعتی اگر صاف دل اور پر جوش ہے تو اُس کو سچے مذہب کا ایک نہایت بڑا دوست سمجھنا چاہیئے۔ بدعتی خداوند تعالےٰ کے بہت بڑے خادموں میں سے ہیں۔ یہ بنی نوع انسان کے اصلی خدمتگزاروں میں سے ہیں۔ دیکھو دنیا میں حضرت عیسےٰ سب سے بڑا بدعتی مشہور ہے۔ اُس نے لوگوں کے مقررہ یا پُرانے عقیدوں اور مسئلوں کو تسلیم نہیں کیا۔ حضرت عیسےٰ خاصکر مذہب عامہ یا عشق الٰہی کا ایک نمونہ ہے۔ بمقابلہ اُن کے جوَن بپتسائی شخصی مذہب کا نمونہ ہے۔ جوَن ایک خاص طرح کی پوشاک پہننا تھا ایک خاص قسم کا کھانا کھاتا تھا ایک خاص فرقہ سے تعلق رکھتا تھا ایک خاص مقام میں رہتا تھا اور وہیں وعظ کرتا تھا۔ اور جوَن خود اس بات کو مانتا تھا کہ مجھے ضرور تنزّل ہوگا اور حضرت عیسےٰ کو ضرور عروج ہوگا۔ برعکس اس کے حضرت عیسےٰ مطلق کسی قسم کی قیود کا پابند نہ تھا اُس نے کسی خاص شئے سے تعلق نہیں رکھا۔ اُس کا مذہب قطعی ایک مذہب عامہ تھا اور اسی وجہ سے اُس نے اپنے ہی زمانہ کے لوگوں کے لئے تلقین نہیں کی بلکہ تمام زمانہ کے لوگوں کیلئے تلقین کی ❊

یہ زبردست مسئلہ۔ جس کی نسبت ہماری سب کی یہ رائے ہے کہ یہ انسان کی زندگی کی ایک بڑی مستحکم حقیقت ہے۔ تمام مذہبوں میں مروج ہے۔ جب ہم اس مسئلہ کو اپنی زندگی کا مستقل اصول بنا لینگے تو ہم دیکھینگے کہ چھوٹے چھوٹے اختلاف کمینہ تعصّبات اور یہ تمام قابل تضحیک بیہودگیاں خفیف ہونے کی وجہ سے یہاں تک جاتی رہینگی کہ یہودی کیتھلک کے گرجا میں بیٹھکر ایسی عمدہ طرح سے پرستش کر سکیگا جیسے کہ کیتھلک یہودیوں کے معبد میں پرستش کر سکتا ہے۔ اسی طرح بودھ مذہب والا عیسائیوں کے گرجا میں اور عیسائی بودھ مذہب والوں کے مندر میں پرستش کر سکیگا۔ یا سب کے سب اپنے اپنے گھروں میں چولھوں یا آتشدانوں کے گرد بیٹھ کر یا باہر کسی پہاڑی پر جاکر یا اپنے روز مرہ کے پیشوں کو کرتے وقت بخوبی پرستش کر سکتے ہیں۔ اصلی پرستش کے لئے صرف خداوند تعالےٰ اور انسانی روح کی ضرورت ہوتی ہے۔ اصلی

پرستش کچھ وقت موسم یا موقعوں پر منحصر نہیں ہے۔ ہر جگہ اور ہر زمانہ میں انسان خدا کو دیکھ سکتا ہے ❖

مذہب عامہ کا یہ بڑا بنیادی اصول ہے جس پر سب لوگ اتفاق کر سکتے ہیں۔ یہی ایک بڑی حقیقت ہے جو مستقل اور غیر متغیر ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن پر لوگوں کا اتفاق رائے نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو ذاتی ہیں اور غیر ضروری ہیں اور جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے یہ چیزیں بھی رفتہ رفتہ غائب ہوتی جاتی ہیں۔ جو شخص اس بڑے مسئلہ کو نہیں سمجھ سکتا وہ شخص مثلاً ایک عیسائی یہ سوال کرتا ہے "کیا حضرت عیسےٰ کو خدا کی طرف سے الہام نہیں ہوا تھا؟" ہاں ہوا تھا۔ لیکن صرف اُنہیں کو نہیں ہوا تھا۔ ایک اور شخص جو بدھ مذہب کو مانتا ہے یہ پوچھتا ہے "کیا بدھ جی مہاراج کو الہام نہیں ہوا تھا؟" ہاں ہوا تھا لیکن صرف انہی کو نہیں ہوا تھا۔ عیسائی پوچھتا ہے۔ کہ "کیا ہماری انجیل مقدس الہامی کتاب نہیں ہے؟" ہے۔ لیکن اور بھی کتابیں ہیں جو الہامی ہیں۔ ایک برہمن یا بدھ مذہب والے کا سوال ہے "کیا وید کتب الہامی نہیں ہیں؟" ہاں ہیں لیکن اور بھی الہامی مقدس کتابیں ہیں۔ تمہاری غلطی اس بات کے ماننے میں نہیں ہے کہ تمہاری مقدس کتابیں الہامی ہیں مگر تمہاری غلطی اس بات میں ہے کہ تم یہ نہیں معلوم کر سکتے کہ اور مقدس کتابیں بھی الہامی ہیں۔ اور تم تعصب سے صرف اپنی ہی مقدس کتابوں کو الہامی سمجھتے ہو اور اس سے تم اپنی تنگ ظرفی اور قابل تضحیک بیہودگی ظاہر کرتے ہو ❖

ان مقدس کتابوں یا الہامی تصنیفوں کا سرچشمہ یا ماخذ ایک ہی ہے یعنی خدا۔ جو صاحب کشف لوگوں کی روحوں کے ذریعہ بولتا ہے۔ یہ لوگ خداوند تعالےٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اس لئے کہ وہ اُن کو ہدایت کرے۔ ممکن ہے کہ بعض شخص اور شخصوں کی نسبت زیادہ الہامی طاقت رکھتے ہوں۔ یہ بات بالکل اس امر پر منحصر ہے کہ فلاں شخص اس ایزدی کلام یا رَو کو اپنے اندر دوسروں کی نسبت زیادہ یا کم افراط سے آنے دیتا ہے۔ عبرانیوں کی مقدس کتاب میں ایک الہامی مصنف کا بیان ہے۔ دانائی طاقت ایزدی کا دم ہے۔ اور ہر زمانہ میں یہ دم پاک روحوں کے اندر داخل ہو کر اُن کو حبیب خدا اور انبیا بنا دیتا ہے ❖

ہمیں ایسے کم ظرف کوتاہ نظر اور متعصب لوگوں کے زمرہ میں نہیں ہونا چاہئے جن کا یہ خیال ہے کہ لا انتہا خداوند تعالےٰ نے اپنے آپ کو اپنے چند متعدد بچّوں پر ایک خاص جگہ میں اور خاص زمانہ میں ظاہر کیا ہے خداوند تعالےٰ اس طرح پر کام نہیں کرتا۔ خداوند تعالےٰ کے نزدیک صرف خاص خاص شخص عزت کے لائق نہیں ہیں بلکہ ہر ایک قوم میں جو شخص خداوند تعالےٰ کی تعظیم کرتا ہے اور راستی پر چلتا ہے وہی اُس کا مقبول اور برگزیدہ ہے؛

جب ہم اس مسئلہ کو بخوبی سمجھ جائینگے اُس وقت ہمیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ ایک شخص کسی خاص قسم کے مذہب کا پیرو ہے لیکن اس سے بڑا بھاری فرق پڑ جاتا ہے کہ وہ شخص اس مذہب کے اصلی اور بنیادی اصولوں کا کس قدر پابند ہے۔ جس قدر ہم خودی کو محبت کرینگے اور راستی کو زیادہ پسند کرینگے اسی قدر ہم اس بات کی کم پروا کرینگے کہ لوگوں کو اپنے طرز خیالات پر لاکر اپنا مرید بنالیں بلکہ ہم زیادہ تر اس بات کی پروا کرینگے کہ لوگوں کو انہی کے طرز خیالات کے مطابق مناسب طور سے راستی کی طرف لائیں تاکہ وہ اصلی ماہیت کو بخوبی سمجھ سکیں۔ اہل چین کا قول ہے کہ ہمارے گُرو کا مسئلہ صرف یہ تھا کہ باطن کو پاک و صاف رکھو اور راست بازی اختیار کرو۔ تحقیقات مذاہب سے معلوم ہوگا کہ یہی مسئلہ ہر ایک شخص کا ہے جس پر گُرو یا ہادی کا نام صادق آسکتا ہے؛

تمام مذہبوں کے بڑے بڑے بنیادی اصول ایک ہی ہیں۔ مختلف لوگوں پر مختلف صورتوں میں ظاہر ہونے کے باعث اُن کی جزویات میں فرق آگیا ہے۔ مجھ سے بعض اوقات لوگ یہ سوال کرتے ہیں " تمہارا کونسا مذہب ہے؟" کونسا مذہب؟ بڑے تعجب کی بات ہے۔ مذہب صرف ایک ہے۔ اور وہ جیتے جاگتے خدا کا مذہب ہے۔ ہاں ایک ہی مذہب کے مختلف فرقے ہیں۔ جو مختلف لوگوں کی مختلف تعبیر و تشریح کے باعث پیدا ہو گئے ہیں لیکن یہ کچھ وقعت نہیں رکھتے۔ جس قدر روح کو زیادہ انکشاف ہو جاتا ہے۔ اسی قدر یہ جزوی اختلاف جاتے رہتے ہیں۔ بلاشک انہی جزوی اختلافات کا نام لوگوں نے مختلف مذہب رکھدیا ہے اور اس سے مختلف مذہب ہو گئے ہیں۔ لیکن مذہب در اصل ایک ہی ہے؛

جو ہیں ہم اس بڑی حقیقت کو نظر انداز کر دیتے ہیں اسی وقت ہم اصلی مذہب کی اصلیت سے انحراف کر جاتے ہیں اور صرف خاص خاص ظاہری رسم یا ریت کو مذہب ماننے لگتے ہیں۔ جس قدر ہم ایسا کرینگے۔ اسی قدر ہم اپنے گرد دیوار بن بنا لینگے جن کے باعث اور لوگ ہم سے دور رہیں اور ہم بھی اصول عامہ کے سمجھنے اور حاصل کرنے سے محروم رہیں۔ جو راستی یا اصول یا مسئلہ عام نہیں ہے اور کل پر حاوی نہیں ہے وہ بالکل نکمّا ہے +

مذہب صرف ایک ہی ہے۔ اہل فارس کی مقدّس کتابوں میں ایک ولی کا قول ہے "جس راستہ سے میں جاتا ہوں وہ راستہ اُسی شارع عام میں جا ملتا ہے جو تیری طرف جاتا ہے" "خداوند تعالےٰ نے بڑا چوڑا فرش بچھایا ہے اور اُس نے اُس میں طرح طرح کے خوشنما رنگ دئے ہیں" بدھ مذہب کا پیرو بیان کرتا ہے "پاک آدمی مذہب کی ہر صورت کو تعظیم کی نگاہ سے دیکھتا ہے" "میرے مذہب کی رُو سے اعلےٰ اور ادنےٰ امیر اور غریب میں کچھ فرق نہیں ہے۔ آسمان کی طرح اس مذہب میں سب کے لئے گنجائش ہے اور پانی کی طرح یہ مذہب سب کو برابر دھو ڈالتا ہے" اہل جین کا قول ہے "فراخ حوصلہ لوگ مختلف مذہبوں میں راستی کو معلوم کر لیتے ہیں اور کم حوصلہ شخص صرف اختلاف ہی پر نظر ڈالتے ہیں" ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہے " یہ سوال صرف تنگ ظرف لوگ کیا کرتے ہیں "کیا یہ شخص اجنبی ہے یا ہماری قوم کا ہے؟" لیکن جو لوگ فراخ حوصلہ ہیں اور جن میں سب کی طرف سے محبت بھری ہوئی ہے اُن کے لئے تمام دنیا صرف ایک کنبہ ہے" "بیدی پر خواہ کتنی ہی قسم کے پھول چڑھا دو آخر پوجا تو وہی ایک ہے" "فردوس ایک ایسا محل ہے۔ جس کے بہت سے دروازے ہیں اور ہر ایک شخص اپنے اپنے راستہ سے اُس کے اندر داخل ہو سکتا ہے" عیسائی پوچھتا ہے "کیا ہم سب ایک ہی حقیقی باپ کے بچے نہیں ہیں؟" "خداوند تعالےٰ نے تمام قوموں کو روئے زمین پر رہنے کے لئے ایک ہی نسل سے بنایا ہے" پچھلے یعنی حال کے زمانہ کے ایک ولی کا قول ہے "جو بات انسان کی روح کے لئے مفید تھی خداوند تعالےٰ نے قدیم زمانہ کے لوگوں پر ظاہر کر دی اور جو بات آج کل انسان کی روح کے لئے مفید ہے وہ اس زمانہ میں ظاہر کرتا ہے" +

ٹینیسن جو انگریزوں میں ایک مشہور شاعر ہوا ہے اُس کا بیان ہے "میں

نے خواب میں یہ دیکھا کہ میں نے پتھّر پر پتھر جما کر ایک پاک گھر بنایا۔
یہ پاک گھر نہ بتکدہ تھا نہ مسجد تھی نہ گرجا تھا۔ لیکن ان سب سے بلند
اور سیدھا سادہ تھا اور اس کا دروازہ ایزدی رُوح کے اندر آنے کیلئے ہمیشہ کُھلا
رہتا تھا اور اس پاک گھر میں راستی، امن محبت اور انصاف نے آکر قیام کیا"۔
اصلی مذہب نہایت ہی خوشی پیدا کرنیوالی شے ہے جو انسان کی روح کو میسّر
آسکتی ہے اور جب ہم اصلی مذہب کو پہچان لینگے اور سمجھ جائینگے تو ہم معلوم
کرینگے کہ وہ مذہب امن فرحت اور خوشی کا ذریعہ ہوگا نہ کہ رنج تاریکی اور اُداسی
کا۔ اس صورت میں وہ مذہب سب کو دلکش معلوم ہوگا اور کوئی اُس کو بُرا
نہ سمجھیگا۔ ہمارے مندروں گرجاؤں وغیرہ میں واعظ لوگوں کو چاہیئے کہ ان
بڑے بڑے مسئلوں کو بخوبی سمجھیں اپنا وقت اور توجہ اس بات پر دیں کہ
عام لوگ اپنی اصلی ماہیّت کو اور لا انتہا ذات باری سے اپنے تعلقات
اور یگانگت کو سمجھیں۔ اس سے ایسا سرور حاصل ہوگا اور اس قدر
لوگوں کے جوق جوق مندروں میں آیا کرینگے کہ اُن کی دیواریں پھٹنے لگینگی۔
اور متواتر ایسے خوشی کے نغمے راگ یا بھجن گائے جائینگے کہ تمام لوگ مذہب
کو پسند کرنے لگینگے جو مذہب روزمرّہ کی زندگی میں کارآمد ہے اور اسی وجہ
سے سچا اور اصلی مذہب ہے۔ تمام اصلی مذہب کا معیار یہ ہونا چاہیئے کہ وہ
اس دنیا میں اور آج کل کے زمانہ میں روزمرہ کی زندگی کے لئے کس قدر
مفید اور موافق ہے۔ اگر وہ مذہب اس معیار میں پورا نہیں اُترتا تو یہ جان
لو کہ وہ مذہب نہیں ہے۔ ہمیں ایک ایسے مذہب کی ضرورت ہے جو روزمرّہ
اس دنیا میں ہمارے لئے مفید اور کارآمد ہو۔ اور کسی مذہب میں وقت
صرف کرنا گویا وقت کو ضائع کرنا ہے اور سوائے تضیع اوقات کے اور کچھ
حاصل نہیں ہوتا۔ جو ابدی زندگی ہم بسر کر رہے ہیں یہ زندگی اچھی طرح
سے کٹیگی اگر ہم روزمرہ ہر لمحہ کو بڑی احتیاط اور ہوشیاری سے نیک
کاموں میں صرف کریں۔ اگر ہم ایسا کرنے میں قاصر رہینگے تو ہم کچھ بھی
نہیں کر سکینگے ٭

نہایت اعلےٰ درجہ کی دولت حاصل کرنے کا طریق

اب اکثر یہ سوال ہوتا ہے کہ اس اعلےٰ نعمت کے حاصل کرنے کا کیا طریق

ہو سکتا ہے۔جن باتوں پر یہ عمل مبنی ہے وہ نہایت ہی عمدہ اور صحیح ہیں لیکن جس بات کے حاصل کرنے سے اس قدر عجیب و غریب نتائج پیدا ہوتے ہیں اُس کو ہم کس طرح عمل میں لا سکتے ہیں؟ +

یہ طریق کچھ مشکل نہیں ہے بشرطیکہ ہم خود اس کو مشکل نہ بنالیں۔بڑا لفظ جو کام میں لانا چاہئے یہ ہے "آنے دو"۔اس ایزدی رَو کو صرف اپنے نفس اور دل کے اندر آنے دو۔جیسے کہ نالی کا منہ کھولنے سے اوپر کے حوض کا پانی نیچے کے کھیت میں خود بخود چلا جاتا ہے اور کھیت کو ہرا بھرا کر دیتا ہے اسی طرح گھٹ کا پٹ کھولنے سے اور خدا تعالٰے کی طرف طبیعت کو رجوع کرنے سے یہ ایزدی رَو تمہارے اندر داخل ہو سکتی ہے۔چونکہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں کہ اس لا انتہا زندگی اور طاقت کا ہم سے کیا تعلق ہے اور ہمارا اس سے کیا علاقہ ہے اس لئے یہاں صرف یہی کہنا کافی ہے کہ تم اس لا انتہا زندگی اور طاقت کے ساتھ اپنی یگانگت بخوبی معلوم کرو۔سب سے اوّل ضروری چیز یہ ہے کہ نفس اور دل کا دروازہ کھُلا رکھو اور اس طرح ایزدی رَو کو اندر آنے دینے کے لئے ہر دم تیّار رہو بعد میں صدق دل سے اسی بات کی پُر جوش خواہش ظاہر کرو +

یہ بہتر ہوگا کہ اوّل ہی اوّل تم چند لمحہ کے لئے ہر روز تنہائی اور خاموشی کی جگہ میں چلے جایا کرو۔یہاں پر کوئی بیرونی شے تمہارے مادّی حواس میں خلل انداز نہ ہوگی۔یہاں پر ایکانت میں بیٹھکر خدا کا دھیان لگاؤ اور ایزدی رَو کے اندر آنے کے منتظر رہو۔امن و امان سے اس بات کی خواہش رکھو کہ یہ ایزدی رَو رفتہ رفتہ تمہاری روح پر غالب آجائے۔جب یہ ایزدی رَو تمہاری روح پر قابو پائیگی تو پھر یہ تمہارے نفس میں ظاہر ہوگی اور یہاں سے تمہارے جسم کے ہر ایک حصّہ میں پھیل جائیگی۔پھر جس قدر تم اس ایزدی رَو کو آزادی سے اپنے اندر آنے دوگے اسی قدر تم میں ایک ایسی چپ چاپ امن پسند اور جگمگ کرنے والی طاقت پیدا ہو جائیگی کہ اس سے تمہارے جسم۔روح اور نفس میں باہمی موانست پیدا ہو جائیگی اور پھر ان میں یعنی تمہارے جسم روح اور نفس میں اور تمام دنیا کے لوگوں میں باہمی میل جول پیدا ہو جائیگا۔اب تم گویا پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو اور کلام ربّانی تمہیں ہدایت کر رہا ہے۔پھر جب تم اُترو تو اس ہدایت کو ذہن نشین کر لو۔اور ہر

حالت میں یعنے جاگنے کام کرنے سوچنے چلنے پھرنے اور سونے کی حالت میں اس پر عمل کرو۔ اس طرح سے گو تم ہمیشہ پہاڑ کی چوٹی پر نہیں کھڑے ہو پھر بھی تم متواتر خوشنمائی الہام اور طاقت کو اپنے اندر محسوس کرو گے ✦

علاوہ ازیں ایک زمانہ ایسا آئیگا جبکہ تم خواہ دفتر میں ہو جہاں سب لوگ اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں خواہ سڑک پر ہو جہاں غل غباڑہ ہو رہا ہو جھٹ حالت تنہائی میں داخل ہو سکو گے۔ تمہیں صرف یہ کرنا ہو گا کہ اپنے خیالات کا جامہ اپنے گرد پہن لو یعنے اپنے خیالات میں محو ہو جاؤ اور یہ سمجھ لو کہ یہاں پر اور ہر جگہ لا انتہا ذات باری یعنے غیر محدود زندگی محبت دانائی امن طاقت اور افراط کی روح تمہیں ہدایت کر رہی ہے اور تمہاری نگرانی حفاظت اور رہنمائی کر رہی ہے۔ یہ وہ حالت ہے جس میں تم متواتر اور لگاتار دعا کرتے رہتے ہو۔ اسی کے معنے خداوند تعالےٰ کو پہچاننا اور اُس کے احکام کی تعمیل کرنا ہے۔ اسی کو دوسری پیدائش یا نیا جنم لینا کہتے ہیں۔ اوّل پیدائش تو قدرتی ہے اور دوسری روحانی۔ اسی کے معنے ابدی زندگی اور نجات حاصل کرنا ہے خواہ ہر ایک شخص کا اعتقاد یا یقین جداگانہ ہو۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ کا پہچاننا ہی ابدی زندگی ہے۔ اس حالت میں ہم گزشتہ زمانے کی راگنیاں چھوڑ کر نئے قسم کے راگ کا ئینگے جن میں موجودہ زمانہ کی خوشنما اور ابدی حالت ظاہر ہو گی ✦

اگر تم اور میں چاہیں اور پختہ ارادہ کر لیں تو آج ہی اسی گھنٹے اور اسی منٹ میں ہمیں یہ حالت میسّر آ سکتی ہے۔ اور ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنا رُخ ٹھیک سمت میں کر لیں پھر ہم رفتہ رفتہ اس حالت کی تکمیل اور عروج کو پہنچ سکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنا رُخ ٹھیک ٹھیک پہاڑ کی سمت کو کر لے اور پھر صرف سیدھا چلا چلے تو خواہ وہ جلدی جلدی چلے خواہ آہستہ آہستہ چلے پہاڑ پر ضرور پہنچ جائیگا۔ لیکن جب تک کہ کوئی شخص اپنا رخ ٹھیک سمت میں نہ کرے اور چلنا نہ شروع کرے تب تک وہ وہاں پر نہیں پہنچ سکتا۔ جرمنی کے ایک مشہور عالم شخص گیٹے کا قول ہے:" اگر تم دل سے کسی کام کو کرنا چاہتے ہو تو اسی لمحہ سے فائدہ اُٹھاؤ اور جو کچھ تم کر سکتے ہو یا جو کچھ تمہارے خیال میں آ سکتا ہے اُسے فوراً کرنا شروع کر دو۔ جرأت یا حوصلہ جادو کا اثر رکھتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ذہانت اور طاقت سب کچھ آ جاتی ہے۔ صرف کام کرنے لگو اور پھر طبیعت میں جوش پیدا ہو جائیگا۔ شروع کرنیکی دیر ہے پھر کام خود بخود ہوئے چلا جائیگا اور اختتام کو پہنچ جائیگا"✦

نوجوان گوتم سدّھارتھ نے یہ کہا تھا" مجھے معرفت کا راستہ سوجھ گیا ہے۔ اور میں اپنا ارادہ پورا کرنے میں مصمم ہوں۔ میں ضرور ایک بدّھ یا عارف بن جاؤنگا" اسی وجہ سے وہ صاحب کشف ہو گئے اور اسی زندگی میں اُنھوں نے نروان یعنی فنا فے اللہ کی حالت حاصل کر لی۔ بدّھ کی تعلیم یہ تھی کہ اس جگہ اور اس وقت ہر ایک شخص اس حالت اور زندگی کو حاصل کر سکتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ ہزاروں لاکھوں لوگوں کے ہادی بنے اور اُن کو راہ نجات پر لائے ؛

نوجوان حضرت عیسٰے نے یہ کہا تھا" کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اب مجھے اپنے حقیقی باپ کا کام کرنا ضروری ہے؟" اس کام کو اپنی زندگی کا اعلٰے مقصد بنا کر اُنھوں نے اس مسئلہ کو پوری پوری طرح سمجھ لیا کہ مَیں اور میرا حقیقی باپ ایک ہی ہیں۔ اس طرح سے اُنھوں نے اسی دنیا میں رہکر فردوس کی سلطنت پر پورا پورا قبضہ کر لیا۔ اُن کی یہ تعلیم تھی کہ سب لوگ اسی دنیا میں اور اسی وقت اس بات کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ بھی ہزاروں لاکھوں آدمیوں کے ہادی اور رہنما بنے اور اُنکی نجات کا باعث ہوئے ؛

جہاں تک عملی باتوں کا تعلق ہے ہم ساری دنیا میں پھر کر یہی معلوم کرینگے کہ اس سے زیادہ عملی اور مفید ہدایت اَور کچھ نہیں ہو سکتی کہ اوّل خداوند تعالے کی سلطنت کا کھوج لگاؤ اور پھر راست روی یا نیکو کاری اور اَور تمام چیزیں تم کو اُس کے ساتھ مل جائینگی۔ اور جو کچھ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس سے ہر ایک حق شناس اور دیانت دار شخص بخوبی سمجھ جائیگا کہ اس ہدایت کی کیا وجہ ہے۔ اور یہ ہدایت کن کن قوانین یا اصولوں پر مبنی ہے ؛

مجھے بذات خود ایسے شخصوں کا حال معلوم ہے جو لا انتہا زندگی کے ساتھ اپنی یگانگت سمجھنے اور ایزدی ہدایت کی رَو کو اپنے اندر آنے دینے سے ایسے کامل طور پر سلطنت ایزدی میں داخل ہو گئے ہیں کہ انھوں نے اپنی مجسّم مثالوں سے اس بڑے اور ضروری مسئلہ کی صداقت کو پوری طرح سے ثابت کر دکھایا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اس طرح سے اپنی زندگی میں صرف عام یا سرسری ہدایت نہیں ملتی۔ بلکہ دراصل پوری پوری بالتشریح ہدایت ملتی رہتی ہے۔ وہ محض اس بات کو سمجھکر زندگی بسر کرتے ہیں کہ ہم اور یہ لا انتہا طاقت دونو ایک ہی ہیں۔ اور وہ متواتر اس لا انتہا طاقت کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں اور اس طرح وہ ہمیشہ سلطنت فردوس میں رہتے ہیں۔ انہیں ہر ایک شے افراط سے حاصل ہے۔ انہیں کسی چیز کی کمی نہیں۔ جو کچھ مانگتے ہیں۔ وہی مل جاتا ہے۔ انہیں یہ نہیں سوچنا پڑتا کہ کیا کریں یا اُسے کس طرح کریں۔ اُن

کی زندگی بیفکری کی زندگی ہے۔ انہیں کچھ فکر یا تردد نہیں کرنا پڑتا کیونکہ انہیں ہمیشہ یہ بات معلوم ہے کہ اعلےٰ تر طاقتیں رہنمائی اور ہدایت کرتی رہتی ہیں اور وہ ذمہ واری سے بری ہیں۔ اگر ان میں سے بعض شخصوں کا حال بالتفصیل دیا جائے اور خاصکر دو تین شخصوں کا ذکر مفصل کیا جائے جو اس وقت میرے دل میں ہیں تو ایسی باتیں معلوم ہونگی کہ بلا شک بعض لوگ تو اُن باتوں کو اگر معجزہ نہ سمجھینگے تو اُن کو ناقابل یقین تو ضرور سمجھینگے۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جو بات ایک شخص حاصل کرسکتا ہے اُسے سب لوگ حاصل کر سکتے ہیں۔ یہی در اصل قدرتی اور اصلی زندگی ہے۔ اور ہر ایک شخص کی روزمرہ کی زندگی اسی قسم کی ہوسکتی ہے اگر وہ اس اعلےٰ حقیقت کو سمجھکر اعلےٰ اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرے۔ اس طرح کی زندگی بسر کرنا اور اس کو بخوبی سمجھنا محض اُس ایزدی سلسلہ کی رَو میں داخل ہونا ہے۔ جو تمام کائنات میں جاری ہے۔ اور جب ایک دفعہ کوئی شخص اس سلسلہ میں داخل ہوجاتا ہے تو اُس وقت زندگی وبال اور مشکل نہیں معلوم ہوتی۔ وہ روزمرہ اس طرح آسانی سے اور باقاعدہ طور پر چلی جاتی ہے جیسے کہ جوار بھاٹا جاری رہتا ہے۔ جیسے کہ سیّارے اپنے اپنے چکّر میں گردش کرتے رہتے ہیں۔ اور جیسے کہ موسموں کا تغیّر و تبدّل ہوتا رہتا ہے۔

ہمیں اپنی زندگی میں تمام قسم کے جھگڑے شک و شبہ مصیبتیں بیماریاں خوف اور اندیشے اور دقّتیں اس لئے آتی رہتی ہیں کہ ہم چیزوں کے ایزدی تسلسل کے مطابق زندگی نہیں بسر کرتے۔ اور جب تک ہم اس ایزدی تسلسل کو نہ سمجھینگے۔ تب تک یہ بیماریاں تکلیفیں وغیرہ برابر آتی رہینگی۔ رَو یا بہاؤ کے برخلاف چلنا مشکل اور سخت کام ہے اور اس میں کامیابی حاصل کرنا تحقیق نہیں۔ بہاؤ کے ساتھ چلنا اور اس طرح سے بڑی قدرتی طاقت کے عمل کا فائدہ اُٹھانا آسان ہے۔ اور اس میں کسی طرح کا خطرہ نہیں۔ لا انتہا زندگی اور طاقت سے اپنی یگانگت کو بخوبی سمجھنا گویا اس ایزدی تسلسل کی رَو میں داخل ہونا ہے۔ جب ہم لا انتہا ذات باری کے ساتھ موانست حاصل کرتے ہیں تو ہم اپنے اردگرد کی تمام چیزوں کے ساتھ اعلےٰ زندگی کے ساتھ اور تمام کائنات کے ساتھ بھی موانست حاصل کرلیتے ہیں۔ اور سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ اس سے ہم اپنے آپ سے موانست حاصل کرتے ہیں یہاں تک کہ جسم روح اور نفس بالکل ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ اور اس وجہ سے ہماری زندگی کامل اور مکمل ہوجاتی ہے ۔

اب آیندہ سے حسّی زندگی ہم پر غالب نہیں ہوسکتی۔ اور ہم اپنے حواس کے

بس ہیں نہیں رہتے۔ ہماری مادّی حالت ہماری ذہنی حالت کے قابو میں ہو جاتی ہے اور یہ ذہنی حالت روحانی حالت کے تابع ہو کر ہمیشہ الہام یا نور الٰہی سے منوّر ہوتی رہتی ہے۔ پس زندگی روکھی پھیکی اور یکطرفہ یا ادھوری نہیں رہتی بلکہ اس زندگی میں اُس کی تینوں حالتیں شامل ہوتی ہیں اور یہ زندگی نہایت خوشنما ہوتی ہے اور روزمرہ اس کی خوشی اور طاقت دو بالا ہوتی جاتی ہے۔ اس طرح سے یہ ہماری سمجھ میں آ جاتا ہے کہ میانہ روی سب سے بہتر ہے۔ سخت نفس کُشی کی زندگی اور عیّاشی اور اوباشی کی زندگی یہ دونو اُس کی ضد ہیں۔ اور ان میں سے کوئی بھی بہتر نہیں۔ ہر ایک شے استعمال میں لانے کے لئے عطا ہوئی ہے لیکن ہر ایک شے کو عقلمندی سے کام میں لانا چاہئے تاکہ اُس سے پورا پورا لطف حاصل ہو سکے۔

چونکہ ہم نفس اور روح کی ان اعلےٰ تر حالتوں میں زندگی بسر کرتے ہیں اس لئے اس سے حواس کی بھی تربیت ہوتی ہے اور ہمیشہ کمالیت کے درجہ کو پہنچتے جاتے ہیں۔ جُوں جُوں جسم کم کثیف اور کم بھاری ہوتا جاتا ہے اور اُس کی بناوٹ اور ساخت زیادہ لطیف ہوتی جاتی ہے۔ اُسی قدر تمام حواس زیادہ لطیف ہو جاتے ہیں۔ یہانتک کہ جن طاقتوں کو ہم اب اپنی نہیں سمجھتے وہ طاقتیں بتدریج ہم میں ترقی پاتی ہیں۔ اس طرح سے ہم ایک بالکل قدرتی اور اصلی طریق سے دانائی کے بالائی طبقوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ جس سے کہ اعلےٰ تر قوانین اور مسئلے ہم پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ جب ہم ان طبقوں میں پہنچ جاتے ہیں تو ہم اَور لوگوں کی طرح قیاس نہیں دوڑاتے کہ فلاں فلاں شخصوں سے جو طاقتیں اور الہام منسوب کئے گئے ہیں آیا اُن میں یہ باتیں در اصل موجود تھیں یا نہیں بلکہ ہم خود صحیح صحیح حال معلوم کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہم اُن شخصوں میں سے ہوتے ہیں جو عوام النّاس کو کسی اَور کی سُنی سنائی بات پر ہدایت کرنیکی کوشش کرتے ہیں بلکہ جس بات کا ہم ذکر کرتے ہیں اُس کو ہم بخوبی جانتے ہیں اور اس طرح سے ہمارا کلام مستند ہوتا ہے۔ بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کو ہم نہیں جان سکتے اور صرف اُسی حالت میں جان سکتے ہیں جبکہ ہم اعلےٰ درجہ کی زندگی بسر کریں "جو شخص خداوند تعالےٰ کے احکام پر عمل کرتا ہے وہی اس مسئلہ کو سمجھ سکتا ہے" پلوٹائی نس نے یہ کہا تھا۔ جو نفس خدا کو دیکھنا چاہتا ہے اُس کے لئے خود خدا بننا ضروری ہے۔ اس طرح سے جب ہم ان اعلےٰ تر قوانین اور مسئلوں کو خود بخوبی سمجھ سکینگے اور اپنے پر منکشف ہونے دینگے تو ہم بھی عارف بن جائینگے اور انھی باتوں کو اَور لوگوں پر ظاہر کر سکینگے۔

جب کوئی شخص اس اعلیٰ درجے کے عرفان سے اپنی طاقتوں کو بخوبی سمجھنے لگتا ہے تو یہ شخص جہاں کہیں جاتا ہے اور اپنے ہمجنسوں سے ملتا ہے اُن سب میں ایسا دم پھونکتا ہے کہ ان میں بھی اُسی قسم کی طاقت جوش مارنے لگتی ہے۔ہم متواتر اَور لوگوں میں ویسے ہی اثر پیدا کرتے رہتے ہیں جو ہماری زندگی میں نمایاں ہیں۔ہم یہ کام اسی طرح کرتے ہیں جیسے کہ ہر ایک پھول میں سے اُسی کی نرالی خوشبو یا بدبو نکلتی رہتی ہے۔گلاب کا پھول اپنی خوشبو ہوا میں پھیلاتا ہے اور جو لوگ اس کے پاس آتے ہیں اس خوشبو کے نکلنے سے تازہ دم اور بشاش ہو جاتے ہیں۔ایک زہریلی قسم کی گھاس پات اپنی مکروہ بو پھیلاتی ہے۔اس سے تازگی یا فرحت کچھ بھی حاصل نہیں ہوتی۔اور اگر کوئی شخص اس کے پاس بہت دیر تک رہے تو ممکن ہے کہ اس کی بدبو سے وہ بیمار ہو جائے ؂

زندگی جس قدر اعلیٰ تر ہوگی اسی قدر اس میں سے زیادہ جوش دلانیوالی اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے والی تاثیریں ظہور میں آئینگی۔اور جس قدر زندگی ادنےٰ درجہ کی ہوگی اسی قدر اس میں سے زیادہ مضر تاثیریں اُس کے قرب و جوار کے لوگوں پر ظاہر ہونگی۔ہر ایک شخص کسی نہ کسی قسم کی تاثیر برابر پھیلاتا رہتا ہے اور اَوروں پر اپنا اثر پیدا کرتا ہے ؂

جو ملّاح ہندوستان کے بحیروں میں جہاز رانی کرتے ہیں اُن سے ہم نے سُنا ہے کہ بعض جزیروں میں سے دُور ہی سے سمندر پر ہوکر چندن کی خوشبو آنے لگتی ہے۔اس لئے وہ صرف خوشبو سے اُن جزیروں کو دیکھنے سے پہلے ہی بتا سکتے ہیں کہ وہ جزیرے قریب آگئے ہیں۔کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایسے جسم میں ایک ایسی روح کا ہوتا کس قدر مفید ہوگا کہ جب تم اِدھر اُدھر جاؤ تو ایک زود رس اور خاموش طاقت تم میں سے نکلے جس کو سب لوگ محسوس کریں اور جس کا اثر سب پر ہو۔تاکہ تم میں سے ایک آواز غیب یا خدا کی وحی نکلے اور جہاں کہیں تم جاؤ برابر برکت پھیلاتے جاؤ۔تاکہ تمہارے دوست اور سب لوگ یہ کہیں کہ اِن کے آنے سے ہمارے گھروں میں امن اور خوشی آتی ہے۔اِن کا آنا مبارک ہے۔تاکہ جب تم سڑک پر سے گزرتے ہو تو تھکے ماندے اور نیز گنہگار مرد اور عورتوں میں کسی قدر ایزدی اثر محسوس ہو جس سے اُن میں نئی خواہشیں اور نئی زندگیاں پیدا ہوں۔اور جس سے گھوڑا بھی جب تک اُس کے پاس سے گزرو تمہاری طرف ایک بڑی آرزو اور شوق سے دیکھے اور سر جھکائے۔

جب انسان کی روح میں ایزدی روح داخل ہو جاتی ہے تو اُس میں اس قسم کی زود رس طاقتیں مہیّا ہو جاتی ہیں۔ یہ جاننا کہ اس دنیا میں اور اس وقت ہمیں ایسی زندگی میسر آسکتی ہے اس سے ہر ایک شخص کو از حد خوشی پیدا ہوتی ہے۔ اور جب زندگی اس حالت میں داخل ہو جاتی ہے تو کم از کم ایک راگ میں مندرجہ ذیل قسم کے خیالات اور تاثرات ظاہر ہونگے*

"اہا میں ہمیشہ کے لئے اُس قادر مطلق میں موجود ہوں۔ میرے نزدیک تمام چیزیں ایزدی ہیں۔ میں فردوس کی شیریں روٹی کھاتا ہوں اور فردوس کا امرت پانی پیتا ہوں۔ جب میں چمکتی ہوئی قوس قزح کے سرخ نیلے اور سنہری رنگوں کی شعاعیں دیکھتا ہوں تو اُن کی روشنی میں مجھے عشق الٰہی نظر آتا ہے۔ مندرجہ ذیل چیزوں کو دیکھ کر میری روح وجد میں آجاتی ہے۔ اور میرے حواس خوشی میں محو ہو جاتے ہیں۔ خوش الحان چمکیلے پرندے جو گاتے رہتے ہیں۔ خوشنما پھول جو کھلتے رہتے ہیں اور جن کی عمدہ مہک چاروں طرف خوشبو ہی خوشبو پھیلا دیتی ہے۔ صبح کے رنگ جو بڑے آب و تاب سے نکلتے ہیں۔ اور شب ماہ کی شاندار چمک"*

جب کوئی شخص لا انتہا زندگی اور طاقت سے اپنی یگانگت کو بخوبی سمجھتا ہے اور اس میں متواتر زندگی بسر کرتا ہے تب اور باقی چیزیں اُسے خود بخود مہیّا ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح کی زندگی بسر کرنے سے ایسی شاندار اور خوشنما چیزیں میسّر آتی ہیں اور ایسی خوشی حاصل ہوتی ہے جو وہی زندگی محسوس کرسکتی ہے جس کا تعلق ذات باری کی لا انتہا طاقت سے ہوتا ہے۔ اسی طرح کی زندگی بسر کرنے سے دنیا میں رہکر بہشت کی عمدہ سے عمدہ نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح سے ہم بہشت کو زمین پر لے آتے ہیں یا یہ کہو کہ زمین کو بہشت پر لے جاتے ہیں۔ اسی طرح سے ہم کمزوری اور کم ہمتی کو طاقت میں غم و الم کو خوشی میں خوف اور اندیشوں کو یقین میں اور خواہشوں اور تمناؤں کو حصول مدعا میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سے ہم کامل امن طاقت اور ہر ایک شے کثرت یا افراط سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سے انسان لا انتہا ذات باری سے وصل حاصل کرتا ہے*

" روحانی عروج "

جس کو لالہ منشی لعل صاحب ایم۔ اے نے مسٹر جیمز ایلن صاحب کی انگریزی کتاب موسومہ فروم پورٹی ٹو پورا سے اُردو میں ترجمہ کیا ہے۔ چھپ کر تیار ہے۔ جو شائقین کے لئے نہایت مفید ہوگی۔

قیمت .. .. .. صرف آٹھ آنے (۸/)

المشتہران

رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز۔ لاہور